



تَفْسِیْرُ فِیْضِ الْفِیْضِ

تفسیر حقانی

غزوة المحمدين في القرنين الشيخ ابو محمد الحقاني في القرنين

جلد ۲۲

الفیصل
نارشان در تبریز کتابت
کتابخانه حضرت امام رضا

تفسیر حقانی در قرن ۱۲۰۰ هجری

وہ بن کر اسلام پر اس صلہ اعراسی کو دار کیا کرتے ہیں اور منافقین کے نزدیک کوئی جہت مرجع نہ تھی۔ وہ اس کو سرے سے نہ سمجھتے تھے اور مشرکین کہتے تھے کہ وہ کھوٹا فرکار دہارے نہ ہو کہ طرف منہ کیا۔ خدا تعالیٰ اس شیعہ کا جواب دیتا ہے کہ اے نبی! ان سے کہہ دو کہ شرق اور مغرب یعنی ہر جانب وہ ہر سمت خدا کے نزدیک یکساں ہے۔ ہر جگہ اس کا ظہور ہے مگر وہ کسی سر کی ہونے سے ایک جہت کو عبادت کرنے والوں کے لیے مخصوص کر دیا ہے اور اس سر کو ہر شخص نہیں سمجھتا ہاں وہ جس کو چاہتا ہے اس کی طرف منہ دیت کرتا ہے۔

مطلقات

وجہ تسمیہ قبلہ: قبلہ روزانہ خطہ سامنے کی جہت کو کہتے ہیں یا اس حالت کو جو کسی چیز کے سامنے ہونے سے پیدا ہوتی ہے۔ مثلاً جب سے مشرق ہے۔ اسی سمت استقبال اور قبلہ کو کہتے ہیں۔ لیکن قبلہ کہتے ہیں کہ وہ غرضی۔ کہہ سکتے ہیں کہ (تفسیر کبیر وغیرہ) اسی قبلہ کی بیت المقدس اور بحر خانہ کعبہ قرار پایا۔ اس تمام پر دو اہم قائل مقرر ہیں۔

وجہ اول: اول یہ کہ نماز کے لیے قبلہ ممکن کرنے میں کیا سزا اٹھائی ہے اس کی تحقیق یہ ہے کہ اس میں چند محبتیں ہیں۔

(۱) مقدسہ: خدا تعالیٰ نے انسان کو روح خمس عطا فرمائی ہیں۔ ایک قوت عقلیہ کہ جو عبادت کا اور ایک کرتی ہے۔ اور دوسری قوت خیالیہ کہ جو محسوسات میں تصرف کرتی ہے۔ یہاں اوقات یہ قوت قوت عقلیہ کو معافی بخود کے اور ایک میں مدد دیا کرتی ہے اور اسی لیے آپ نے دیکھا ہو گا کہ مینوس جب مقدار کا کوئی قسم نکلی در یافت کرتا چاہتے ہیں تو اس کے لیے کوئی صورت معینہ اور شکل معینہ فرمائی جیسے ہیں یا جس اور خیالی اس کی اس اور ان کے میں ایمان کرے۔ پس جب ہندو کو خدا تعالیٰ کے حضور میں بوقت عبادت حاضر ہوا چاہتا تو اس ذات مقدسہ کے لیے جو جسم اور اس کے تمام عوارض سے پاک اور عاری خاص و عیاس سے باہر ہے۔ کوئی آلہ جسمی نہ ضرورت تھا کہ جو اس قلیات کا منظر ہو اس کے جالی یا کماں کا آئینہ ہو اور یہ بھی ضرورت تھا کہ اس آئینہ میں کوئی صلیب نہ ہو اور نہ رنگ نہ ہو اور نہ ہی کوئی تصویر نہ ہو اور نہ بھرتو جو عبادت اس صاحبہ تصویر کی طرف رجوع کرے گی تاکہ وہ مدخل سے نکلے اور یہ جلد خانہ کعبہ ہے کہ جو علم ملکوت میں بیت المعمور کا شہرہ اور عام باسوت میں اب الانبیاء و رسل المودعین حضرت آدم و ابہریم علیہما السلام کا عباد اور خداوند تعالیٰ کے جلوہ کی کبریٰ ہے (جبکہ کہ تو رات سفر و منتہی میں ہے کہ خدا کا افسانہ حقانہ کہہ کے پہاڑ سے جلوہ گر ہو) اور آقا حبیب بن محمد کی کا مطلع اور اہل اسلام کی دولت و شہرت کا شمع ہے اور اس کے بعد وہ دو وجہ میں بیت المقدس ہے پہلی سے نبوت نبی ہمارا نکل کا اور یہاں ہے۔

وجہ دوم: (۲) یہ امر فرمایا ہے کہ نہ کہتے اب کعبہ حالت و عہدانی سے قوی ہوتی ہے۔ دیکھتے ایک یاد دہانی میں وہ قوت نہیں کہ جوں جس پاس سار کی جتنے سے ہوتی ہے۔ پس جب فادات و عبادات کا یہ حال ہے تو پھر انسان بالخصوص اہل ایمان کی حالت و عبادت کا عبادت اور وہ ظہور و تجلیات میں بوقت عبادت کیا کرتا ہے؟ اس اتفاق کی بدولت اسلام شرعاً فرمایا تو اس سے دوسری وجہ کی طرح و ایمان میں جملگی کی ساری کی برکت سے خدا کے فرمان و ایاموں کی سرسبز طاعتیں و عبادتوں کے ساتھ کیا نہیں۔ ان لیے نواز جماعت مقرر ہوئی کہ اہل کعبہ میں اتفاق پیدا کرے اور جس طرح اس لیے ضرورت ہو کہ اہل شہرہ و روئے زمین کے لیے اسلام کا باقی میل جول ہو۔ پس جب نماز میں حالت اتفاق شریعت کے نزدیک ایک امر ضروری تھا تو اس کے لیے ایک جہت مقرر ہونا بھی ضرورت تھا کیونکہ اختلاف کی جہتی خدوفا باطن کی دلیل ہے اور وہ جہت خانہ کعبہ ہوتی چاہے کیونکہ اسام اور توحید کا یکی شیعہ ہے اور ایسے کی خانہ جماعت کے جلیق ہے جو اس کو ضرور

۱۔ یعنی اس کی مشق کے لیے تاکہ

۲۔ بعد جہتوں اور حاکم ہستونانی محمد میں جگہ جگہ تکرار کرنے اور بعض میں نیز نہ ہی ان جہتوں میں کہ جہت عبادت کی: (۱) کے ہوا۔ (۱۲)

ج۔ میں ابھی ضرور ہے اور یہی اسرار میں انھما آئی پر میں کرتا ہوں۔

دوسری بات قابل غور ہے کہ وہ قیود کیوں ہوئے چند روز بیت المقدس کی طرف منہ کرنے کے بعد پھر کائنات کعبہ کی طرف منہ کرنے کا یوں تصور ہوا؟ اس میں ابھی چند امور ہیں۔ (۱) ایک کہ جناب رسول اللہ ﷺ کا دین تمام انبیاء و پیغمبر اسلام کے اصولی دین پہنچا ہے اور اسی سے آنحضرت ﷺ کا ماننا موسیٰ و ہنسی و دیگر انبیاء علیہم السلام کا ماننا اور قرآن مجید پر ایمان کا تمام کتب نبیہ پر ایمان کا ہے۔ گویا اخیر زمانہ میں خدا تعالیٰ نے اختلاف پر نیات کو (کہ نہ مہاجرین کو رام اور نہ ان کی وجہ سے انبیاء کی شریعتوں میں تھا) حذف کر کے فیصلہ اسلی نے سب طاوا یا ایمان کو کہ تمام یہ یوں کہ اصل صحیح کرایک جامع کر دیا اور انبیاء علیہم السلام کے وہ معبود دئے زمین پر ایسے معبود و کرم تھے کہ جن کی عبادت و عظمت تمام خدا پرست قوسوں کے دلوں میں سرچاں تھی۔ ایک جب دوسریت المقدس کی پس ضرور وہاں کا دونوں گھروں کو قبلہ بنا دیا جازے کہ سرچہ باسعیت پلاوا دئے مگر چونکہ وہ نبوت کو ان کعبہ سے چکا ہے تو بیشتر صرف اس کی رمانت یا اس کے ساتھ دوسرے مگر کی بھی رعایت کرتے مناسب ہوا۔ جیسا کہ تائی وغیرہ کی روایت سے ثابت ہے۔ مگر جب اس کتاب نبوت نے یہ دیکھا کہ اگر وہاں پلاا جوداں واحد میں دونوں نبیوں کی طرف متوجہ ہونا مشکل پڑ گیا تو اس رچہ نعتی کے موافق بیت المقدس کی طرف منہ کرنا پڑا مگر جب تھوڑے سے ہی دونوں کے بعد دائرہ کلا سے نبوت نہایت متفق ہوا تو جس نقطہ سے شروع ہوا تھا وہاں رہا یعنی پھر نہ کعبہ کی طرف منہ کرنے کا حکم ہوا۔

(۲) یہ کہ کعبہ دینہ کی طرف آنحضرت ﷺ کا ہجرت کر کے آج وہاں طرف اشارہ تھا کہ آپ انبیاء و نبی اسرار کی کی طرف ثابت تھا کیونکہ وہ نہ کعبہ سے نہیں تھی کی جانب ہے۔ جو انبیاء و نبی اسرار کی کی طرف ہجرت کر کے آج وہاں طرف اشارہ تھا کہ آپ انبیاء و نبی اسرار کی کو یہ بات ظاہر ہو جائے کہ یہ نبی صریحی سلطانہ انبیاء و نبی اسرار کی کوئی نہیں اور انبیاء و نبی اسرار کے برخلاف ہیں لہذا ان کی کعبہ و ملت کا ہجرت کرنا ہے جیسا کہ وہ بیت وغیرہ کتب انبیاء میں ضروری تھی اور جس سے اس کتاب ایک ایسے مسئلہ کا دھندلے کے آئے تھے متحرک تھے۔ اس لیے دین میں تحریف کا ضرر ہوا اور انھما انبیاء و نبی اسرار کی کا انھما کی کتاب کا کفر سے دور (اسی بات کا بعض مفسرین نے بیت المقدس کی طرف منہ کرنے کا زور پڑھنے کی وجہ سے ایسا لیا ہے اور ظاہر اتحادی کے ہے بیت المقدس کی طرف منہ کرنے کا زور پڑھنے سے زیادہ اور کوئی بات ہوگی کئی تھی۔ اس لیے اس طرف منہ کرنے کا زور پڑھنے کا حکم ہوا اور بیت المقدس اور اس کے پہلی اور اس کے انبیاء و نبی اسرار اور اصل ملت اور ان کی کے تابع ہیں اور آنحضرت ﷺ ملت ابراہیم کے اصلی ہجرت مصالح کر کے بھی گئے ہیں۔ اس لیے مسجد ابراہیم یعنی نہ کعبہ کی طرف ہمیشہ کے لیے منہ کر کے نماز پڑھنے کا حکم ہوا اور اس بات کا اظہار ہے کہ آپ کو اصل و اصلی خصوصیت حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ہے کیونکہ ان کے بڑے فرزند اسماعیل علیہ السلام کی اولاد کو اپنے جدا جدا سیدنا ابراہیم علیہم السلام سے خصوصیت اور خاصہ اور اولاد کی کبریت نوعیت کے ساتھ حاصل ہے اور نیز اسلام کا ظہور بھی کہ سے ہوا جو حضرت ابراہیم علیہم السلام کے معبود کعبہ کا شہر ہے اور اسامی کی اشاعت اور جہاں مگر جس پھیلنے کا زور یہ بھی عرب کی قریش و بنو نضیر اور ان کی سب کا قراہ پا چکی ہیں اور ان سب کا عبارت گاہ کعبہ تھا اور اسی کی عظمت ان کے دلوں پر جا کر گریں اور اسی کی طرف منسوب ہوئے اور وہ ابراہیم کی طاعت حاصل ہوتے تھے۔ اس لیے ہمیشہ کے لیے کعبہ ہی جو بیت نماز قرار پلا۔

(۳) اور اس میں یہ بھی سرچہ کہ آنحضرت ﷺ کو منسوب ہجرت حاصل ہو جائے یا نام اظہار کا سرچہ ملے۔

(۴) نیز اس میں ظہور ظہور کا انھما کی ہے۔ ہم پرست ہمیشہ اپنے رسوم و باور بات میں ہی چلتے ہیں۔ مصلحتوں اور حکم کی قبول کرتے ہیں۔ جدھر ہمارے منہ دیا مگر جاتے ہیں اور اسی کا نام انھما کی ہے اور یہی گویا ہونے کی کچھ طاعت اور محبت صادق کا خاص نشان ہے اور نہ اصل مشرق مغرب یعنی ہر سمت خدا کی ہے اس کا ہر سمت جلو ہے

کافریاں بھی ا کہ درویش ہوں میرا

1878 23. 9. 1. 25. 7. 2. 10. 11.

نکاح ہی میں مقادار ہوتا ہے نہ بیعت المقدس میں ہی رہتا ہے۔ دوہر مکان اور زمانہ سے پاک ہے۔ واضح ہو کہ بعض خبیثوں نے اس مقام پر دوسرے پر اعتراض کیے ہیں کہ زبان قمار آئے۔ کو کبھی علاقہ نہیں۔ مسئلہ اس کے یہ کہ اس کتاب کے لیے کون جنت جلد ہی نہیں بھرانے کے لیے مشرقی و مغربی کئیوں بدست کہ۔ از انجمن۔ یہ کہ عہد یوں کا نام سے اور جب یوں ہی نہ ہیں تو کیا ہمارا دوسرا مذکورہ کمی خرافات اس لیے اس کے بعد نہ ہے بھدی میں عباد الہی صراط مستقیم پر فرمایا کہ یہ اسرار و حرم کو ہم پر ہے ہیں ان عقلمندان کرتے ہیں در بعض تو دوسری مملکت و ممالک میں ہرگز کرتے ہیں۔ اس نسبت سے جس طرح یہ بات ثابت ہوئی کہ کلام الہی کا پیمانہ حرام ہے۔ اسی طرح یہ بات بھی ثابت ہوئی کہ کلام دہم و جہنم میں۔ ہیں۔ یہاں تک کہ جو قول قبلہ کی تفسیر تھی۔ اسی بات میں غمراہ رہا۔

وَكُنَّا لَكُمْ جَعَلَكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِيَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ

النُّزُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِي كُنْتَ عَلَيْهَا إِلَّا لِنُعَلِّمَ

مَنْ يَتَّبِعِ الرَّسُولَ مِنْ بَيْنِ قُلُوبٍ عَلَى عَقِبِهِ وَإِنْ كَانَتْ لَكَبِيرَةً إِلَّا عَلَى

الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ . وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُضِلَّ أُمَّةً نَكَمَ . إِنَّ اللَّهَ بِالشَّاكِرِينَ عَلِيمٌ .

رحمہ اللہ

اور (جس طرح کہ ہم نے قبلہ کے سر میں دانت کی) سی طرح تم کو ثابت و سچا بنایا کہ تم لوگوں پر کون بدخواہ، رسول تم پر کون دہشت گرد اور وہ کون سا کس پر اسی نے تمہارا حق تعالیٰ اللہ سے تم سے اس لیے بنا دیا کہ تم کو عظیم اور جانتے رکھیں (تو علیحدہ کر کے دانت) رسول کی بی بی کو کرنا ہے اور کون اور کون ہے؟ تب پھر انھوں نے دانت کے بہت شائق بن کر تم کو بھی کوفہ و منہ دانت کی (بی بی) کو جو کہ کئی سال نہیں بھار دے وہاں نہیں کرتا تھا۔ یہاں تک ضائع کرنے کے قابل نہ بن کر تم کو اس نے مرنا بھی نہیں دیا اور یہاں سے۔

[illegible]

تفسیر: یعنی جس طرح جس نے اسے استحقاق دیا، تم کو اس بات میں ہرگز کوئی نا انصافی ہے کہ یہ اور انصافی کسی نے تم کو اسے کسی نہیں
 اور تم سے کو اسے ہوا، یہ کہ تم اپنے ہی کے سچے اور حقیقی فرمانبردار نہ ہو، جس چیز کا حکم ہوتا ہے بلا جوں، اور اس کو تسلیم کرتے ہو، اور نہ یہ کہ

تھما یا قبل کہ فرمایا گیا کہ جو اہم ملا کے چہ سے خلاف یہود اور نصاریٰ کے قبلہ کے کہ وہ پیچھے ہٹے۔ اسی طرح ہر بات میں تم کو
اس سے روکنا ہے جو اور کا مل بتا تا کہ سب لوگوں کے لیے تم حبیہ یعنی ہر اس چیز میں ہلائی ہو کہ جس بات کو تم اچھا برا کہو وہی میں تم خداوند کے
کو نام نہ جاؤ اور دوسرے تہمیداری اور گواہ بنے۔ چنانچہ جو کہ خدا تعالیٰ اپنے ہی کے سوا پر ہاتھ کرے اس کو تم اور ان کو حکیم اور فاضل قیاس کے
بارے میں جو کہ تم سے اٹھتے اور میں میں غریب کے شکاک پیش کرتے ہیں وہ یہ خوف کی وجہ سے (کہ جس کا پیسنے دن ہوا) انھیں
ہیں۔ لہذا اور امر کے چند ذریعہ امتحان کی طرف مت کر کے میں ایک۔ یہ بھی مر تھا کہ تیسرے کے پیچھے ہٹنا اور دوسرا ذریعہ۔ تو میں میں ہر
تیار ہو جاوے۔ کسی نے کہ جو اپنے عبودیت کی اور اس کے رسول پر ایمان رکھتے ہیں وہ (جس میں غریب راہ شہرہ سر میں اس حکیم مادی کے نسخہ
کی تہذیب کو بلا ہمت و غرور تو کیا کر کے اس کو اولیٰ دینا ہے کہ اس کو دل سے حکیم ہونے میں مدد جانا ہے)۔ یہ جھگڑے رسول کے خصم کو قبول کر
لیتے ہیں انھوں نے ہی ہم ذریعہ حق کے خلاف ہو خواہ مروتی۔ وہ ہر وقت یہی کہتے ہیں

رشتہ در حریم اقلیدہ درست

سے ہر ہر ہاک خاطر خواہ دوست

اور جو درم اور نہ سب دوست باقی اور سب ہر ہر ہاک کے ہاں میں گرفتار ہیں وہ چنگڑوں تک دیکھاں کر کے اس سعادت سے محروم
رہتے ہیں اور یہ چند یہ بڑی بھاری بات ہے کہ کسی کے کہنے سے اپنے شعار مذہب کو چھوڑ دے اور جن کو وہ دشمن کہتا ہے ان کو یہ تسلیم کرے کہ
میں کو خدا تعالیٰ نے ہدایت کرتا ہے۔ اور ان کے دلوں سے خواب نکال دیتا ہے اور اس کے علم کو سب پر مقدم کر دیتے ہیں اور اگر خدا تعالیٰ مسلمانوں کو
یہ یقینی عطا نہ کرتا تو وہ بھی نہ فرمائی اور سر میں۔ یہ بالخصوص اسی قول قبلہ کی تفسیر کہ چینی کرنے سے ایمان نہ لے کر دیتے مگر یہ چونکہ یہ
ہر ایمان اور شفیق ہے اور ہا ہے تو مسلمانوں کے ایمان و صلاح ہونے سے دینا تھا لہذا ان سے ان کو خوش معاف کر لیا۔

متعلقات

اس سے وسط وسط کے سختی عدل کے ہیں اور بعض کہتے ہیں اس کے معنی ہجرت ہے جس جہاں کہ کثرت عید انہیں تشکونہ انھما
لہذا اس سے مراد گواہی ہے۔ خواہ یہ گواہی دینا یا غیاب ہو خواہ آخرت میں۔ چنانچہ ایک بار حضرت چھٹا کے سامنے سے ایک ہتازہ گیا۔ لوگوں
نے اس کی خدمت کی تو آپ نے فرمایا وجہ وجہ ہر دور را ہتازہ یا تو لوگوں نے اس کی مدح کی تو آپ نے فرمایا وجہ وجہ۔ صحابہ
نے عرض کیا کہ آپ نے دونوں کے لیے ایک ہی کلمہ فرمایا۔ آپ نے جواب دیا کہ میں کی تم نے خدمت کی اس کے لیے اٹھنا اور غور جب
ہوئی اور جس کی تم نے خدمت کی اس کے لیے جنت واجب ہوئی۔ تم خدا کے دین میں کو اور جو جس کو تم اچھا کہو اور اچھا ہے اور جس کو تم برا کہو
برائے (نہ خدا) اور خدا صریح امت مرحومہ بحیثیت انہی ہی میں علیہ السلام کے کلام کا اُتار ہے۔ اس لیے حضرت چھٹا نے فرمایا میں
تجمعہ انہما محمد علی خطۃ کما صبحہ کہ ہر ہر ہتازہ ہوگی۔ یہاں سے امتبار امت کا ذکر ہوتا ہے یا کیا اور اسی نے خدا نے فرمایا
وَقَدْ عَلِمْتُمْ لِيَنِ الْوَيْبِ نَزَّاهُ مَا تَوَكَّلِي وَنُصْلِي جَهَنَّمَ وَمَا مَثَلُ مَجِيْزٍ کہ جو مسلمانوں سے یہود اور نصاریٰ کرے گا۔ جنہم میں
جاوے گا۔ دانت ہو کہ گواہ میں وہاں میں سرور ہیں۔ اول یہ کہ وہاں مذکور ہوئے۔ لیکن اس کو اس کا کیا اعتبار۔ دوم اس کو علم ہو کہ یہ
جس چیز کو جب تک نہ جانے گا اس کی ہمت کیا گواہی دے گا۔ پس جب امت ہجرت کرے گا وہاں ہر ہتازہ ہوتا ہوگا اور اسی طرح ہر ہتازہ
کیا۔ اسی لیے قدوس است و مصلحت میرا نہ گیا۔

الْحَرَامَ وَمَعِيتُ مَا كُنْتُمْ قَوْلُوا وَجُوهَكُمْ شَطْرَهُ. إِنَّمَا يَكُونُ لِلنَّاسِ عَلَيْكُمْ حُجَّةٌ إِلَّا الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْهُمْ. فَلَا تَحْشَوْهُمْ وَاغْشَوْنِي. وَلَا يَمَ يَعْبَتِي عَلَيْكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ۝

اور ہر ایک کے لیے ایک طرف ہے کہ دلاہری جنگ ہے جس کو نو خیزوں کی طرف دوا کرتے ہیں کہیں بھی ہو تم سب کو اس سے بچا کر لے آئے
معاذہ جی جی پتا دے دو اپنے آپ کو کھینکے کی ٹانگیں تو پانچ سو خرام کی طرف کیا کریں اور کئی تکی بھی ہے آپ کے مذہب کی طرف سے امانت
تھوڑے کام سے غافل نہیں اور آپ جہاں آپ سے غفلت کو پانچ سو خرام کی طرف کر لیا کریں، زور (مسئلہ) تم بھی جہاں کہیں ہو کر تو پانچ سو (غلام
میں) اس کی طرف کیا کرو (دلاہری) لیے غم کیا گیا (لوگوں کو پتا ہو کر) ان کے اصرار سے ہے مگر ان میں سے جو بہت دیر ہو تو تم بھی ان سے شہر دار ہو
سے آستے رہ کر دلاہری اس لیے کہی کہ ہم اپنی اہل بیت کو پوری کر دیں اور اس لیے بھی کہ تم سب سے دستہ برآؤ۔

[illegible]

ولا يحب فيهم عور ان يمتهم

بين فلول من قراع الكتائب

دلائل و معروضات پر اس بات پر علیحدہ مباحث ہے اور نہ ہے۔

تفسیر: خدا تعالیٰ اس بات میں یہ بات ظاہر کرتا ہے کہ جب امر حق و ناگہر تعلیم سے صورت ہو جائے تو پھر اس کے اختیار کرنے میں کسی کی مخالفت و موافقت کا کچھ بھی پاس نہ کرنا چاہیے اور کیونکر انسان ہر ایک کو بالخصوص دینی امور میں موافق کر سکتا ہے۔ حوالہ: کفرانیک، فیض کی اساتذہ اور عقیدت سے اور اس قلمی جہاد کا ہے۔ ع

ہر قوم راست راہے دینی و قبل گامے

خفا میں کہ ہر ایک شخص اور قوم ہر ملک کا ایک، ہر طرف رومان ہوتا ہے۔ جس تمام اس خیال کو اقتضائے کمال سے مثال، داور جو نیک

[illegible]

تو اس پر بھی نرکا جہ عقل اس کا ہاتھ نہیں کھڑی کرادے غلام کیا تو اس پر بخلاف انسان کہ اس کو عقل بخش آئی ہے دوسری کشتی سے نھر کر دو کشتی کے جن پر ہمارے اہل اور دوسرے پر کاٹا اور اور نہایت طاری ہوئی ہے اور جب وہ نہ خود نہایت قوی تو اس آئینہ میں جمال جہاں ادا کا جلوہ اور خدا کا قریب نصیب ہو گیا ہے ایسے فرمودت اللہ تعالیٰ "ہا یٰ یوسف" اور دیگر قریب مبرا بنی علیہ السلام کے اور محبت سے تمام کام انجام دیا اور آخرت کے اجر پر ہم لگے۔ اس کے بعد کہ میں نے قرآن مجید سورۃ النور کا کبریا نوحہ کی گئی ہے۔ دیکھئے جسکے احوال میں جب ہر طرح کی تکلیف پڑی میرا کہتے ہیں تو اپنے دل میں پرچا ہے۔ چاہئے وہ عزت و دولت و امت اس کو اگر سلام کرنی ہے۔ کاشکار جب کر لی اور محبت و پیاسی تکلیف اور سخت کر کے ہے تو خدا کا کہ ہے۔ لغرض: یاد اور عزت کے لئے مکار و ہمارا کہہ رہا ہے۔

[illegible][illegible]

میرزا نصیر، جنگلہ، رش، فخر، شد، یمن

٢٧٢ ٢٧٣ ٢٧٤ ٢٧٥ ٢٧٦

خود اپنے شک پر اس اور بے بسی کی آواز ہے ہوتی ہے۔

بلکہ وہ زندہ ہیں کہ اپنے کہے۔

کشتگانا تنہا حلیم را ہر زمان از غیب جانے دیگر است

صرف یہ ہوت ہے کہ وہ کم کو ظفر میں آتے۔ وہ شیخ ہو کر زمانہ دور کی فکر ہاقت ہے اور یہ جسم خاکی کہ جو ہم کو دکھائی دیتا ہے اس نفس ہاقت یعنی (روح ہوائی) کا کہ جس کو نہ کہتے ہیں کہ ہر کہ ہے۔ اسی نفس ہاقت کا نقل روح ہوائی سے ہے کہ خلیفہ خون کے اثرات سے پیدا ہوتی ہے اور روح ہوائی کا مزاج یہ جسم ہے۔ جب کسی جسم سے اس جسم خاکی سے تعلق منقطع ہو جاتا ہے اور اس رتبہ تعلق کا نام موت عرفی ہے تو نفس ہاقت کو جو ہر "ہا" ہے باقی رہتا ہے اور نہایت مودطرح سے جس اوراد کہ اور شعور وغیرہ بھی باقی رہتے ہیں۔ اس میں کار و دھوسن شہید غیر شہید سب برابر ہیں۔ پس اس معنی سے موت ہے تو جسم کو اور حیات ہے تو نفس ہاقت کو لیکن یہی پاک روحوں کا از جنم خاکی تک بھی پہنچتا ہے اور یہ جسم ہاقت کہ جس جیسا کہ انیسویں صیغہ اسلام اور اولیاء کرام و شہداء و حق کے اجساد سے ظاہر ہوا ہے۔ اسی طرح اس موت عرفی میں بھی سب انسان شریک ہیں۔ اسی معنی سے اور غیر شہید انبیاء و غیر انبیاء سب کو موت ہے۔ **يَوْمَ تَكُونُ النَفْسُ اَذْلَقًا لِلْعُقُوبِ** (آپ کی ایک روز مرنے والے اور وہ بھی مرنے والے ہیں ہر نفس کو موت کا خزانہ چھٹا ہے۔ کار اور اسے لے جانے کے بعد ان پر احکام موت جاری ہوتے ہیں۔ مال میں حصے لگ جاتے ہیں۔ اب جیسا شہداء و انبیاء کے یہ معنی ہیں۔ اور آیت میں وہی مراد بھی ہیں کہ جسم سے روح جدا ہوجانے کے بعد دوسرے کو اس عالم قدس میں ہر جسم کا آرام اور عزت نصیب ہو جو ہر قدر روح بھی ایک جسم لطیف ہے۔ اس جسمانی قول کے آثار بھی اس میں ملے ہوتے ہیں اور اس کی توراتی صورت کو جس جسمانی صورت سے بھی ایک لیکن مناسب ہوتی ہے کہ روح کو وہی نفس روحانی عالم میں کہہ سکتے ہیں۔ اس لیے اس و لم میں کہ جس کو اس عالم سے وحی نسبت ہے جو عالم خواب کو یا لیب ہوائی سے ہے ہر جسم کی لذت سمجھو۔ اور وہ وہاں انہما جو تصور میسر آتے اور ان سے لذت پاتے ہیں۔ بالخصوص شہداء کو ان کو نہ تو سناپن سے ایک عجیب تعلق باقی رہتا ہے جس کے لیے ہر نفسی حال ان کے لیے ایک نہایت مود و یک حفاظت ہے اور وہی دیکھ کر توراتی سے بارگاہ قدس میں جہاں تک چاہے ہیں طیران کے کرتی کرتے ہیں اور اقسام و انواع کے لذات سے مستفید ہوتے ہیں۔ جس کی طرف آیت میں اشارہ ہے اور اس حدیث میں بھی کہ جس کو شیخین نے روایت کیا ہے کہ خدا و بزرگوار کے توائب میں اگر آتش یا بے مری میں رہے اور جہاں سے ہی چاہتا کھاتے ہیں۔ اسی طرف ایسا ہے۔ اسی طرح وہ سب چاہتے ہیں اس عالم کی طرف بھی نزول کرتے ہیں۔ کئی لوگوں کو دنیا بھی دکھائی دے جاتے ہیں مگر ان کے اس حیات جاودانی کو یہ انھیں مود یہ خاص نہیں محسوس کر سکتے کہ جو دامن نام کلاہ کے احساس کے لیے محسوس ہیں اور اسی سے ایک آنچ آگ بھی ان کا کارو کہ نہیں۔ یہ کہ مراد اس و حیات ابدی ہے کہ جس کا آیت میں ذکر ہے۔ اس کے برخلاف کلاہ دنیا کا اس عالم میں مغرب ہونا موت ہے۔ ایک شخص طرہ طرح کے خراب میں مبتلا ہے۔ دوسرا قسم جسم کی نعمتوں میں ہے۔ گودوں زندہ ہیں مگر اول اللہ کی زندگی کی زندگی ہے۔ وہ تو موت سے بھی بدتر ہے۔ زندگی تو دوسرے نفس کی ہے۔ اس سے یہ فیصلہ دین کو نہ کہا جاتا ہے اور اسی تعلق خاص کے سبب ان ان کے احوال حسن کا سلسلہ بھی جاری رہتا ہے اور لوگوں کی طرہ منتفع نہیں ہو جاتا۔ جیسا کہ اس حدیث میں آیا ہے۔ **كُلُّ اَبْنِ اَدَمٍ يَخْتَرُ عَلٰى حِمْلِهِ لِيُجَاهِدَ فِىْ سَبِيلِ اَللّٰهِ نَفْعَ بَنِيْ اَدَمَ حِمْلُهُ اَبْنِ اَدَمَ يَخْتَرُ اَبْنِ اَدَمَ يَخْتَرُ** (رواہ البخاری و مسلم) (ہر انسان جب مرتا ہے تو اس کے اعمال منتفع ہو جاتے ہیں مگر جاہلی کسل اللہ کے اعمال ہمیشہ جاری رہتے ہیں اور خانی) لیکن اس حیات میں جیسا کہ مسلم اسلام اور اولیاء کرام شریک ہیں ہر اس کے درجات بھی متساوت ہیں ہر شہید اول کو عذرت حاصل کرنے میں

۱۔ جس سے کہ یہ معنی ہو کہ اگر کسی شہید مرنے والے کو نہ پرازیں دے کر جس کی نہایت سے معافیت عطا ہوگی کے کامنہاں کرنا

نہایت بڑا ایک نفع کہ سفر کی ہے لانا

دی کہ کچھ خدا نے تم سے اور تم سے بچے کے لیے پڑھ جان کر دیا۔ سوچو ہے یہ کچھ اس اجابت دہاؤ کا اثر ہی۔ جس جو کوئی نہ دیکھوئے ہے جہاں سے تو اس کا معنی یہ ہے کہ ان کی جانب سے صاف اور نالک کے بہت (جو درود اور دعوت تھے) انہوں نے مانا کہ بتے پاس میں طرف میں اور ان کو کا کیا خاص ستان کی صورت میں ہوئی تھی یا شریکین نے رکھ لیے تھے اور ان کے کوہ کو دھواں کھاتے تھے۔ ان مقامات مقدسہ کی بڑائی میں کوئی فرق نہ خیال کرے۔ اگر ان پہاڑوں کے میدان میں اسی طرح سے ان میں طرف اجماع ہو بہت کچھ ہے۔ اسی طرح کوئی پھر ان میں کوئی طرف کرے تو اس پر کچھ کچھ ہو جائے گا۔ جس کے لیے دراجات متور تھوڑے ہیں۔ یہ ایک بات ہے اور جو کوئی اپنی خوشی سے کچھ کرتا ہے تو خدا بھی اس کو اپنی عین میں کرے جس کی قدر دانی کرتا ہے کیونکہ وہ مخلوق ہی ہے یعنی خدا۔ ان اور اہل حق میں۔ ان کے مراد و صلاح میں کی طرف نہ نظر نہیں کیا۔ خصوصاً ان کی خیر خواہی اور خدمت گذاری ان تک نہیں پہنچتی۔

معا اور درود مقامات کعبہ سے شرقی جانب اور پہاڑ ہیں۔ مثلاً قحطانی جانب ہے اور مروہ و قحطانی جانب میں ان کے بیچ میں خمینا سات سو کوئی صاف ہے۔ مثلاً اور ان میں کسی چیز میں ہے اور مروہ کو قطعاً ان کے آگے کی طرف ہے۔ اب ان دونوں پہاڑوں پر آبادی ہے جس کی قدر میں پہاڑوں پر بھی اور مثلاً درود پر صرف بڑھوں کے نشان عارپے ہیں اور ان کے درمیان کوہ صخر ہے اسی لیے وہاں نقشب دانسا اور ازبک ہیں۔ اب تو ہم کی وجہ سے وہاں ایک بار اور اس میں ہے۔ وہیں کوئی عمل کرتے ہیں اور وہاں بھی۔

مثلاً قحطانی و صخر کی جگہ ہے اس کے معنی ملامت اور تادیب کے ہیں اور شعابہ عرف شریعت میں عبادت کے مقامات اور ان دونوں مقامات کو کہتے ہیں۔ یہاں عبادت کے لیے کچھ اور فرق اور جزوہ نمازت ٹکٹ و مثلاً وہ کچھ مجمع مساجد اور مقامات عبادت کے ہیں اور وہیں بھی جو اور مقامات عبادت کے ہیں اور ان مقامات و نمازت ٹکٹ اور ان میں کوئی نہ دیکھوئے کے وہ مقامات کے ہیں ان پر انہوں نے عبادت کیا تھا۔ ان کے کھانا کھاتے ہیں۔

راج کا معنی معنی قصد و غور کے ہیں مگر شریعت میں اس کا معنی قصد و غور کا نام ہے اور ان کو کہہ میں یہ فرق ہے کہ کچھ میں غور و غماز و مراقبات میں جائز اور مجربان سے کہ اگر وہاں کعبہ کرنا ہوتا ہے اور عمرہ میں یہ نہیں۔ باقی احرام باندھنے اور صاف اور عین صفا اور مردانہ اور شریک ہیں اور عمرہ کے لیے کوئی عین اور ان کا معنی نہیں۔

مروہ لفظ عام ہے سے معنی درود کی طرف یا کسی طرف سے ملوث ہوتی ہے یہ بات کہ جو کچھ کرے تو اس پر کچھ ملاؤں میں اس میں شریعت سے اس کا معنی درود کی طرف ہوتا ہے۔ مگر نام آسانی فرض کیے ہیں کہ ان میں سے کچھ عمرہ میں ہوتا ہو کوئی قربانی اس کے کام میں ہوتی ہے اور اس میں عین و ادب کیلئے ہیں کہ اس کے نہ کرنے سے کچھ کم ہوتے ہیں۔ یہ کچھ قرآنی ہے ہل مقامات کے ہیں۔

یہ ایک روایت مافوق ہے اور ان کی طرف میں ان کی کتابوں میں مذکور ہیں مگر دونوں اس کو سن کر ہی نہیں کہتے ہیں اور یہ وہاں اور عطاوان کے قول میں نہیں۔ اس لیے کہ بہت سی احادیث صحیحہ ہیں جو اس کے خلاف ہیں۔ یہاں عین و ادب کی طرف سے حدیث کہ جس کو امام بخاری و مسلم و مالک نے روایت کیا ہے۔ مروہ میں نے انہوں نے ان کے معنی میں روایت کی ہے کہ ان کے معنی میں معلوم ہو کہ جو مسافر ہو اس کے معنی میں وہاں نہ کہ اس پر کچھ نہیں۔ اس کو ان میں نے فرمایا تو کہا میں نے ان کو سننا تو یہ بعضی

بہت فرما

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ مَاۤ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالْهُدٰى مِنْۢ بَعْدِ مَاۤ بَيَّنَّاهُمْ فِي الْكِتٰبِ ۚ اُولٰٓئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَيَلْعَنُهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ۚ

بھونا ہے اور کسی کا رنگ اس سرخی ہے کسی کا مائل بنسیدی اور کسی کی حرکت کسی طرف ہے اور کسی کی طرف۔ کئی بھی فلیٹ
بہتوں میں۔ سے صاف معلوم ہو رہے ہیں کہ سب کی قوتوں کے بقدر قدرت میں ہیں کہ وہ اپنے اور وہ اختیار سے جو چاہتا ہے کرتا
ہے۔ کہ یہ چیزیں اور خود کو جس طرح چاہتا ہے اور اختیار شخصی کے یہ خدشات کیسے اور بوجہ یہ کہ افلاک اور ستارے اجسام ہیں اور ہر جسم
مگر کہ ہے اور ہر مرکب حادث ہے یعنی پہلے نہ تھا پھر بنا اور ہر حادث کے لیے ایک محسوس قوت کو لازم ہے اور وہ اللہ تعالیٰ ہے۔ اور
زمین کے مختلف حالات سے تو روزانہ تہہ بہ تہہ بات بات ہے کہ یہ کسی قوت اور مختار کے بقدر قدرت میں ہے۔

(۲) آسمانوں اور زمینوں کا اختلاف کثرت سے جانی اور ان آسمانوں اور زمینوں کی ہوتی ہیں اور ان طرح بنوں کا
حالی ہے اور ایک ہی وقت میں کئی رات ہے کئی دن ہے آسمان جو روزی رات دن دن بار بار گزرتا ہے دنی بلا و تالیہ میں وہ صبح کی جگہ عکس
کے نیچے بننے والوں کے لیے چھوٹنے کے برابر۔ لیکن یہ سب اور خود کو کس کس کے ہاتھ میں ہے کہ جس کے ہاتھ میں آسمان اور زمین کی
آزمونی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ ہے۔

(۳) کشتی اور جہاز اور آسمانوں کی روانگی ہے۔ قہر میں پر کرہ در عینا ہے۔ یعنی ہر طرف پانی ہے جس کو بھی میں گرا اور
میں سمندر کھینچے ہیں اور جو پانی کی کشتی اور زمین کے منسوب یا ہدف کے کھینچے سے بہتے ہیں تو ان کو کھینچے ہیں۔ جس اس سمندر
میں سے پھر بچتی ہیں زمین کو بھی ہوئی ہے کہ جس پر بہت ہموار ہے کہ وہ اپنی افریقہ ایشیا وغیرہ پر پانی اور کئی کئی اور بھی ہے کہ بڑے بڑے
یعنی پانی ہیں کہ زمین میں ملک لیتے ہیں۔ جیسا کہ امریکا اور آسٹریلیا وغیرہ اور کئی کئی جھکوں کو سوں تک زمین میں سمندر کی کوئی شرافت پانی
میں ہے جس کو کھینچ کھینچے ہیں۔ لیکن یہ روز و رات ملکوں میں جو لوگ جاتے اور تھکتے کے سوا وہ کھانا و سب لے جاتے ہیں تو بڑے بڑے ہوائی اور
وہائی کشتیوں کے لے جاتے ہیں۔ اب اس بے انتہا و پانی میں اس طرح سے کشتی کا چلنا اور اس کے متعلق انسان کو محدود و محدود و ماکات تعلیم کرنا
خاص مافی خدا و تعالیٰ کو فکس کا کام ہے اور ہر اس کو یہ ہائی سرجنل سے چاہتا ہوں کہ اس کا سوا حق بکواسب میں کے بقدر قدرت میں ہے۔

(۴) آسمانوں میں نہ کہ ہر کشتی پلاؤں سے ویش کا نڈان کرنا ہے بھی اس کے بقدر قدرت کا نہ کہ اس میں ہے۔ ہر اس میں
پانی و ہوائ میں ہر ادا کی گاڑی پر لدا ہوا ہے۔ اس کو فرشتے اور اہل علم لے چکے ہیں جہاں میں قدر ضرورت ہوتی ہے انی قدرت اس کے
قلم سے نہایت کائنات۔ نہ ہر سہ سے ہیں۔

(۵) اس پانی سے زمین پر روز و رات کرنا یعنی اس سے ہزار ہا جڑی بوٹیاں اناج کھانسی وغیرہ و ہر کشتی بھرنے کے درخت اگانا
سب کا کام ہے اور وہ نہ کہ ایک زمین ہے اور وہی پانی ان پر سے برساتا ہے گرایہ درخت شیریں ہے تو اور اس کا جگہ ایک ہی درخت میں
کئی سرخ بھل ہیں تو کئی سفید۔ پھر ہاتھ میں بڑے بڑے درخت کے گلہ دار ہاں کی ہیں جس کو تو قوس کرنے میں بھی لگاتے ہیں نہ کہ خوش
خبرنا و سرگرمی ہیں۔ وجود یہ ایک مادہ ایک پانی ایک ہوا ایک آفتاب، ماہتاب کی شعاع اس پر ہاتھ میں یہ کواکخانات۔ لیکن یہ
سب نیوٹن کی حد و منطق کے بقدر قدرت کی کچھ ہیں کہ جو ہر دور اس کے پیچھے چلو کر ہوا اور کیا ہے کہ انی قوتوں سے کہ ہر چیز کے ہر رنگ و
رہا کی خدا تعالیٰ کا اثر کر رہا ہے۔

ہر گیم ہے کہ ان زمین و
اعداد و شریک لہ گویہ

(۶) زمین پر حیوانات و پھل و انسان کی ہزار ہا انواع ان تمام میں۔ ان کی کشتی درخت و شریک قدرت سے ہوا ہے۔ ان کے
قسم عام ہیں۔ ایک قسم وہ ہیں کہ جو قوت وادہ اس کے طریق پر پیدا ہوتے ہیں جیسا کہ انی کھجور وغیرہ۔ دوسری قسم وہ ہیں کہ جو طریق پر پیدا

پیدا ہوئے ہیں جیسا کہ برساتی پانی سے سنگوں میں سک اور ہزار ہا پھٹک اور دیگر فضیلت لانا انہی سے ہی پیدا ہوا ہے۔ اب ان میں جو اعلیٰ اور اشرقی حضرت انسان ہیں انہیں کوہ مندر فرمائیے۔ نقد جوں کی میل ہے کی نو غور کیجئے کہ وہ ایک مقام پر لا جڑ پہنچے ہے جو وہ کوہ ہے جو اس غنڈ کی تسمیر کرنا ہے۔ کسی قدر کا توبہ اور کسی قدر کی ہڈی وغیرہ اعضاء مانتا ہے۔ اگر کہے کہ یہ خود اس انسان کا فعل ہے تو یہ خود مانا ہی نہیں، فعل کیا کرے گا اور جب یہ کمال میں کہہ پڑے گا، بلکہ وہ انسان میں امتداد پا کر جس توبہ تو اس سے ہے۔ اس کا بھی نہیں ہو سکتا۔ نہ جڑی نہ پھل نہ پتہ نہ پتہ ہیں تو اس وقت میں کیا کر سکتے تھے۔ اگر کہو کہ یہ غیبت نقد کا فعل ہے تو وہ ہرگز وہیں مساوی ہے۔ اس کا بھی نہیں ہو سکتا۔ ہرگز وہیں مساوی ہو نہ پائے گا۔ یہ امر اس کی فعلی گول مول ہوتی ہے جیسا کہ بسا احوال کی عقل کر رہی ہوتی ہے۔ یہی معلوم ہو کر یہ کہہ کر ہی اسی مقام پر غفلت کی ہے کہ جو پانی ہر تصویر بھیجتا ہے۔ اب اس کی پردہ کشاں اور تو اسے ظاہر ہو رہا ہے کہ جو کئی کچھ کچھ تو اس کو اس پر لینی کا مجموعہ اور اس کے ممالک یا ملک کا تیسرے کہے گا۔

۱۔ انہوں نے کہا کہ جیسا کہ اہل دنیا کی زندگی کا گھارہ ہے۔

(۸) ہزار ہا میں پانی کی کہہ۔ اس کو اس میں آسمان میں غفلت کر کے رکھنا اور ایک پانی کا عقیدہ جس لیے آتا ہے مگر اس کے علم سے محنت ہے۔ پھر ان میں ایک عیب ترتیب میں ہے۔ اہل آسمانوں اور زمین کو کرکنا۔ اس کے بعد ملت دن کے انتظامات کو کرنا۔ طوالت سے متعلق ہرگز اس کے بعد عناصر کو یاد اور ہزار ہا دوسو میں جو کچھ اس کی محنت ہے اس کا اظہار کیا کر اس کے بعد مادیہ میں نہایت جو جات ہو، رات کی طرف اشارہ کیا۔ جہان اللہ عیب کلام ہے۔

وَمِنَ النَّاسِ مَن يَتَّخِذُ مِنْ ذَوِي اللَّهِ أَنْدَادًا يُحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ اللَّهِ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ وَلَوْ يَرَى الَّذِينَ ظَلَمُوا إِذْ يَرَوْنَ الْعَذَابَ أَنَّ الْقُوَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا وَأَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعَذَابِ ۖ إِذْ تَبَرَّأَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا مِنَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا وَرَأَوْا الْعَذَابَ وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْأَسْبَابُ ۖ وَقَالَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا لَوْ أَنَّا كُنَّا نَبْرَأُ مِنْهُمْ لَكُنَّا كُوزَةً فَنَنْتَبِرَآ مِنْهُمْ كَمَا تَنْبَرُونَ ۖ مَثَلًا كَذَلِكَ يُرِيهِمُ اللَّهُ أَعْمَالَهُمْ حَسَرَاتٍ عَلَيْهِمْ ۖ وَمَا هُمْ بِخَارِجِينَ مِنَ النَّارِ ۖ

اور ایسے بھی لوگ ہیں جو کہ رسول نے طے کر دیا ہے کہ ان کے لئے ہیں جن سے ان کی محبت کر کے جس جیسی کہ خدا سے، کچھ چاہیے کہ ایمان والوں کو خدا سے۔ یہ محبت ہوئی ہے اور کائنات میں کوئی اور نہیں ہے۔ ان کا یہ معلوم ہو جائے کہ ہمارا کہ جب معلوم ہوگا کہ جب کہ وہ انہیں کے کہ سبقت سے اللہ ہی کے لیے ہے۔ اور یہ کہ خدا کا عذاب سخت ہے۔ توبہ کرنے والوں سے ہر ادا کی ظاہر کریں گے اور عذاب انہیں کے کہ وہ اس کے لئے توبہ جائیں گے اور وہ انہیں کے لئے توبہ کی ایک بار ہو جائے گی ان سے اس طرح توبہ سے ہر ادا کریں جیسی کہ انہوں نے مرے کی ہے۔ خدا جان میں کہ ان کو دل میں جو حسرتیں پائے گا وہ ان کے لئے توبہ کی ایک بار ہو جائے گی ان سے انہیں سے غلامی نہیں ہو سکتی۔

ترکیب سخن تفسیر میں کہ جو مصروف اور جائز ہے کہ محنتی الذی ہر ہفتہ ہر مریض عیب میں ہے صفت ہے کہ ان کو آئی اور جائز ہے کہ

اس پر فدا ہیں اور پھر ان میں بھی درجات متفاوت ہیں۔ بارہی و انبیاء و سب کے پیشوا ہیں۔ جب محبت میں کویت ہو جاتی ہے تو پھر خدائی ہند اور جاہان کا مرتبہ نصیب ہوتا ہے اور شمس کی محبت کے کیا مرتبہ کا نام ہے۔

جناب سرور کائنات ﷺ نے جس طرح ربی و ربانوی فریضوں کی تعلیم فرمائی اسی طرح نبی آدم میں سب کے پیشوا علیہ السلام کی مدد سے بھی جاری کیا۔ اس لیے اولیاء اللہ جس قدر اس امت میں گزرے کسی امت میں نہیں۔ یہی بعض شریح جنم سیرائی کا یہ کہنا ہے کہ انسان میں محبت الہی نہیں کہ حضرت کی تعلیم سے ثابت ہے۔ نبی امت، مہر کی ہے بلکہ امت الہی کا جس قدر درجہ اسلام میں انحضرت ﷺ کی تعلیم سے پہاڑ کے ساتھ پایا جاتا ہے اس کا کس نوع کی نہ سب میں پھیر بھی نہیں پایا جاتا جس کا نونہ بدر کی لڑائی ہے۔ اس بات کو کہ کر ایک جہانی سورج کہتا ہے کہ میں نے ماننے والے اس بات کو بھی طوطا ماطر بھی تو بہت بھر پور مبینی کے عوار کی جو بہت سے عزائم و کچھ بکے تھے جس وقت کہ ان کے ادبی کا بیرونی کڑ کر پھانسی دینے کے تو وہ سب تھر تھر ہو گئے۔ ان کا وہی انداز کہ بلکہ جنھوں نے پطرس نے تو شاہی کا بھی لطف اعتدال کا کر رکھا۔ یہ بر خلاف مجرم (مجرم) کے ہے وہی کے کر انھوں نے اپنی جان کو اپنے مقولم وغیرہ کے لیے تہلکہ میں ڈال دیا جو نہ کر (تہلکہ) نے ان پر چاہے تھا۔ اس کو کہانے کی کوئی تڑپ بھی آخر تک نہ آتا تھا۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِنِ الْأَرْضِ حَلَلًا طَيِّبًا ۖ وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۚ إِنَّهُ لَكُمۡ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ۝ إِنَّمَا يَأْمُرُكُم بِالشُّوْءِ وَالْفَحْشَآءِ وَأَن تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ۝ وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اسْبِعُوا مِمَّا أُنزِلَ إِلَيْكُمۡ قَالُوا بَلْ نَشْبِعُ مِمَّا أَلْفَيْنَا عَلَيْهِ آبَاءُنَا أَوَّلُوْا كَآنَ آبَاؤُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ شَيْئًا وَلَا يَهْتَدُونَ ۝ وَمَثَلُ الَّذِينَ كَفَرُوا كَمَثَلِ الْإِنۡدِيِّ يَنْبَغِيۢ بِمَا لَا يَسْمَعُ إِلَّا دَعَاً وَنِدَاً ۖ صُمُّ بُكْمٌ عُمْىٰ فَهُمْ لَا يَعْقِلُونَ ۝

لوگو! میں کی چیزوں میں سے حلال پاکیزہ چیزوں کو کھاؤ اور شیطاں کے مذہم فہم نہ پھرتو، وہ تو تمہارا مرتبہ و حق ہے۔ وہ تو تم کو رہی اور ہے حیاتی کی باتیں ہی تا کہ تمہارا جہاد یہ بھی کہ تم خدا ہوتا یا تمہیں بنا کر اور جب ان کا کلام سے سنا جاتا ہے کہ جو خدا نے نازل کیا ہے اس کی پیروی کرو تو کہتے ہیں کہ ہم اس کی پیروی نہ کریں۔ بلکہ ہم ان کی باتیں سنیں گے کہ جس پر تم نے اپنے باپ دادا کو دیا ہے۔ یہاں تک کہ ان کے اباؤ اجداد اس کے حق اور نکراد ہوئے تھے (ان کی مادہ و عقلیں گے اور کافروں کی عقلیں سنیں کہ جیسا کوئی ان پر نازل کرے گا اسے سنیں جو بھی پکارا اور آواز کے اور کچھ نہیں سنتے وہ بہت سے اندھے گئے ہیں اس لیے سمجھ نہیں۔

ترکیب: خلاصہ معلول ہے تنکو اک اور من متعلق ہے کھڑے سے نود یہ ابتداء قیادت کے ہے ہوا ممکن ہے کہ کن مذہب سے متعلق ہوا اور خلاصہ حال ہوا اور عقیدہ انصاف ہے ظلال کی خطوٰت کی خطوہ کی جس ہے اور غلوہ کو کہ باقی پر میں قرآن کے سنی مصدر کے ہیں اور جو سر

۱. نعمت عظمیٰ جو ہے کا کریم کا پکارا اسی طرح انسان کا قرآن کا حق باعبر۔ خفائی

ان مہنتوں کی باتوں میں نہ کہ ہماری پیدائش ہو لی چیزوں میں سے پاک چیزیں شوق سے کھاؤ پیاؤ اور اپنی نعمت کا شکر کرو۔ ہم نے ان چیزوں کو تیار کر کے لیے پیدا کیا ہے مگر جن چیزوں کو وہ لوگ پاک سمجھتے ہیں ان میں سے صرف یہ چار چیزیں کراہی و ناپاک ہیں ان کو نہ کھانا دلہراؤ نہ وہ جن کو ہم سرکار کوشت چہرام اور غیر مذہبی جنوں کے نام زد ہو جاوے عیاں کے نام سے نہ کراہی و ناپاک اور جب کوئی اس مہنت بھوک کے مارے ہو جاوے تو اسی وقت ان چیزوں کے کھانے میں بھی گناہ نہیں بشرطیکہ نہ عقلی ہوش سے نہ توڑنے کو اور نہ دھکی دھول بھی اور سرخشی بھی مقصود نہ ہو۔ خدا غفور و رحیم ہے۔ گرمی سے کھانے میں بشرطیکہ سے کچھ زیادتی ہوگی تو صوف کر دے گا۔ اب اہل آیت کا مطلب جان کر کے چند احداث بیان کرتے ہیں کہ جو طغیان قرآن سے متعلق ہیں اور جن پر بہت سے سہم کی لہجہ متبرع ہیں۔

بھٹے اونٹ: لکھا ممکن تھا کہ یہ امر اہل حدیث کے لیے بے لکھی طیبات کا کھانا جو نہ مباح تو اس سے منظور اجازت اور پروا کی سے نہ فرمایا جس سے نہیں کھاتا اس وقت میں کہ غرض ہلاکت ہو مگر بن کے سے واجب ہو جاتا ہے اور بھی خواہ ابلی کا کھانا مسلمانوں کا ساتھ دینے کے لیے مستحب تھا ہے اور اسی طرح افکاری اور دیر اور مرغی و خروار کے لیے اگر کوئی تکلف کا کہنا چاہے تو مستحب ہے۔ میرا کہ حضرت ربیع بن علی بن مسینہ بطریق علمائے مقلوب ہے۔ اہل نفس تازہ کرنے کے لیے بے سہم کا عاون جو انہوں سے ہے اسی سے صحابہ کرام اور ان کے عین مال و نہ نہ حق اہل تقدور در رہتے تھے۔

بھٹ دوم: طیبات طیبہ کی جمع ہے اور طیب کے معنی پاک اور مزیدار کے ہیں کہ جس میں کچھ حضرت نہ ہو اور طیب وہ کہ جس کو شرم سے صنوبر نکالیا ہو۔ اسی صنوبر کوئی شکہ شرمشک کہ شرم سے ان ہی چیزوں کو ہم نام و ناموس کیا ہے کہ جن میں انسان کے لیے حضرت ہے خود یہ حضرت اس کے بعد چارہ اور دلی انگلیچہ ہونے کی وجہ سے ہو کہ جس کو طبیعت قبول نہیں کرتی۔ جیسا کہ سر اور اور فیرواشیہ یا اس وجہ سے کہ اس کے مخاطب اور عادت میں نقصان اور بڑی پیدائش ہوتے ہیں۔ جیسا کہ سر اور و مجرور نہ دیا اور جلدی جانور اس کا گوشت کیونکہ تجر سے معلوم ہوا ہے کہ ایسی چیزوں کے کھانے سے بے چہائی اور سخت دلی پیدا ہوتی ہے اور یہ اس لیے کہ خدا جبریلین ہوتی ہے اور ایلا اثر کھانے والے میں اور اپنا راجہ کرتی ہے اور اسی وجہ سے سر اور چوری اور نصب اور مجرمانہ جہان جہان کی تمالی خرم کی گئی کہ اس سے مخاطب انسانی میں فخر پڑتا ہے۔ دیکھتے ہوئے خواہ اس وجہ کے لیے کہ کہتے ہیں کہ مصلح بھائی سے ایک سے لے کر تین بھی نہیں چھوڑتے بلکہ ہر سے کہ اس کے حاکم طبع عقل میں فخر پڑا کرتے ہیں جیسا کہ شراب و خمر و سکرات اور جب طیب کے لیے مصلح ہو تو اس لیے یہی نتیجہ ہونے کی کہ ہر ایک صورت کی مختلف عبادتوں سے تفسیر فرمائی ہے۔ کچھ طیب اس کے کسب حلال ہوتا اور ہر ایک اشیا و غیر ضرور کو فرمایا۔

یہ اشیا کا طہر ہے کہ طیب کے معنی میں ہر قوم ہر ملک ہر شخص کا ہر اچھوت خیال ہے جس چیز کا کہبت سے اہل عقل طہر پاک اور مضمر اور عورت کے قول چاہتے ہیں۔ مثلاً وہ ان کو اچھوت سمجھتے ہیں۔ بعض کو یہ فرما ہے کہ کوئی بھی نہیں چھوڑتے حتی کہ مرد کے کپڑے بھی نہ سے مرد سے کھاتے ہیں چہ جائیکہ باغی شراب اور مہو نے نہ سے سر اور اسی طرح سر اور باغی کی تمالی کو بھی رکھا تو سر اور ترقی ملک دولت اور لوگوں کی مہانت ہر اور کا عمت جان کر نہایت چھٹی کوئی چاہتے ہیں اور بعض اس طریقہ سے مجرمانہ کہ ہر ایک اور صہ چیز میں بھی حرام کر دیا۔ دوسرے جب یہ حال تھا تو خدا تعالیٰ نے طیب کی خضر بھی اہل ربانی سے تیار میں رکھ کر ذیلی آیت میں نبی کو طہر کے ساتھ مقید کیا کہ طہر میں من جھنڈیہ نہ کرنا گاہ کر یا دن کو کو طہر ۱۱ احاطہ طہر سمجھتے ہیں دوسرے نہیں بلکہ اس میں سے وہ کہ جو انہیں طہر ہے اور میں نے اس کو تیار کر کے کھانے کے لیے پیدا کیا ہے مگر ذہن شکہ (اس پر دیا ہے) اور اس سے تہیت میں مگر طہر انہیں خیر یا کار ہے کہ جس نے اپنے اوچھ کی مہنتوں کو خرم و خرم کرنا تھا اسی طرح اس آیت میں اس مال اہل اطراف کا وہ ہے کہ جو شرم

وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ ﴿٥٠﴾

[illegible]

www.besturdubooks.wordpress.com

www.besturdubooks.wordpress.com

دائے بر خاک فرستے اور ہر عمر کو نہ اسے تھوڑے
 کے ہرگز فراموش کلم بچتے ان ہندو داسے آج
 اس آیت میں ان مشرکوں کو یاد ہے کہ جب میرے بندے کی برائیاں آپ نے دیکھی تو انہوں نے کہا کہ میں تو اللہ کے پاس
 قریب ہوں جو ان کے گناہوں کو بخشتا اور جو بہتیاہوں۔ کچھ عہد گزرتے ہی انہوں نے دیکھا کہ میں میرے ہندو لوگوں کے پاس
 ہے کہ میری اطاعت کریں اور کوئی اس کی نظر نہ صاحب ہوں لیکن اور جو براہمن اور برہمنوں کے گناہوں کو بخشتے ہیں۔
 اس آیت کے مشابہت کے لیے مختلف روایات نقل کی ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ آیت اللہ تعالیٰ نے فراموش کر دی
 اور ادب فرمایا۔ وہ ہم سے بہتر ثابت کریں اور ان کو میرا پیارا بنائے۔ آپ یہ بات نقل فرمائی۔ بعض کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ
 نے کہا ہمارے گناہوں کے لیے تھے۔ جو ہر ہندو کو اس آیت کے بغیر قبول فرمائی۔ اس کی آپ نے فرمایا کہ ہر ادب ہر ادب ہر ادب
 یہ آیت نقل فرمائی۔ حضرت عائشہؓ نے کہا کہ یہ آیت اللہ تعالیٰ نے فراموش کر دی۔ اس کے لیے ہندو لوگوں نے ہندو لوگوں سے
 اس کی سزا پتہ کر لی۔ لیکن انہوں نے اس سے زبردستی نہ کر سکی۔ اس کے لیے کہ انہوں نے اس کی سزا پتہ کر لی۔ لیکن انہوں نے اس سے
 یہ آیت نقل فرمائی۔ اس کے لیے کہ انہوں نے اس سے زبردستی نہ کر سکی۔ اس کے لیے کہ انہوں نے اس سے زبردستی نہ کر سکی۔
 ہندو لوگوں سے وہ ہم کو کھانا نہیں دے۔

اُجَلْ لَكُمْ لَبْدَةُ الصَّبَا رَفِثَ إِلَى نِسَابِكُمْ هُنَّ لِبَاسٌ لَكُمْ
 وَأَنْتُمْ لِبَاسٌ لَهُنَّ عَلِمَ اللَّهُ أَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَلَتُونَ أَنْفُسَكُمْ فَتَابَ
 عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ فَالْآنَ بَاشِرُوهُنَّ وَأَنْبَغُوا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ وَكُنُوا
 وَاشْرَبُوا حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ
 الْفَجْرِ ثُمَّ أَتُوا الصَّبَا إِلَى الْبَيْتِ وَلَا تَبَاشَرُوهُنَّ وَأَنْتُمْ عَاكِفُونَ
 فِي الْمَسْجِدِ تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ فَلَا تَقْرُبُوهَا كَذَلِكَ يبينُ اللَّهُ آيَاتِهِ
 لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ﴿٥٥﴾

اُجَلْ لَكُمْ لَبْدَةُ الصَّبَا رَفِثَ إِلَى نِسَابِكُمْ هُنَّ لِبَاسٌ لَكُمْ
 وَأَنْتُمْ لِبَاسٌ لَهُنَّ عَلِمَ اللَّهُ أَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَلَتُونَ أَنْفُسَكُمْ فَتَابَ
 عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ فَالْآنَ بَاشِرُوهُنَّ وَأَنْبَغُوا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ وَكُنُوا
 وَاشْرَبُوا حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ
 الْفَجْرِ ثُمَّ أَتُوا الصَّبَا إِلَى الْبَيْتِ وَلَا تَبَاشَرُوهُنَّ وَأَنْتُمْ عَاكِفُونَ
 فِي الْمَسْجِدِ تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ فَلَا تَقْرُبُوهَا كَذَلِكَ يبينُ اللَّهُ آيَاتِهِ
 لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ﴿٥٥﴾

اور انہوں نے ان کے لیے لباس بنایا۔ اور انہوں نے ان کے لیے لباس بنایا۔ اور انہوں نے ان کے لیے لباس بنایا۔

فِتْنَةً وَيَكُونُ الَّذِينَ لِلَّهِ فَإِنْ انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ عَلَيْنَا عَلَى الظَّالِمِينَ ﴿١٠﴾

ترکیب : اقلو اقل ثم کم کا ناظر منہ میں اللہ اس کے تحقق انہیں بدلتا ہے کہ جلا محل ولا نفسوا اطرف ہے تا کہ وہ اپنے
 اقلو اقل ثم کم کا ناظر منہ میں اللہ اس کے تحقق انہیں بدلتا ہے کہ جلا محل ولا نفسوا اطرف ہے تا کہ وہ اپنے
 اقلو اقل ثم کم کا ناظر منہ میں اللہ اس کے تحقق انہیں بدلتا ہے کہ جلا محل ولا نفسوا اطرف ہے تا کہ وہ اپنے

[illegible]

۱۱۱۔ لیکن دنیا پر سب احکام الہی چلتے ہیں، مگر اس کا رشتہ کھ جائے برکتوں کے نقل اور احکام کرنے سے۔ ۱۱۲۔ اور

۳۔ اُن کے کثر یہ ایک جگہ ہے۔ ۲۔ منہ۔

عَلَيْكُمْ فَأَعْتَدُوا عَلَيْهِ سَبِيلَ مَا أَعْتَدَى عَلَيْكُمْ. وَاتَّقُوا اللَّهَ
وَأَعْمُوا أَنْ اللَّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ ۝ وَأَنْفِقُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا تُلْقُوا
بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ وَأَحْسِنُوا إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ۝

حرم مالے پہنچنا اور حرم مالے سے دوسرے قابل فقہر باترہ ہوتا ہے۔ ہر کوئی کوئی نہ بدو کرے۔ تو ہم بھی اسی پرانے قدر دار ہوں گی۔
ہر قدر دار نے ہم کوئی اور اللہ سے نہ کرتے۔ ہر اور جان۔ ہر کوئی ہر جان کا کہ جس نے اللہ کو دیکر فرما۔ اور اللہ کے ہر جانوں سے
ہر ایک میں نہ اللہ اور جس سے چھوڑ کر۔ ہر ایک میں نہ اللہ سے ہر ایک سے۔

ترکیب الشہر الحرام متہا بالشر التحرام اسی متہا اسی حرام ہے۔ واپس ہر ایک حرام ہر ایک میں اللہ کے۔ والقصاص
اسماء سے صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ ہر ایک میں اللہ کے۔ ہر ایک میں اللہ کے۔ ہر ایک میں اللہ کے۔ ہر ایک میں اللہ کے۔
تفسیر۔ عرب میں ہم سے۔ ہر ایک میں اللہ کے۔ ہر ایک میں اللہ کے۔ ہر ایک میں اللہ کے۔ ہر ایک میں اللہ کے۔
قاصد۔ ہر ایک میں اللہ کے۔ ہر ایک میں اللہ کے۔ ہر ایک میں اللہ کے۔ ہر ایک میں اللہ کے۔
اہل بیت ہوں۔ ہر ایک میں اللہ کے۔ ہر ایک میں اللہ کے۔ ہر ایک میں اللہ کے۔ ہر ایک میں اللہ کے۔
ہر ایک میں اللہ کے۔ ہر ایک میں اللہ کے۔ ہر ایک میں اللہ کے۔ ہر ایک میں اللہ کے۔
ہر ایک میں اللہ کے۔ ہر ایک میں اللہ کے۔ ہر ایک میں اللہ کے۔ ہر ایک میں اللہ کے۔

اس میں ہر ایک میں اللہ کے۔ ہر ایک میں اللہ کے۔ ہر ایک میں اللہ کے۔ ہر ایک میں اللہ کے۔
ہر ایک میں اللہ کے۔ ہر ایک میں اللہ کے۔ ہر ایک میں اللہ کے۔ ہر ایک میں اللہ کے۔
ہر ایک میں اللہ کے۔ ہر ایک میں اللہ کے۔ ہر ایک میں اللہ کے۔ ہر ایک میں اللہ کے۔
ہر ایک میں اللہ کے۔ ہر ایک میں اللہ کے۔ ہر ایک میں اللہ کے۔ ہر ایک میں اللہ کے۔
ہر ایک میں اللہ کے۔ ہر ایک میں اللہ کے۔ ہر ایک میں اللہ کے۔ ہر ایک میں اللہ کے۔
ہر ایک میں اللہ کے۔ ہر ایک میں اللہ کے۔ ہر ایک میں اللہ کے۔ ہر ایک میں اللہ کے۔
ہر ایک میں اللہ کے۔ ہر ایک میں اللہ کے۔ ہر ایک میں اللہ کے۔ ہر ایک میں اللہ کے۔
ہر ایک میں اللہ کے۔ ہر ایک میں اللہ کے۔ ہر ایک میں اللہ کے۔ ہر ایک میں اللہ کے۔

اس میں ہر ایک میں اللہ کے۔ ہر ایک میں اللہ کے۔ ہر ایک میں اللہ کے۔ ہر ایک میں اللہ کے۔
ہر ایک میں اللہ کے۔ ہر ایک میں اللہ کے۔ ہر ایک میں اللہ کے۔ ہر ایک میں اللہ کے۔
ہر ایک میں اللہ کے۔ ہر ایک میں اللہ کے۔ ہر ایک میں اللہ کے۔ ہر ایک میں اللہ کے۔
ہر ایک میں اللہ کے۔ ہر ایک میں اللہ کے۔ ہر ایک میں اللہ کے۔ ہر ایک میں اللہ کے۔
ہر ایک میں اللہ کے۔ ہر ایک میں اللہ کے۔ ہر ایک میں اللہ کے۔ ہر ایک میں اللہ کے۔
ہر ایک میں اللہ کے۔ ہر ایک میں اللہ کے۔ ہر ایک میں اللہ کے۔ ہر ایک میں اللہ کے۔
ہر ایک میں اللہ کے۔ ہر ایک میں اللہ کے۔ ہر ایک میں اللہ کے۔ ہر ایک میں اللہ کے۔
ہر ایک میں اللہ کے۔ ہر ایک میں اللہ کے۔ ہر ایک میں اللہ کے۔ ہر ایک میں اللہ کے۔

ایک طرح کی سافرائی باغد کے لیے جلف ہے اور نیز بقل نصے دست بکار دل یزدا سلام کا شیعہ خاص ہے۔ اس لیے فرمایا کہ اگر تم اس ایم میں روزی کہ نہ فصلی دلی ہے عکاسی کو معنی تبادرت کے لیے کچھ مال لاؤ تو کچھ مضائقہ نہیں اور یہ خوش سفر بخ کام ایک مہرہ و زیور ہے اس لیے کہ کوئی اس کے ساتھ جان فرمایا۔ محققین کہتے ہیں کہ اس سے افعال و عباد حاصل کرنے کی طرف اشارہ ہے کہ جو ایسے پاکیزہ اور پاک کے محسوس حاصل ہو سکتے ہیں اس میں کچھ شک نہیں اگر آپ اسلام کے باہمی میل و جوش اور فنی علوم و فنون اور بدعات باطنیہ حاصل ہونے کا یہ مہرہ واجب ہے۔ اس کے بعد مقرر ترتیب بخ کو جان فرماتا ہے کہ جب تم عرفات سے لوٹ کر مدینہ میں آ کر شب کو روز اور صبح کو فنی جانے لگا تو مشعر اطرف کے پاس کو ہوسر دلف سے ایک مقدس چھانڈے کہ جس کو تورا بھی کہتے ہیں۔ بحیرہ جنس کے ساتھ خدا کو یاد کیا کہ عکاسی حیرت کشی یا دلی با صفت و راسخہ روح ہے اور اس میں ایک بڑا روحانی ہے کہ جس کو ہمارا کٹر جگہ بیان کرتے ہیں۔ صحیح مسلم میں ہے کہ کسی شخص کے اس جگہ کھڑے ہو کر بڑی درنگ سے کہانی کیا اور دعا مانگی یہ نہ تھک کر صبح ہوئی۔ اس کے بعد قریش کی اس خوف کو مٹاتا ہے کہ جو انہوں نے طلب اسیرہ میں رکھی تھی۔ وہ یہ کہ یہ لوگ اور بعض دھرم فانی کہ جن کو کہیں کہتے تھے اس خیال سے کہ تم تو کعبہ کے پر سایہ بچے ہیں اہم کو عرفات پہلا کیا ضرور ہے اور دھرمی تک آیا کرتے تھے اور پھر وہاں سے لوٹ کر کعبہ کا طواف کیا کرتے تھے اور ان کو فرماتا ہے جہاں سے اور لوگ لوٹ کرتے ہیں انکی عرفات سے تم بھی وہیں جا کر آیا کرو اور وہاں سے لوٹ کر کعبہ کی طرف سے سامانی کچھ کچھ دھرم و حضور ہم ہے اور یہ خیر ہے ایک گناہ ہے۔

بھراصل مطلب کو ذکر کرتا ہے کہ تم جب مٹی میں آ کر اپنے تمام ارکان بخ پورے کر چکو تو جس طرح کی ایم جاہلیت میں تین روز تک مٹی میں غرب کی تو تیس بعد قریش بخ اپنے باپ و دادا کے عمار اور بہادر یوں کے شعر یا تھے اور فرمایا کرتے تھے اور جس مٹی میں بے سزا کے انشاء پڑھتے تھے اس طرح تم اسے مسلمانو اپنے خدا کی یاد کرو لگا اس سے بھی زیادہ کیونکہ تم اس کی مٹا میں جماعت ہو اس کے بعد فرماتا ہے کہ اسے سو واضح میں بعض لوگ کو کچھ گھر میں دیکھائی کے لیے دعا کرتے ہیں اور ان کو نہ بھرتے کہتے ہیں۔ اہم آخرت پر ان کا یقین نہیں لیکن جن پاکیزہ لوگوں کے سامنے آخرت مہزی سے وہ جس طرح اپنی جوانی دعا کے لیے دعا کرتے ہیں اس طرح اس جہان کی خیمیاں بھی اپنے بعد مدد سے لگتے ہیں۔ سو ایسے لوگوں کی کوکوش اور سعی کا ذکر ہوتی ہے اور ان کو وہاں جہان میں بھلائی کا حصہ پہنچتا ہے۔ پھر فرماتا ہے کہ مٹی میں جس نے دوسرا روز تک رہی تھو کی تو اس پر بھی کچھ گناہ نہیں۔ جن میں روز تک ظہر سے دوسری بھی تھو گناہ نہیں۔ جیسا کہ ایم جاہلیت میں سمجھتے تھے۔

متعلقات

اللہ اشہر معصومات اس آیت کے ظاہر میں یہ ہیں کہ بخ کے لیے چند مہینے معلوم ہیں مگر اس سے یہ خیال نہ کیا جائے کہ ان مہینوں میں جب چاہے بخ کے نماہار کن را کر کے خواہ سوال میں خواہ زی یا عقدہ میں خواہ چنگی یا نجی میں ذی الحجہ کی کو مار بخ ہو عباد سے ملکہ یہ مہرہ ہے کہ جن مہینوں میں بخ شروع کیا عباد سے اور مہرہ تمام کیا جاوے اس کے لیے ایک مہرہ اور وقت مقرر ہے کہ اس سے پہلے اور پیچھے کوئی کام بخ کا نہ کرنا چاہیے جیسا کہ ہمارے عمارہ میں بولتے ہیں۔ آئب کے چار مہینے ہیں۔ ان میں اس کا مہرہ ہے کہ جو بدعات سے کر اٹھا تک یہ دن ہیں نہ یہ کہ ان چار مہینوں میں سے اول مہینے کے اول ہی روز آئب مہرہ ہو جاتے ہیں۔ لیکن بخ حرام ہمارہ کہ جب تک کہ اس کو ختم کیا جاوے اس کے لیے اول ذی قعدہ ذی الحجہ کے مہرہ ہیں۔ لیکن اول ذی قعدہ سے افعال بخ شروع ہوتے ہیں اور مہرہ ذی الحجہ کو ختم ہو جاتے ہیں۔

زندگی جوتی ہے شکر اور بنیادیت گھنٹے میں ان کا زکاۃ ادا کر لے گا ہے

بابی بنادے۔

[illegible]

- پیشتر کہہ چکا تھا کہ اگر وہ اس کی زندگی میں آئے تو اس پر میرے لئے بڑی ہلچل مچ جائے گی۔

انہ کے ہاتھ سے غلامی پائیدار نہیں آئے۔ پس ان کے حق میں خدا فرماتا ہے کہ ان لوگوں نے اپنی جان کو خدائے الہی کے لیے فروخت کر دیا ہے۔ یہ اس کے انعامِ فضل کے مستحق ہیں۔ فرضِ بدوں اور نیکیوں کی سوجھ بوجھ سمجھا دی۔

اگلی آیت میں ذکر کیا کہ بعض لوگ ایسے ہیں کہ جن کا خدا رحمن اور رحیم کا نام معلوم ہو تا ہے مگر وہ پروردگار سے ہیں۔ آپ اہل آیت میں خدا تعالیٰ خطاب تو سب سے کرتے ہیں مگر سب کو سنا ہے کہ یہ دو رنگی کچھ نہیں اٹھارتی اظہار میں پروردگار سے تو خلیفہ اور خلیفہ خدا کی فرمانبرداری اختیار کر دے یہ نہیں کہ جس کو اللہ نے چاہا اور نہ جس کی نیت تھی بلکہ یہ جیسا اللہ کی جیروی ہے۔ تم اس دشمن کی جیروی نہ کرو اس کے بعد اس میں حق و بات نہ بنے گی کہ اگر فرما ہے کہ ہماری آیات عظیمہ و معجزات بویہ و دھرہ آجھ وقت و رست کے دیکھئے اور خود کرنے کے بعد بھی اگر تم محسوس کیے تو ہمارا کچھ نقصان نہ کر دو گے۔ ہم تو تمہارے ان اعمال کی عزت نہ کئے ہیں۔ زبردست ہیں اور اگر غضاب میں وہ بوقر و لیر مت بخور۔ اس میں کوئی حکمت ہوتی ہے تو کچھ ہم تسلیم ہیں۔ پھر فرما جائے کہ گناہ و اسے شکر لیں و اسے سخت دل نہ ہو و نصایح یاد کرو کہ تم سب کچھ آیات و کچھ کچھ ہو اور پھر ہماری طرف رجوع کرنے میں حیلہ و بہانہ کرتے ہو وہ اب اور کیا باقی ہے مگر یہ کہ خدا در اس کے خوف خستہ قدمہ اسے اعتقاد کے موافق تمہارے وہ و آدمی جب تمہارے جیہ کو کو طور پر مٹائی کے جہ میں یا بولوں میں سے وہاں اور تزلزل اسے خطہ معلوم ہو اور خدا کا جہود و سعی دیا۔ سو تم کیا بات کے منتظر ہو؟ ہم کا وہ مطلق نہیں جسی اسرار اٹل کے علماء سے چھوڑ کر ہم نے کیا تائیدیاں رکھائی ہیں مگر انہوں نے ان کے بعد اس وقت بھی ان کی شکر کی ہے جس پر ہم نے ان کو ہلاک کیا اور خود ہماری نعمتوں کی قدر دانی نہیں کرتا اس میں کوئی غضاب اپنے ہے۔

لَّذِينَ لَدُنَّ كَفَرُوا الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَيَسْخَرُونَ مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا

وَالَّذِينَ اتَّقَوْا فَوْقَهُمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ ۚ وَاللَّهُ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ

حَسَابٌ ۝ كَانَ النَّاسُ أُمَّةً وَاحِدَةً ۖ فَبَعَثَ اللَّهُ النَّبِيَّانَ مُبَشِّرِينَ

وَمُنْذِرِينَ وَأَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِيُحْكَمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيهَا

اٰخْتَلَفُوْا فِيْهِ وَمَا اٰخْتَلَفَ فِيْهِ اِلَّا الَّذِيْنَ اُوْتُوْهُ مِنْ بَعْدِ مَا

جَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ، فَهَدَىٰ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا لِمَا اخْتَلَفُوا

فِيهِ مِنَ الْحَقِّ بِأُذُنِهِ وَاللَّهُ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ﴿٥٠﴾

[illegible]

ترکیب ذیقن نفس بحول اللہ فی کفر و اعتقار ہے قرین کے لئے الخیال و لذتھا صفت و معرفت حصول مالم یسم قلط لہوز این کہا ازیت نہ کہ

کے سلوک کرنے کا حکم بھی بتوا رہا ہے۔

ترکیب کثیف نفس یجوز الفتن ذی اللہ وھو کثرۃ لکھ جملہ اس مجموعہ مفعول المسمیہ فاعل نفس ان فیخر ھو اجداد ان صدر اس کا فاعل وھو خیر لکھ صفت شینا اور ممکن ہے کہ حال ہو۔ فقال ینہ دل ہے الشکر سے دل الاشمال ان الکمال یعنی نورہ غیر قابل کے تعلق ہے اور عاز ہے کہ اس کی صفت ہو نکال یہ ہمتا کبیر فم صمدیتا یعنی شہیدی اللہ اس کے متعلق یا صفت و کلمہ صمد پر معطوف والی مسجد الحرام پر معطوف ہے۔ سبیل اللہ پر مدخل ہے من کا ای صمد من المسجد الحرام وایضا کلمہ صمد پر معطوف ہے صمد پر ان کیوں کی خبر آئیکر صمد اللہ ان استطاعوا شرط ولا یزالون والی پر جزء دوم پر تہذہ شرط متکو مخرج حال من ہے من سے فیست معطوف ہے پر تہذہ پر فاعل انک جاز

تفسیر: خراج کرنے کا حکم تھا کمال کے خراج کرنے سے اللہ کی راہ میں جان خرچ کرنے کا رواج ہے اور نیز تو اہل ملت دوم کے لیے ان دنوں مزید چیزوں کا خراج کرنا اصل واصل ہے اس لیے مذہب و صفات الہی بھی ہے۔ اس لیے اس کا بھی حکم دیا گیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صرف میرزا داشت کا حکم تھا پھر جب کفار کے حکم سے مدینہ میں تشریف لائے تو اجازت دینی کہ جو تم سے لڑے اور تم پر حکم کرے تو تم اس سے جلد باہر اس پر بھی جائیں جو مد ظلم سے باز آئے اور ایمان والوں کو ہر جگہ شہداء شروع کیا تو جو سب انکی ہجرات کتب مقدسہ کے اس قدر شہداء و شہداء اللہ کے فتح کرنے کو موانع کی اجازت دی بلکہ تم کو ایسا کہ تم پر فرض ہو گیا اور چونکہ ساری جان کو باہر پر نکھنا اور اپنے پیغامات کو تکمیل تک نہ رکھنا انہی کی طبیعت و تائید اور شائق معلوم ہوتا ہے اس لیے فرمایا کہ اس کی عقلیں تم نہیں جانتے۔ اسی جانتا ہے تم بعض باتوں کو شائق اور کھرو جانتے ہو مگر اس کے ساتھ کیلئے جتھے ہوتے ہیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ کتب طبع شریر لوگوں کو کھلائی اٹھا دے۔ کئی ہی غریب عادات و عجزات دکھائی گئیں اور کئی نسا اور فتنے سے باز نہیں آتے۔ جب تک کہ سیاست سے کام نہ لیا جائے۔ دنیاوی سلطنتوں کی بھی یہی سیاست باعث رہتی ہے۔ ہر چند آدمیوں کو اگر میں بھیجا دینا عورتوں سے خال لے کر ہر قسم کا پیش کرنا۔ سزاوار جنگ کی مصیبتوں سے چٹا بھلا معلوم ہوتا ہے مگر اس کے ساتھ کہ برائی ملک و دولت دشمنوں کا غلبہ آکر متہور کرنا۔ بین و ملت کو خراب کرنا وغیرہ ہر سے پیدا ہوتے ہیں اور اسی خراج جھانگنی اور قانون کی مصائب پر برداشت کرنے کے لیے تاکہ کتب صحت و عجز۔ میں آتے ہیں۔ اس کے بعد پھر ایک قسم کی راحت و عزت نصیب ہوتی ہے۔ آج کل جو اہل اسلام کا تزلزل اور ہرب کے لوگوں کا مردی، بیادنی ہے تو اسی وجہ سے ہے۔ باقی علم و مہر سبہ نکال کے تابع ہیں۔ صحابہ کی بے نظیر فتوحات کا یہاں سبب تھا۔

عرب کا قدیم دستور تھا کہ دور جب اور ذی قعدہ اور ذی الحج اور محرم میں یا ہم جنگ و جدال نہ کرتے تھے اور ان میں کوئی کسی پر جرحاتی نہ کرتا تھا بلکہ اس کو سخت معیوب جانتے تھے۔ حضرت امایم علیہ السلام کے مہر سے یہ دستور چھوٹا آتا تھا۔ اب لے لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے چھوٹا کر لیا ان میں بھی قتال و جہاد جائز ہے۔ جواب آیا کہ ہر چند ان معصوموں میں لڑائی سخت اور بری ہوتی ہے مگر ان معصوموں میں لوگوں کو قہر کی راہ سے روکا جیسا کہ کفار کرتے ہیں اور خدا سے ڈکا کر اور مسجد الحرام سے روکا اور وہاں کے باشندوں کو باغی نکال دینا جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم نکال دیا تھا اس سے بھی بڑھ کر گناہ ہے اور ان کا فتنہ کہ وہ ہر جگہ ایمان والوں کو ستاتے پھرتے ہیں قتل سے بھی بڑھ کر ہے۔ یہی جب انہوں نے ان معصوموں کی حمایت نہ کی تو تم پر جملہ ٹیسے من کیا گناہ ہے۔ ان میں اس وجہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ بدر سے دو مہینے پہلے مبادیہ میں بخش دیا کہ جو چند آدمیوں کے ساتھ ہمدان میں غل کر جو عاتق کے قریب ہے کفار قریش کے قافلہ پر حملہ کرے کے لیے بھیجا۔ انہوں نے جا کر ان کو تھوڑا کر لیا لیکن اسی روز ہمدانی لڑائی کی تیاری تیار رہی

۱۔ اسی لیے کہ کثیر ترجمہ کہتے تھے۔ ۱۲

تمہی مگر وہیوں کا چاند ہو گیا تھا، تمہارے کتاب کو معلوم نہ تھا اس پر کتاب نے آنحضرتؐ سے دعا ہو کر جواب دے رکھا تھا کہ وہیوں کا چاند نہیں رہا۔ (کبیر)

بعض علماء کہتے ہیں کہ شہزادہ کو حکم آتا ہے تو قتل و غارتگری، جیٹ، ٹینک، توپوں سے غارتگری ہو گیا۔ اسلام نے ہر زمانہ میں واقعی انسانوں کے لیے کتنا بڑے جنگ کی اجازت دے دی۔ بعض کہتے ہیں بدشاہ کو کرے اور جگہ کو چھو کر آویں تو ہر نعمت ضرور دے گا جسے کسی نے علم پر مبینہ میں منگوں سے مار دیا اور وقت درست ہے۔ خولہ شہزادہ میں خود مسجد الحرام کے مالک ہیں۔ دوسرا سوال اور دوسرا حکم۔

يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ فِيهِمَا إِثْمٌ كَبِيرٌ وَمَنْفَعَةٌ لِلنَّاسِ

وَاللَّهُمَا أَكْبَرُ مِنْ نَفْسِهِمَا وَيَسْأَلُونَكَ مَاذَا يُنْفِقُونَ قُلِ الْعَفْوَ

كَذَلِكَ يَبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُونَ ﴿٥٠﴾ فِي الدُّنْيَا

والأخضر: C₂

[illegible]

ترکیب: مستوفی کا باطل کا فعل لایا، والی جمعہ والی جمعہ متعلق فعل سے انوکھ کر دیا، فیہما خبر و مستوفی و لیس مستوف ہے نہ ہوا، فیہما باغ لایا، المستوفیہ ہے فعل ماضی، و انما المستوفیہ کلام، موضع نصب میں ہے لغت ہے مصدر خلاف کی، ای یہیں نصب
ذوالعقل۔

تفسیر۔ شراب اور جوئے کی ممانعت، قوامِ ملت و قومیت میں خرابی کو جو مذہب کو برباد کرنے، نئے کام میں جواب دہی کے لئے ایک سنگ باریک بنانے کے جاتے ہیں تاکہ قانونی مساوات کی تکمیل ہو جائے۔ انرا اہل جہاد شراب ہے۔ عرب میں شراب نوشی کا عت سے دستور تھا جس پر جو کثرتِ ملت سے ملنے کی تھا۔ صحابی اس کو اپنے دستور کے موافق استعمال میں لاتے تھے۔ چنانچہ عیسائیوں کا استعمال بڑھ رہا ہے۔ اب وہ حضرت علیؓ کے یہ منشی خریف لے لے تو ہندوستان کے شراب اور قمار کو عام کر دیا بلکہ ایک مدت تک شراب کے برتنوں کا بھی استعمال میں رہا۔ لیکن عیسائی شراب اس کی ممانعت میں ہوا، اس کا انکشاف ہے۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں جو چیز مذہب کے خلاف ہو اور دوسروں کو نقص پہنچا دے وہ حرام ہے۔ امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں زبانِ عرب میں شراب شراب نہ کہتے ہیں جو انکار سے نقل یعنی حلی، منکر کا نہیں جب کاڑھا ہو اور اس میں جھپٹا دھتے لگیں۔ اہلِ انہوں کے ان کی کڑ بول میں صدورج ہیں۔ اس انکشاف کا یہ شراب کہ امام شافعیؒ کے نزدیک ہر ایک مسکر کو حرام طبعی کہا جائے گا اور اس کے قہور سے بہت کا استہناس کرنا ممنوع ہوگا۔ امام علیؓ فرماتے ہیں کہ اگر ایک آدمی شراب نوشی کرے

[illegible]

وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذَلِكَ، فَإِنْ أَرَادَ فِصَالًا عَنْ تَرَاضٍ مِنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا، وَإِنْ أَرَادَ ثُمَّ أَنْ تَسْتَرْضِعُوهُمَا أُولَادَكُمْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِذَا سَأَلْتُم مَّا آتَيْتُم بِالْعُرُوفِ، وَأَتَقُوا اللَّهَ وَاعْتَمُوا أَنَّ اللَّهَ بِهِمَا تَعْلُونَ بِصِيرٍ ۝

یہی بات ہے۔ تمام عالم بھی صدیق ہے ہزار بار کہہ رہے ہیں کہ قانون حکومت دیکھتا تو معاشرہ اور عمل ساری نے غلبہ کر جائے۔

وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ
أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا، فَإِذَا بَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيهَا
فَعَلْنَ فِي أَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ، وَاللَّهُ يَمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ۝ وَلَا
جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا عَرَّضْتُمْ بِهِ مِنْ خُطْبَةِ النِّسَاءِ أَوْ أَكْنَنْتُمْ فِي أَنْفُسِكُمْ
عَلِمَ اللَّهُ أَنَّكُمْ سَتَذْكُرُونَهُنَّ وَلَكِنْ لَا تَأْخِذُوا بِهِنَّ بِسَرًّا وَلَا بَنِيًّا
تَقُولُوا قَوْلًا مَعْرُوفًا وَلَا تَعْرِضُوا عَقْدَةَ الزَّيْجِ حَتَّى يَبْلُغَ الرِّبْطُ
أَجَلَهُ، وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي أَنْفُسِكُمْ فَاحْذَرُوهُ، وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ

مستخلصات

اور اس لیے کہ مرد کا زندقہ کرنا نامائوس بات ہے۔ یہ باتیں بلیڈ از قیاس ہیں۔ اہل انکار کا یہ عقوبت ہے۔ ان کا جواب بہت سے اوقات میں ہم دے چکے ہیں اور جرموں اور تعدیوں کو ماکتہ کرتے ہیں کہ وہ بیخبریں عقلی نہیں اور جو عقلی کرے تو ذلیل پیش کرے اور جب ممکن ہیں تو ان کے فتوح میں بطور غرور عادت کیا تجھ ہے؟ بالخصوص جبر سے دلی سے غریبی تو بچ رہا کرو ہے اور باضابطہ عادت دیکھا سو اس کو ہم بھی تسلیم کرتے ہیں اور اس لیے سن تو سمجھو کہتے ہیں۔ مگر ان کے بھائی کی خبر چوہہ دیتے ہیں کہ موت سے نامردی اور بدولا چمن مراد ہے اور ادبیا کے لفظ سے مراد دل میں قوت آباد کرنا ہے پناہ دہ وہ بوجہ مراد ہے۔ چونکہ یہ دونوں کے ساتھ سے نبی امراء میں سے سخت شکست پائی تھی اور پانچویں یا دھوم اور پھاڑوں اور جنگوں میں بھاگ گئے تھے۔ آخر وہ لوگ نے اس کو جنگ پر آمادہ کیا اور اس زنت سے رہائی دی۔ مگر یہ مسلمانوں کو کھانا تیار کر جانوں لڑائی میں موت کے زور سے بھاگ گئے تھے جو موت کے چراغ تھی پھر وہ نے ان کو موت و جہنم سے زندقہ کیا۔ اس مرتبہ مسلمانوں کو بھی موت کے زور سے بڑائی اور تہمات مرانی جو موت کے چراغ سے نہ کرنی پڑے اور نہ مرنا فرضی اور لفظ سے۔ یہاں سے ضروری سے غلطی سے یہ بات مراد ہے۔ مراد ہے ۲

تفسیر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پہلے بنی اسرائیل میں کوئی باشندہ ہوتا تھا بلکہ ان میں ایک ایسا کہ ان کی جانب جاسوسوں کے طور پر فیصلہ کیا کرتے تھے اور انہیں انہیں السلام جو دنیا پر فائز تھا ان میں پیدا ہونے لگے۔ اور شریعت موسیٰ اور تورات کے موافق نئی دیکھنے لگے تھے۔ بنی اسرائیل آسمان کی مشرک تو سوں کی طرح جب بت پرستی اور نازکاری کرنی شروع کرتے تھے تو ان پر قہر خدا نازل ہوتا تھا جس سے وہ ان قومن سے شکست کھا کر ان کی ریت ہو جاتے تھے اور طرح طرح کی ذلت و پستی پائی جاتے تھے پھر جب توبہ کرتے تھے تو خدا ان پر اپنا فضل کرتا تھا چنانچہ جب عیسا بن مراد اور اسرائیلی تیس سو بہتر سال حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد مر گیا تو بنی اسرائیل نے بھرت پرستی اور بے دینی اختیار کی جس سے ان پر فلسطینیوں کے لوگ غالب آ گئے اور چالیس برس تک ان کی حکومت رہی۔ پھر مشنوں کے بعد جس خاص جلی۔ جسوں میں ہر ایک سلطنت کے تار پاپہ فرخیں پر پھر اہل فلسطین غالب آ گئے اور ان کو کچھ کر کے مور بنی اسرائیل کا بادشاہ بنایا اور کیا۔ پھر تین چار سو چالیس برس بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بنی اسرائیل میں ایک شخص پیدا ہوا جس کا نام ہوشا تھا۔ ہوشا نے ہوشا کے بیٹے کے ساتھ ایک شخص ہر سال میلاد میں قربانی اور ہجرت کرتے آتے تھے۔ اس کی اور وہاں تھیں۔ ایک کان ملوث دوسری کان میں حضرت خضر علیہ السلام کے ہوتی تھی۔ اس لیے وہ فلسطین دیکھتی تھی۔ ایک بار اس نے جب یہاں میں قربانی کرنے آئی تھی تو وہاں سے اٹھ کر آگے بڑھ کر زندہ کھا کرے تو اس کا شیرے لیے زندہ کرادوں کی۔ سو خدا نے اس کی مراد دی۔ اس کے پیچھے سے ایک لڑکا پیدا ہوا۔ اس کا نام موسیٰ رکھا جس کے معنی عبرانی میں خدا سے مانگا ہوا یا اللہ یا یسوع ہے۔

جب موسیٰ کا وہ بچہ نکلا تو اس کی زبان پر۔ اب اس کو بچے شرمندہ سے سنا جس خداوند کے گھر آئے اور وہاں کابست ہی مجبور تھا۔ تب انہوں نے ایک جوان علی کو زندہ کر لیا اور اس کے کوئیل کے پاس لے آئے اور وہ علی کا ہاتھ کے آگے خداوند کی خدمت کرتا رہا۔ علی نے اپنے بچہ کو ان سے لیا تو بنی اسرائیل نے راض تھے اور موسیٰ خداوند اور آسمانوں کے آگے مقبول ہوتا تھا۔ اس عرصہ میں موسیٰ نے علی کے بیٹوں کی بابت رات کو خواب دیکھا کہ ان میں خدا نے علی کے خاندان پر نازل کرنے کی خبر موسیٰ کو دی۔ صبح کو یہ خبر موسیٰ بنی اسرائیل نے سنی اور موسیٰ کی تمام بنی اسرائیل میں نبوت اور بزرگی تسلیم ہو گئی۔ پھر بنی اسرائیل فلسطین سے لڑنے لگے اور ان کی عزت کے پاس عیسائی اور فلسطینیوں نے ان میں اپنے خیمے قائم کر کے اور اہم صف بندیوں کو متعلقہ شروع ہوا تو بنی اسرائیل نے شکست کھائی اور قریب چار ہزار آدمی کے مارے گئے۔ پھر لشکر گاہ میں بنی اسرائیل نے آکر یہ جوہر کی کہ انہوں نے خدا کے جہد کا سندوقیایا اسے اپنے پاس لایا جس کی اس کی برکت سے فتح پائی اور جب وہ صندوقی لشکر گاہ میں پہنچا اور ان کے ساتھ علی کے دونوں بیٹے تھے۔ انہیں بھی آگے آئے اور انہوں نے اس دور سے انکار کو زمین لرز گئی۔ جب فلسطینیوں کو حال معلوم ہوا تو آپس میں جہد کیا کہ مراد کی قدر مضبوطی سے جنگ کریں گے۔ موسیٰ نے اسے اور بنی اسرائیل نے شکست کھائی اور قریب چار ہزار آدمی مارے گئے اور خداوند کے صندوقی کو بھی لے لے گئے اور میل سے دونوں بیٹے بھی مارے گئے۔ جب بنی اسرائیل کا ایک شخص کیرے بھاڑ کر سر پر خاک انرا ہوا وہاں روزیہا میں پہنچا اور علی کرسی پر بیٹھ ہوا تھا کہ روبرو اس کا دل صندوقی تھا جس نے لیے کانپ رہا تھا اور جوئی اس شخص نے شہر میں پہنچ کر خبر دی تو راسخیر چلا اور موسیٰ نے حاکم کی آواز سنی تو کہا "پہنچا کیا ہے۔" موسیٰ شخص نے علی سے سب بھرا لیا اور جوئی اس نے جو خبر کی تھی پر سے پہنچا لکھا گیا اور اس کی زبون کوٹ لیا اور اور مر گیا۔ یہ دہرہ عاصیہ یا بنی اسرائیل کا قاضی (ملا اول کتاب موسیٰ۔ باب ۲)

فلسطین ملک شام، کنوئے، جو مغرب اور انوب کی طرف بحرم سے جاتا ہے۔ یہاں کہ جس نے فلسطین میں وعدہ ہے وہاں سے توبہ ترک اور بت پرست تھے۔ جو لوگ ہوشا بنی اسرائیل نے دیکھا اور ان کے بھرتے تھے۔ کچھ ایک مصلوب ہو جاتے تھے۔ قرآن میں ہے: "اور میں نے یہاں سے ہند میں باطل مصلوب ہو جاتے تھے۔"

مقام احکام اور علم خاص کو بڑی خوبی سے ملا کر جان کرتا ہے۔ ہر ایک قسم کا فائدہ کو ایسے موقع پر لا کر بیان کرتا ہے کہ جس سے اس کی تفسیر و مفاسد کا ذکر ثابت ہوگا۔ یہ احکام پر فہم کو ثابت ہوتی ہے کہ یہ جان کا نہایت عمدہ طریق ہے تاکہ شیعت مباح کو طلال نہ ہو اور جب وہ ایک جان سے دوسرے کی طرف منتقل ہوگا تو ایک بار کی سر کر کے دوسرے کی سر کرے گا۔ جس سے دل پر فہم پیدا ہوتی ہے۔ اس سے اس نے یہ بات کہ لا اَکْثَرَ کَلِمَۃً اَللّٰهُ حُوْکُمُہِمْ کہ جس کو آپ نے لکھی تھی جیسا نازل فرمائی۔ اس میں ان جملہ محبوب و محترم اصناف کی کہ جو بہار کے بار سے جل جل لوگ خدا پر کرتے ہیں ان کی کوئی کمی۔ اس آیت کے مفہوم میں کوئی خوبی جان سے باہر ہے۔ تمام کتب الہامیہ میں اس آیت کے مطالب اس کی ذات و صفات کے متعلق نہیں ہیں۔ اس لیے عادت چھو میں اس کے فضائل بیان کرے ہیں جن کے بیان کی یہاں کوئی حاجت نہیں رہا ہے مگر وہ الصالح و خیر و کامیوں میں دیکھ لے۔

متعلقات

(۱) اَللّٰهُ لَا اَکْثَرَ کَلِمَۃً اَللّٰهُ حُوْکُمُہِمْ مصعب نبوت کا یہ پہلا کام ہے کہ اس کی ذات کا ثبوت کرے کہ جس قدر وہ قوتوں نے اس کے ساتھ شریک بنا رکھے ہیں۔ ان کی نفی کر کے اس کی صفات کا ثبوت کرے اور جو کچھ قوت سے متحدہ نہ ہو سو اس کے قیام کی بات نہ کرے۔ انہیں دیکھ کر ان میں شائبہ ثابت کر کے جیسا ان کو ملتا ہے۔ اس لیے سب سے مقدم لفظ اللہ ذکر کیا۔ جو اس کی ذات کا نام ہے۔ اس میں تمام خوبیاں ہیں اور کوئی کام کا کس بات میں ممکن نہ ہو اور ہر سب نقصان کن باتوں سے پاک ہو۔ سو جب عالمی انسانوں کو خیال کرے کہ تمام کائنات کی طرف دیکھ کر سب کو مادت اور فانی اور مستعار الوجود جان کر ضرور یقین کرے گا کہ اس عالمی کے پر اوپر ضرور کوئی ایسا شخص ہے کہ جس کی طرف سب کے وجودات کے سلسلے ختمی ہوئے ہیں اور جس کے ہاتھ میں سب کی ذمہ داریاں ہیں اور جس کے ہاتھ میں سب شہادتیں ہیں۔ اس کے بعد لفظ لا اَکْثَرَ کَلِمَۃً اَللّٰهُ حُوْکُمُہِمْ اس کی وحدانیت ثابت کی اور عالم و جزو میں اس کے ربود کے آگے سب کو پست کر دیا۔ اس کے بعد الکَمِیْنُ الْقَیُّوْمُ ذکر کر کے اس کی قدرت و حقیقت اور اس کا واجب الوجود ثابت کر دیا۔ القیوم یعنی وہ جس کا قیام قیوم ہر جہاں اور ہر وقت ہوئے اور اس کا سب قوت و قوی کر کے اس میں ہر نام کر دیا۔ خواہ کہتے ہیں اس کے معنی ہر چیز پر قائم ہے جس میں ہر شخص کے ذاتی و روزی و غیرہ اور ہر کی تدبیر کرنے والا ہو کہ کہتے ہیں۔ نام الوجود۔ قوی یہ ہے کہ اس کے معنی واجب الوجود کے ہیں۔ سو یہ لفظ تمام صفات مالا کا ہر چشمہ ہے اور تمام طب و دق نفس سے پاک۔ دوسرے کا شیخ۔ اس کے بعد ہر کسی صفت کی تشریح و اجمال تفصیل ہے۔ اس کے بعد لا تَاْخُذُہٗ سِنَۃٌ وَّلَا نَوْمٌ کہ یہ بات ثابت کر دی کہ وہ کچھ نقصان ممکنات سے برقی ہے۔ ہر جہاں مینا ہے و مَعْلٰی السَّعٰوٰتِ و مَعْلٰی اَرْضٍ کہ تمام عالم و زمین اس کے ہیں۔ اس کے لیے لوگوں سے جو ہمسر کا دعویٰ کرے یا پوچھ رہا ہو وہ بھی اس کے کسی کی فائز کرے یعنی اَلَّذِیْ یُشْفَعُ بَعْدَہٗ فَاَنْ یَّذِیْبَہٗمَ جب تمام ممکنات اس کی مطلق اور وہ سب کی غلط ہے تو ہر چیز کا ہم اس کو حاضر ہے۔ یہ کلمہ مَعْلٰی اَرْضٍ و مَعْلٰی السَّعٰوٰتِ متعارف و ممکنات کے کہ ان کو دوسری ممکنات سے یہ مطلق نہیں۔ ہر گز نہیں ہے کہ جس چیز کو وہ جانتا ہے وہ بھی جانتے لَّا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ وَّحِیْیٍ وَّلٰیہِمْ ہَاں جس قدر چیزیں اس نے اپنے بندوں کو خواہ وہ یہ خواہ یا نہ خواہ وہی اہم وہی لافانی ہیں اسی قدر بندہ جان سکتے ہیں۔ یہاں تا آخر

(۲) کونج کرید۔ کری کے لغوی معنی ایک چیز کا دوسرے سے ملنا (والکرمس عبوالہ الدواب و البعابہ یصلیہا بعضہا فوقی بعض وحب الکرماتہ لئلا کب بعض لود تھا علی بعض ضمیر کرمہ اور نرمی و مہمی اسی لیے کہتے ہیں کہ اس کی لڑیاں باہر ملتی ہوئی ہوتی ہیں۔ علماء محققین کہتے ہیں وہ کری اور حق پر پہنچنے سے پاک ہے۔ یہ لفظ بطور استہزاء اس کی ذات مقدسہ کے لیے قرآن میں



زور دینی مسلمان کیا جاوے اور بدو شمشیر اسلام قبول کرنے پر مجبور کیا جاوے جیسا کہ کفار نہیں اسلام لائے تھے یہ تصور کر کے اسلام اپنا حق من کیا کرتے ہیں اور یہ اس لیے کہہ دے کہ انہوں نے اپنے ہی حق کی معرفت وہ فجرات و آفات حیات ظاہر کئے کہ ان سے حق باطل میں داخل ہونے کی طرف اشارہ ہو گیا پھر اب جو کوئی غیر اللہ کی عبادت و شان الہیہ کا انکار کر کے کہے کہ وہ واحد برائے حق لایا تو وہ ایک ایسے فانی و سبیلہ لوگوں کا ہے کہ جو کبھی ٹھیک نہ گئے اور اللہ جل جلالہ ہی دل اور زبان پائی باتیں سب کو مستلزم کرنا ہے۔

ایمان ایسی عمدہ چیز ہے کہ جس کی وجہ سے اللہ بخود سے محبت کرتا ہے اور اس کو آخرت و طہارت اور رزق کی اللہ میریوں سے نکال کر نور میں داخل کرتا ہے اور جو میں پر ایمان نہیں رکھتے ان کے کعبہ اور وہ دھار شامیں ہیں جس میں زبان کو تو نہ قدرت سے نکال کر نکال دیا طاعت و طہارت اور شہادت و حب جاہ و مال کی اللہ میریوں میں دے لے میں جو سات کے بعد جنم کی صورت میں ظاہر ہوں گی اور جس طرح ان کا ذکر میریوں سے ان کو غیر مجرب و متکاوی نہ ہوگی وہاں بھی نہ ہوگی اس لیے وہ ہمیشہ جنم میں رہیں گے۔

پس جیسا کہ یہ عرض نہیں جو کفار نہیں سمجھتے ہیں بلکہ یہاں سے غرض اللہ کا کوشش کرنا اور قیامت کا سنا اور دنیا کے تباہ کرنے والوں کی شکست کا توڑ دینا جو یہ عقائد اور تہذیب و سلطنت آسمانی سے جس کے ظہور کی معرفت کبھی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام پھر دیتے آئے ہیں۔ اس پر اعتراض کرنا عقل سلیم پر چھریں لگا ہے۔ مخالفت سے مراد یہ نہیں کہ معدنی بعض سے کیا نہیں میں و اس پر قرار دیا ہے یعنی ان کے کہ وہ اور نہ کہ وہ جو کفریات کی تعلیم کرتے تھے بعض نے نہ مراد رکھے ہیں و اللہ اعلم خود اس کی حق فرماتا ہے اس کے معنی دوست و پیغمبر کے ہوتے ہیں جیسا کہ انہوں نے اور یہاں سے گاہر ہوتا ہے۔ یہ ایک طرح کا استہزاء ہے کہ اس امر عقلی و محسوسات کے حیران میں جان لیا کرتے ہیں جو بعض ایسا ہی قول کرتا ہے کہ ایک نہایت مضمر طرہ سے نہیں کو بکا رہا ہے۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِي حَاجَّ اِبْرٰهٖمَ فِى رَبِّهٖ اَنْ اَشْرٰهُ اللّٰهُ الْمَلٰٓئِكَةُ
اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّىَ الَّذِى يُبٰى وَيُعٰذُ قَالَ اَنَا اٰجِبُ وَاُصِیْتُ
قَالَ اِبْرٰهٖمُ فَاِنَّ اللّٰهَ یَاۤئِىۤیۡ بِالسَّمٰوٰتِۭیۡنِ وَبِالْاَرْضِیۡنِ فَاِنَّ اِبْرٰهٖمَ
فِیۡہِہٖمَ الَّذِیۡ کَفَرَ وَاَللّٰہُ لَا یَهْدِیۡ الْقَوْمَ الظّٰلِمِیۡنَ ھ

(اے نبی! کیا آپ نے اس کو بھی دیکھا کہ جس نے ابراہیم سے اس کے رب کے معاملہ میں بحث کی تھی (ان فرار میں آ کر) کہ وہ کوئی خدا ہے (معتقد تھی تھی)۔ مبراہیم نے کہا: میرا رب وہ ہے جو تمام عالمات پر ہے جس نے تمہارا بھی توکل کیا اور اس کا نام ہے ابراہیم نے کہا: ابراہیم تو اللہ کے کوشش سے نکال کر رہا ہے جو اس کو کفر کی طرف سے نکال دے جب تو کافر ہو کر رہا اور اللہ انسان کو لوہا کی مانند نہیں کر دیتا۔)

ترکیب: اَلَمْ تَرَ اِلَى اللّٰہِ میں علامہ وضع نصب میں ہے یہ وہی ہے کہ وہ ایک اور عقل کے ذریعہ وضع جو جس نے تقدیر والا اللہ اللہ میں
المشرق اور میں المغرب سے متعلق ہوا۔

تفسیر: جبکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات و صفات کو کثرت الہی میں کیا اور علم الوحدہ کی بجائے شرع فرمائی تو اس کے بعد میں قہر کے
ماسب اور مزید کر کے جن کوئی اللہ۔ جو اور اللہ الہی کیسے اللہ سے بھی ایک لطیف ماسبیت ہے۔ (۱) اللہ ان آیات میں حضرت ابراہیم

[illegible]

أَوْ كَالَّذِي مَرَّ عَلَى قَرْبَةٍ وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلَى عُرُوشِهَا قَالَ أَنَّى يُغْنِي
هَذَا اللَّهُ بَعْدَ مَوْتِهَا، فَمَاتَتْهُ اللَّهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهُ، قَالَ كَمْ
لَبِثْتُ، قَالَ لَبِثْتُ يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ، قَالَ بَلْ لَبِثْتُ مِائَةَ عَامٍ
فَانْظُرْ إِلَى طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ يَتَسَنَّهْ، وَانْظُرْ إِلَى حِمَارِكَ وَلِنَجْعَلَكَ

فہم کے لئے یہ سچا ہے کہ

جسٹس خٹنا نے کہا کہ ان کے پاس کوئی دوسرا راستہ نہیں ہے۔

تینے اور ہم دیکھے، مگر افسوس کہ، یہ نظر کب آئی، اور کبھی نہ آئی، جس کی وجہ سے وہ بھول گیا۔

آيَةُ لِلثَّائِسِ وَانْظُرْ إِلَى الْعِظَامِ كَيْفَ نُنْشِزُهَا ثُمَّ لَكُوهَا كَعَمَاءَ فَلَمَّا تَمَيَّنَ لَهُ قَالِ اعْلَمُ أَنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝

جیسا کہ وہ شخص جو ایک ایسے شجر پر سے ترہا جو پھل سمیت ہوا چڑھا۔ اس نے (دیکھ کر) کہا کہ اس کی رہائی کے بعد اس کو اسی طرح اڑاؤں گے۔
تب اس کو کھڑے سواری تک سوار ہوا۔ سب نے دیکھا کہ اس کو کھڑے کر دیا۔ اس نے کہا کہ دن یا رات سے تم کی کیا ہوا۔ (خدا نے) کہا
(نہیں) (نکھر کر) سرس چڑا دیا۔ پھر تو اپنے کھانے اور پانی کو دیکھ کر کہا کہ کیا تک رسائی نہیں ہو رہی ہے کہ عمو (بھی) کہہ دے کہ باطل کی کیا قسم تھو تو ان
کے لیے نہ دشت کا نمونہ کیا جائے جن پر وہ تو (کہہ دے) لی کہ یوں ہی تو (بھی) کہہ کر سرس لڑے سے یہاں کو چڑھتے ہیں پھر (کہہ کر) اس کو گھسٹ
پڑاتے ہیں۔ پھر جب اس کو ایلہ دشت پہنچا تو اس کو کھڑے کر دیا کہ عمو یہاں پر چڑھ رہا ہے۔

ترکیب: اول و تمیل کے لیے کثرتی میں کاف زائد ہے جیسا کہ کثرت میں۔ بعض نے کہا زائد نہیں تب اس کا موضع نصب ہے مقدر
ارایت مثل الذی یفوض خاقیۃ جملہ موضع جرح سے صفت قرین کی مطلق جو وہاں متعلق ہے خاقیۃ سے اس کی کیا یا معنی میں نصب
میں ہے یعنی۔ ستر خاقیۃ عام طرف سے خاقیۃ کا کہہ لیفت طرف سے لیفت کا کہہ خاقیۃ اس میں بازاء و خاقیۃ میں اصل تھیں جس میں
کرہا سنون آیا ہے۔ چونکہ تمہارے ان مع جو تھے غے خاقیۃ کی سے بدلہ پھرئی وائل سے اور الف لام کی وجہ سے حذف ہو گیا۔ بعض کو اسلی
کئے ہیں و لیست خاقیۃ کثرت پر معطوف ہے مقدر و نہ چاک ایک لعلم قدر کا وہ خاقیۃ میں بعض کہتے ہیں وائل

تفسیر: یہ دوسرا قصہ ہے جو حضرت یحییٰ علیہ السلام سے تفسیر چھ سو برس پیشتر ملک شام میں بیت المقدس میں لیاؤا ہے۔ تحصیل اس کی یہ ہے کہ پچھلے
حمل میں بائیں کے بادشاہ نے نصرے چڑا دیا ابی اسرائیل کو لیا اور شیریر حکم کو دیا کہ گر برا نہ ہو دیا۔ بیت المقدس کو چا کر اور چا کر خاک سیاہ
کر دیا اور ستر (۱۰) ہزار کو گرفتار کر کے ساتھ لے گیا اور ستر تک ابی اسرائیل وہاں کی قید میں رہے مگر حضرت یوحنا علیہ السلام ابیسی
رہے تھے۔ ایک بار وہ اس شہر کے پاس سے گزرے۔ اس کی یہ حالت اور ملک اور قوم کی یہ ہوائی کہہ کر وہی پھر چلا گیا۔ ستر کے طور پر کہنے
لگے کہ اب اس شہر کو کھڑا کرنا چاہیے۔ خدا نے ان کو یہی قدرت کا کلمہ عطا فرمایا۔ وہ یہ کہ حضرت یوحنا نے اپنی سواری کا گھوڑا زخون
کے اور ملت سے ہاتھ دھوا اور انھوں کے شیر و کبوتر اور دیوں کا تھیلہ اور دست سے لٹکا کر سوار ہے۔ خدا نے ان کی روح قبض کر لی۔ یہاں تک
کہ سواری کا حصہ ان پر گر دیا۔ کہہ سکی ہڈیاں بھی شک ہو گئیں۔ اس عرصہ میں بیت نصرہ میں لیاؤا اور ایران کے بادشاہوں کا دور دورہ ہو گیا۔
تھک شالی بنی اسرائیل کو کھڑا کیا کہ اپنے ملک میں واپس چلیں۔ وہ پھر بیت المقدس اور شیریر کو گرفتار کر کے سوختیا گیا جس پر ابی اسرائیل کو جرح
میں حضرت یحییٰ علیہ السلام بھی تھے ملک شام میں آئے اور بیت المقدس اور شیریر کو گرفتار کر لیا۔ پھر حکم کیے کہ بیت المقدس کو برباد کر دیا اور
لوہ کی مانچ لگائے۔ آخر وہ بادشاہ کے عہد میں ہی اسروئیل کی واپس کے جس برس بعد ویرانہ بیت المقدس پھر دوسرے تعمیر ہو گیا۔ جیسا کہ
روم کتاب جوحی اور کتاب زمرہ اور کتاب تحکیم سے ثابت ہے۔ اس عرصہ میں خدا نے حضرت یوحنا کو زندہ کیا اور اس سے بطور اہتمام پوچھا کہ تم
تھی ویرانہ پر رہے۔ چاک و صبح کو سونے کے عصر کے وقت زندہ ہوئے۔ یہ کہا کہ ایک دن یا کم ہزار ہا ہوں وہاں سے جواب آیا کہ سو
برس تک چڑا رہا ہے۔ کہہ سکو دیکھ۔ دیکھا تو اس کی ہڈیاں مٹی کی جگہ رہی تھیں اور کھانے پینے کو دیکھا تو وہی نہ تھا۔ پھر خدا نے ان
کو رو کر دیکھ کر زندہ کیا اور شیریر میں آکر سب شیراء بیت المقدس کو آباد کیا کہ نہ کچھ بھی یقین ہے کہ خدا ہر چیز پر قادر ہے۔ خدا نے کوئی زندہ
کر سکا ہے۔ سو ستر اور بعد ان تمام خلق کو زندہ کر کے حساب دینا بھی ان کی قدرت میں ہے۔

اللَّهُ يَعْلَمُهُ. وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنْصَارٍ ۝ إِنْ شَبَدُوا الضَّالِّينَ فَإِنَّمَا هِيَ
وَأَنْ تَخْشَوْهَا وَتُؤْتَوْهَا الْفُقَرَاءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكُمْ. وَيَكْفُرُ عَنْكُمْ
مَنْ سَيَّأَ تَعْمَلُونَ خَيْرٌ ۝

شیطان تو تم کو جتنی سے ڈراتا ہو، دینی باتوں کا قصود چاہے، نہ تم سے اپنی شخصیت کو بڑھاتی گا وعدہ کرتا ہے، اللہ وسعت دینے والا خبردار ہے۔
جس کو پوجا جاتا ہے، اور جس کو انسانی دنیا کی توانیاں کو سب کچھ یا کچھ مانگا جائے گا، وہی وہی ہے جو تم کو دے گا۔ اور جو کچھ بھی تم خیرات کرتے ہو یا
کوئی نہ دے گا، وہ ہے اللہ جس کو اللہ جانتا ہے، وہ ظالموں کا تو کوئی بھی مددگار نہیں۔ آخری بات ظاہر کر کے دے دو گی اچھا ہے اور اگر اس کو سچ کر
نہیں کرنا تو یہ تمہارے لیے دنیا و آخرت کے لیے اور یہ تمہارے گناہوں کو مٹا دے گا۔ اور جو کچھ تم کرتا ہے، وہ سب سے اچھ ہے۔

ترکیب: اَللّٰهُ یَعْلَمُہُ، مَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ اَنْصَارٍ، اِنْ شَبَدُوْا الضّٰلِّیْنَ اِنَّمَا ہِیَ، وَتَخْشَوْنَہَا وَتُؤْتُوْہَا الْفُقَرٰآءَ فَہُوَ خَیْرٌ لِّکُمْ، وَیَکْفُرُ عَنْکُمْ مَّنْ سَیَّآءَ تَعْمَلُوْنَ خَیْرٌ ۝
خبر کن کہ اللہ جانتا ہے، اور ظالموں کی مددگاروں کی تعداد، اگر تم نے اللہ کی بات کو سب سے پہلے مانگا، تو اللہ ہی تمہاری مددگار ہے۔ اور جو کچھ بھی تم خیرات کرتے ہو یا
کوئی نہ دے گا، وہ ہے اللہ جس کو اللہ جانتا ہے، وہ ظالموں کا تو کوئی بھی مددگار نہیں۔ آخری بات ظاہر کر کے دے دو گی اچھا ہے اور اگر اس کو سچ کر
نہیں کرنا تو یہ تمہارے لیے دنیا و آخرت کے لیے اور یہ تمہارے گناہوں کو مٹا دے گا۔ اور جو کچھ تم کرتا ہے، وہ سب سے اچھ ہے۔

تفسیر: خبر کن کہ اللہ جانتا ہے، اور ظالموں کی مددگاروں کی تعداد، اگر تم نے اللہ کی بات کو سب سے پہلے مانگا، تو اللہ ہی تمہاری مددگار ہے۔ اور جو کچھ بھی تم خیرات کرتے ہو یا
کوئی نہ دے گا، وہ ہے اللہ جس کو اللہ جانتا ہے، وہ ظالموں کا تو کوئی بھی مددگار نہیں۔ آخری بات ظاہر کر کے دے دو گی اچھا ہے اور اگر اس کو سچ کر
نہیں کرنا تو یہ تمہارے لیے دنیا و آخرت کے لیے اور یہ تمہارے گناہوں کو مٹا دے گا۔ اور جو کچھ تم کرتا ہے، وہ سب سے اچھ ہے۔

تفسیر: صدقہ و خیرات کے بعد سود کی برائیاں بیان کر دی گئیں اور اس کو خیر نام کر دیا گیا صدقہ و خیرات کے ساتھ بیان کیا گیا کہ: دینا ہے۔ جس لیے کہ جس طرح صدقہ و خیرات میں روحانی اور مادی سبکدوشی اور فریب کی بے انتہائی طرح سود میں سخت ولی اور بے انتہائی مصلحت و چرچہ خیر کی ہے۔ چرک کی چار مصلحت ہے۔ ہم پہلے اہل حق آج کے خیر مگر مسئلہ کر دیا کہ جو عمر اور اس کے تمام ہونے کی وجہ سے نکرتے ہیں۔

اس واقعہ کے بعد ایمانداروں کو (کہ جو خیرات دے کر دے دیتے ہیں) خوشخبری سناتے کہ یہ ان کا بل برابر نہیں جاتا بلکہ اس کے پاس میں ہوتا ہے۔ اس عالم میں سب کا اجر سے کا کہ ان کو کوئی رنج و غم نہ ہو دوسرے عالم قدس میں شاہان ہیں جس کے گناہوں۔ نے میرے غنائ
سے کسوں کے دل خوش کیے تھے لا خوف علیہم ولا یحزنون، اور اسی سبب (پیارے) اہل بیت میں زیادتی کا نام ہے۔ کہتے ہیں میری اہلی
ہر ماہ رسول تعالیٰ اجازت دے، رشتہ کی زائستہ ہو، روای کے جسم ہیں رہا اللہ، رہا الفضل اول قسم کہ برائے ایمان جیڑت میں جاری تھا، درود پڑھا کہ
کوئی شخص کسی کو کسی بعد از قرعہ نہ دیا کرتا تھا اور اس پر کچھ بے زنی مقرر کر لیا تھا۔ پھر جب یہاں پر درود پڑھتے ہیں سے وہاں ہوتا تھا تو قرعہ
خود اصل میں یکجا ہو بڑھا کر مہلت دیا تھا اور کبھی سو دو کو جس میں جس کے ہاں اس سے بڑھایا کرتا تھا جس کو کھاتہ نامہ اٹھا تھا اور وہ کہتے ہیں۔
دو خودوں کا مٹوا دیتا ہے۔ قسم دوم یہ ہے کہ یہیں یا جو وغیرہ کسی چیز کو ای کی مجلس سے یا بڑھادے کے پر فروخت کیا جاوے۔ حضرت
عبداللہ بن عباس کی مجلس کی اول میں یہ اسے بھی کہ اول قسم کا درود اس سے اور قسم ثانی درود سے تحفہ ہوں اس نے مذہب سے جو ر کیا لیکن

کا توں معتبر ہوتا، تو وہ ہر طرف غلام ہوا، وہ مسلمان ہو۔ خواہ کافر جو ان پر یا ہمیں یا میرا کو کس لیے یہ مخالفت نہ کرے، اللہ میں یہ تیرے میں معتبر ہوں تو کرتا ہوگا۔ چہ چہ جاوے گی کتاب اگر نہ میں تمہارا ہے، وبقول من المعاملات قول العاقل ولا يقبل في المعاملات الاقول العدل ووجه الحق من المعاملات يكثير وجوها فيها بين الناس ولو شرطنا شرط والمذا يودى اهل العرب فيقبل قول الواحد فيها عدلا كان، وقاسا كثر كان او مستعاضا، كان او حوا ذكر، كان او اننى دفعنا العرب. معاملت کی مثال قرار اور ان تجارت اور انکیل نکلتا، غیر دہا، تانی مثال تجاست، آپ کی خبر یا بنا اور کوئی مل و درست کے متعلق خبر دینے۔ چہ ہم عادل ہو فاقی نہ ہو۔ ہم میں چیز کی کوئی نہ پتا اور نہ کوئی کوئی بات ہو۔ عشر اس گواں سے اس کا کوئی نہیں نہ ہو۔ ہمت اس سے وہی اس کی عظمت دینے نہ ہو۔ انفق ہمہ اور نیکیاں میں مشہور نہ ہو۔ ہم بے مروت لاپرواہ نہ ہو۔ دہم جس پر کوئی دے رہا اس میں اور اس میں کوئی عدوت نہ ہو۔ (سوم) اول ان لا یثقلوا الشک، الاول ما دعوہم ولا تکلفوا الشک، سے گواہوں پر فرض واجب ہو گیا کہ جب نہ گواہت میں طلب کیا جاوے۔ تو یہ نہ داری سے یہی شہادت دے دیں اور اس میں سے ہر کوئی بات سچی نہ کریں، ان کے کہل کر بھی انہوں نے نہ نقصان کمال نہ ہوتا ہو۔ اگر کوئی گواہی فرج اور اس شہادت میں ستر کر پڑے تو جب وہ نہ دے، نہیں اجمہد نقصان لیے اجمہد بیز ستر خریدنے کے ہرگز کھاتے تاکہ یہ روا نہ دیندہ ہو۔ نہ تو انی طرح کو، کو کوئی خرافا بھی دیا نہ نہ دے سکتا ہے جس کی طرف انہیں کتبہ کا لکھنا تھا، ان میں شمار ہے۔ (چہاد) کو ان کنتو علی سیر، ولکہ یجئو ان کتاب غرہان، مقصودہ جمہور تحقیق کئے ہیں کہ یہ نہ (الترم) فرض میں ہوا اور کوئی کتاب نہ ہے کہ کوئی چیز میں کر دو، ایک ام کثیر، موقوف کے بیان نے لیے ہے کہ چونکہ فرض میں اکثر ایسا ہوتا ہے کہ اس سے یہ فرض نہیں کہ مل میں ہر دور کتاب ہونے کے دین نہ کرنا بلکہ خود آنحضرت فرماتے ہیں کہ ایک یہودی کے پاس اپنی اور اس کی کسی قدر دے کر دین کیا تو یہ کہ اس بات سے مجھ سے معلوم ہوتا ہے۔ (انجم) کان ان انزلنا من بعضنا انہ، چونکہ ہمیں اس طرح سے بھی کئی ہوتی ہے کہ نہ مشترک سے نقد دینے کو چاہتا ہے نہ معتبر اور ان کے کچھ کر سکتے کھو یا جاتا ہے نہ کوئی نے فرض کی کوئی مل دینا ہی چاہی ہے۔ گویا اس مشترک کو اسکی تصور کیا جاتا ہے۔ اس امر میں شمار ہوتا ہے کہ اگر کوئی کسی کو آپ کے قوی کر دے، اس کے پاس جو کچھ آتا ہے خدا سے، ہر سبب وعدہ دے دے انکار نہ کرے اور یہ اس میں یہ بھی اشارہ ہے کہ جو چیز کسی کے پاس دین کی گئی ہے اور جس کے پاس دینا رکھنے والے کی مانت ہے اس کو اسکی اس کے خیر فرما کر دے، اس سے بہت سے مسائل دین کے ثابت آتے ہیں۔ مصلحت ان کے یہ کہ اس چیز پر جو تصور صرف ہوا اس کے مالک کو سبب نہیں ملے اور جو کچھ اس کی آمدنی ہو وہ بھی مالک کی ہے۔

کہہ ان کے یہ سہارا نہ کی آملی یا دینی عادی سے کلمہ دوم دے وہ مانت ہے۔ اس کا معروض نہیں دینے یہ بھی ثابت ہوا کہ یہیں بھی کوئی کسی کو مانت پر کر دے تو اس کو اس کو اس دینا لازم ہے۔ یہ بھی حقیقی کا ایک یہ وہ دینے سے ہر مصلحت ان کے لیے یہ بات بیان ہو رہی ہیں، سان آیات میں جس اللہ کا کام شمار ہوتا ہے، اور پھر جو کچھ اللہ میں اس روئے کئے ہیں اور مانت ہوئی ہے اور یہ غیر زعم ہے جس کے بیان کے لیے ایک دیکھنا چاہیے۔

لَبَّيْ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَإِنْ تُبْدُوا مَا فِي أَنْفُسِكُمْ أَوْ تُخْفَوْهُ يُحَاسِبْكُم بِهِ اللَّهُ فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ أَمِنَ الرُّسُولُ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مِنْ رَبِّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ. كُلُّ

۱۔ تمہارے حالات میں ہر طرف غلام ہوتا ہے اور اس پر اللہ مروت کر بھی تہا نہ کالی، یہی کہ باہر نہ خدات اور محسوس کے لئے یہی وجہ ہے اور

5-2

www.besturdubooks.wordpress.com

کم بخت ہے۔ اس نے کہا مائی صاحب یہ کیوں اس نے کہا اللہ وہ شخص کہ جس کے پاس ہم چاہے پروردہ لیا ہے کہ جس کا حضرت مسیح علیہ
اور عہد کے مہر سے آپ تک انکار تھا اور جس کی خبر سنی تھی کہ لے قرورات میں دی ہے اور حضرت مسیح علیہ السلام کی معلولی کے وقت پڑا ہے اسے
کھے ہیں۔ گزرا ہے کہ جب آپ یہ جانتے ہیں تو میرا من کہ اس کو قبول کیوں نہیں کر لیتے ۱۴ حادثہ نے کہا یہاں لکھی کہ میں یہاں کر رہا تو جو
کچھ اوشا ہوں نے نہیں دے دیا ہے سب دیا میں نے نہیں عزت جانی رہے۔ دنیا میں رہی ضرور ہے۔ یہ لوگ الوہیت سے کس کے کال تھے
اور ان کو کھانا کھانا کچھ تھے اور محنت کے بھی تھک تھے۔

سنتیٹ اور الوہیت مسیح کا دل آفریبہ ہے۔ دے آئے تو آنحضرت ﷺ سے حاضر و شہر شروع ہوا آنحضرت ﷺ نے بڑے قوی
دنیاں سے حضرت مسیح علیہ السلام کا بندہ ہونا ثابت کیا کہ خدا اس بات سے پاک ہے کہ وہ کسی صورت کے میں ہم سمجھے پرورش پاسے اور ہر ماہ پر ذکر
اور بندوں کی طرح کھائے ہے اور قبول نصاریٰ صلیب پر کھینچا جائے۔ تڑپ تڑپ کر جان دے لہذا وہاں آپ کا سماں اور شاہ ہوتا ہے اور
خدا تعالیٰ نے کسی چیز معاشی اور محتاج نہیں۔ میدان اور وجود میں اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ کچھ سادہ دلی ہونا چاہیہ وہاں عذاب ہوئے تو آپ ﷺ
نے فرمایا اچھا اگر آپ بھی تمہارے دل میں کوئی کھٹکے تو آؤ ہم تم اپنی اولاد کو لے کر باہر نکلیں اور خدا سے دعا کریں کہ مجھ سے پرست خدا
نازل ہو۔ انہوں نے عرض کیا کیا اس کا مشہور کر کے جواب دیں گے۔ آپ میں میں ٹھنک کر نہ لگے کہ ارے بھئی یہ شخص بلا شک خدا کا سپا
رسول ہے۔ اگر ہم اس کے مقابلہ میں اس میں ملکہ کریں گے ہم پر خدا کا غضب نازل پڑے گا۔ اپنے گھر چلے چلے اس شان میں یہ سورۃ نازل
ہوئے گی۔ سورہ اونس نازل ہوا ہے۔ اس سورہ میں خوشتر نصاریٰ کے مقابلہ ہلاک کر دے اور نہایت کھڑا دلائل سے حق کی تسکین کی گئی
ہے۔

الہامی کی شریعت سورہ بقرہ میں ہو چکی۔ ﴿لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ فَاعْبُدْهُ﴾ ان جیسا نہیں کے مقابلہ میں ان کے تینوں عقیدے
بطلان کے بنے یہ ایک جھوٹا سا جملہ پیش رو لاکھ اور ہزارین کا مجموعہ ہے۔ ان کے تین عقیدے یہ تھے۔ اول تثلیث کہ خدا اور عیسیٰ اور دون
اللہ ہیں تینوں ال کہ ایک خدا ناقص حضرت مریم علیہا السلام کو تیسرا اقوام قرار دیتے تھے۔ دوم حضرت عیسیٰ خدا ہے انسان کی شکل میں خدا نے
ظہیر کیا تھا۔ سوم حضرت عیسیٰ خدا کا بیٹا ہے۔ آج کل کے جہلی بھی بڑے چند فرقوں کے جیسا عقیدہ رکھتے ہیں۔

اس آیت میں ان تینوں عقیدوں کو باطل کر دیا۔ ﴿كُلُّهُ لَآ إِلَهَ إِلَّا هُوَ﴾ کہا اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ صرف اس توحید سے تینوں
عقائد کا ابطال ہو گیا۔ اول کا اس لیے کہ جب خدا تثلیث اور توحید حق میں صریح تضاد ہے۔ اگر ہر ہر جہ کو خدا مستقل مانا جائے تو نہیں خدا
ہوتے ہیں۔ اگر تینوں سے مرکب کو خدا کہا جائے تو وہ مرکب اعتباری واحد ہے نہ حقیقی طور پر علاوہ اس کے وہ حادث بھی ہوگا پھر وہ قوم نہیں
ہو سکتا کیونکہ قوم متشکل وحی ہے جس سے سب کو قائم و موجود کیا ہو۔ اس کو کسی نے موجود نہ کیا ہو اور حادث کے لیے محدث قوم ہونا ہے۔
دوسرے کا ابطال اس طور سے کہ اگر عیسیٰ کو بھی خدا مانا جائے تو وہ خدا اور جانتے ہیں۔ توحید نہیں رہتی۔ اسی طرح سے تیسرے عقیدہ کا ابطال
بھی ظاہر ہے کہ بیٹا تو ہم نہیں ہو سکتا۔ اس کے لیے باپ قوم ہے۔ یہی بات کہ وہ ایک ہے اس کی کیا دلیل؟ اس کی دلیل یہ ہے اللہ تعالیٰ
الغنی و العزیز ہے اس کے لئے نہ دے کہ جس واجب کا وجود دیکھتے ہیں اور اس کے سوا کوئی نہ ممکن الوجود ہے اس کی ذات کے کمال سے وہ معدوم ہے
نہی ہے نہ قوم ہے۔ اس جملہ میں اور جملہ خدا سب باطلہ کا بھی ابطال ہو گیا کہ جس نے کہ جس شہر و شہر کہ وہ ہیں وہ جو غیر اللہ کو پوجتے ہیں
ضرور ان کو یہ قوم سمجھتے ہیں۔ خدا کی کارخانہ میں الطبع و تخیل کا مالک دیکھ بھی جاتے ہیں۔ عرب کے مشرک بتوں کو ارباب طبع پر میرے کہ جنوں
کو ایرانی جادو اور سیارات کو بعض فرشتوں اور خدا کے برگزیدہ بندوں کو پوجتے پکارتے ان کی نذر دینا ذکر کرتے ہیں۔ اسی اعتقاد سے کہ وہ
کار ساز ہے۔ جب آیت نے یہ بات کہہ دی کہ اے عیسیٰ یعنی نہ وہ ہے تو یہ جملہ انبیاء و مرید ذات میں سر سے سے موجود ہی نہیں معدوم ہیں۔ ہر

پہلے شریک حجاب بن اللہ فی یخفی الخ میں آیا کہ خدا کی شان عظیم محبوب ہونا ہے۔ سو یہ ذات سوائے ذات باری اور کسی کو حاصل نہیں۔ اور جو کسی کی اشریت کو کوئی بات معصوم ہو تو وہ بھی اس کی طرف کا فیضان ہے۔ اور جو کسی خدا کو ہے تو ضرور ان پر بھی کوئی بات ملتی ہوئی۔ حالانکہ ان پر بہت سی باتیں ملتی تھیں۔ چنانچہ انجیل لوقا کے چوتھے باب میں لکھا ہے کہ یسوع روح القدس سے بھر ہوا یروں سے بھرا اور روح کی رہنمائی سے وہاں میں جایا جب غیر کر رہا تھا ہوئی تو علامہ الخیر کہاں رہا؟ علامہ اس کے اسی کتاب کے ان حصوں میں آیا ہے کہ ایک عورت نے کہ جس کا نام ابرہہ سے خون جاری تھا چپکے سے آ کے پیچھے سے تکی کی پوش کہ چھو لی جس سے اس کا خون بند ہو گیا۔ پھر کچھ کو وہ معلوم ہوئی۔ لوگوں سے چھپا آخر اس عورت نے افسوس کیا اور بہت سے مقامات سے لپکا نکلتا ہوا ہے۔ دوسرے باب حجاب ھُوَ الَّذِی یُخَوِّذُکُمْ فِی الْاَوْثَانِ کَیْفَ تَشَاؤُنَ وَاَیَاکُمْ خَدَّوْرَ مَلَطَیْہِ۔ حضرت میں آیا کہ یہ بات کب حاصل تھی کہ خدا سے دعا آجائے تھے۔ چنانچہ انجیل کے چھپے باب ۱۲ میں ہے کہ (وہ کب) پہاڑ پر دعا مانگتے تھے اور خدا سے دعا مانگتے تھے جس رات کوئی۔ اس کے علاوہ بقرہ میں بھی ان کو صلی اپنے پیارے صلے اور صلی پر چڑھا تو انہوں نے خدا سے فریاد کرنی شروع کی کہ مجھے جاساں چھوڑ دیا اور بڑی جتن سے بچ جائیگا کہ جان دلی۔ میں کہ انجیل صلی کے باب میں مذکور ہے۔

اور نیز مَوَ الَّذِی یُخَوِّذُکُمْ فِی الْاَوْثَانِ کی طرف بھی اشارہ ہے کہ اشریت اور خدا ہوتے خود عورت کے رحم میں آ کر کوئی فیصلہ کیوں قبول کرتے۔ خدا اور ان کی شکستہ رحم میں جاتا ہے۔ اس کے بعد پھر کچھ کہ عبادہ کرتے۔ اِنَّا لَا نُؤْمِنُ بِالْحَبِیْثِ اِس میں بھی لفظ عزیز سے خود سے کلام کی طرف اور حکیم سے ہم عقل کی طرف اشارہ ہے۔ جب خدا کی طرف سے عبادہ کرنا چاہتا ہے تو وہ اس مسئلہ میں کہتے ہیں کہ کتب اور یہ بیان کہ خدا کو دینا کیا گیا ہے اور خدا کی کلام کا بھی ان کی نسبت بولے گئے ہیں اور قرآن میں بھی ان کو روح القدس کا ہے تو ہم اس بات کو شکر و ادراک سے اس واسطے بہرہ بیان کہ صرف کلام الہی کا کلام کر کے خدا اور اس کا بیٹا سمجھتے ہیں۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یہاں سے لپکی تھیں کہ ان کی اس بات بھی جائزہ کر لی کرتے ہیں۔ اس کا جواب خدا تعالیٰ نے ان جملوں میں دیا ھُوَ الَّذِی اَنْزَلَ عَلَیْکَ الْکِتَابَ مِنْہِ اٰیٰتٍ مُحْکَمٰتٍ ھُنَّ اَمْرُ الْکُتُبِ وَاَنْھُمْ مَشْتَبِعٰتٌ کَرُخَا کے کلام میں وہ آیت (کہ میں نے یہ کلام شریعت اور اسرار افاضہ اور توحید اور آخرت کا دیا ہے جس کو اس کتاب میں لکھا ہے) میں اس کی بنیاد کہتے ہیں (حضرت اور صلی علی ہوتی ہیں اور انہیں کسی رحمت اور مسکوت سے ایسے شرط میں ہوتے ہیں کہ جن کے کئی معنی اور پیچیدہ مطلب ہوتا ہے اور اس کلام کا دور اور پہلو بھی ایک پہلو کا ہر دور ہے جس عبادات سے ان کا اشتغال ہے اور ان جسم قیامات ہیں۔ ان کا لفظ قیام ہے پیچیدہ اور جانتا ہے اور چار میں مذکور اور غلام اور بندہ بھی کہہ دیتے ہیں اور ان کے برعکس لفظ خداوند ذات یا ذاتی برادر ہاد شہادہ کی طرح قول پر ان الفاظ میں ہے۔ مگر ترجمہ کرنا لوگ ہوتے ہیں وہ ان کی تائید یا نفی خود میں سے موافق کر کے ایک مطلب کو لیتے ہیں جیسا کہ جیسا کہ اور جو اصل کتاب ہے اور انھار میں وہ ان ظاہر فساد میں جو ترک کر کے اس کلام کی مدنی برادر خدا کے پیرا کر دیتے ہیں کہ ان کو دینی جانتا ہے اور یہ بات کتب ساجد میں پر مقرر نہیں بلکہ فرقان میں جو اسے ہی آپ پر نازل ہوا ہے اس میں کہ بات ہے۔ پھر ان عقائد کا وہ کو ان عقائد سے تاب کرتا اور وہ معنی ایمان سے جو فرقان آیت کے برخلاف ہیں صریح کر دیا ہے اور ان کا قیوم کے لیے دایاں ضرور ہیں۔ الی مسائل جسمانیہ کا پورا کرنا مثل و صورت بنانا اس کو ھُوَ الَّذِی یَصُوْرُ کہ میں بیان کیا۔ دوم مصالغ۔ وہ غیبتی علم والہام سے بہرہ ور کرنا ھُوَ الَّذِی اَنْزَلَ عَلَیْکَ الْکِتَابَ

انہوں علیک کتب نہ آیت محکمات میں بات نازل ہے کہ جس طرح قرآن میں بات ہے اس طرح لکھی کتاب میں بھی تھی۔ میں لے کر مہر و فیض اور ایک ذمہ ہے نہ وہ نہ لہام میں ایسا سر دیتے ہیں اور عقل غالب تھی ہوتے ہیں۔ ۲۰۰

فائدہ: حکم اور کتاب سے معنی لغت میں مضبوط اور سچے چلنے کے ہیں۔ عرب کلمہ مضبوط و طویل کہتے ہیں کہ وہ دو چیزیں ہیں جن میں اپنی اپنی جگہ سے ان کو کتاب کہتے ہیں اور اس نے قرآن کو کتاباً بھی کہا ہے۔ ان کے دونوں میں ایک ہی نام ہے۔ ایک معنی دوسرے سے زیادہ اتل میں ملتی ہے۔ لہذا سے قاصر اور ان پر مشابہ کا طریق ہو سکتا ہے۔ اور کلمہ کے معنی لغتی مضبوط اور سچے ہونے کے ہیں۔ اس لحاظ سے نہ ہر قرآن کو کلمہ بھی کہہ سکتے ہیں۔ جیسا کہ قرآن ہے۔ لہذا کتب حکمت، آیات، یہ دونوں لغوی معنی ایک ہی نام جو معادلات ہیں۔ کہتے مگر بعض صاحب پارسی اس کلمہ کو کہتے ہیں۔ اس کے معنی ان میں خود غرض ہے کہ ان پر اعتراضی تردید۔ البتہ اس آیت میں حکم اور کتاب کے اصطلاحی معنی میں معادلات ہے جو حکم ہے کتاب نہیں اور جو کتاب ہے اس کو حکم نہیں کہہ سکتے۔ اور معنی میں عقد، موعوع کہنے میں اس میں ایک احتمال کے دوسرے احتمال میں کیا ہے۔ اس کا تو رد نہیں اور ای لیے کہ کلمہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ غائب ہو کر نہ رہا ہے۔ اور حکمت ہو کر اپنی جگہ سے روکی ہے۔ اس سے اس کو حکمت کہتے ہیں اور کتاب کا وہ کلمہ جس میں مضبوطی کے مساوی نہیں اور اس سے بھی جو حکم ہے وہ کتاب نہیں۔ بلکہ اصول کے لحاظ کی اس میں قصور ہے کہ جو حکم کسی معنی کے لیے موعوع ہو اور اس میں دوسرے احتمال نہیں تو اس کو کس کہتے ہیں اور جو موعوع ہو اور وہ دونوں احتمال برابر ہیں تو اس کو مشترک کہتے ہیں اور ان میں براہ احتمال سے بچے چکل اور جو ایک احتمال قوی ہو اور دوسرا ضعیف احتمال قوی کے لحاظ سے اس کو غالب کہتے ہیں اور ضعیف کے لحاظ سے اس میں سے نص اور خارج پر عقد حکم ہونا چاہیے۔ لہذا وہ جس اور قول کو کتاب کہیں گے۔ جن میں بعض کہتے ہیں کہ تقسیم میں ہو جاتی چاہیے جو حکم کسی معنی پر خارج اور ثابت کرتا ہے اور اس میں دوسرے احتمال کی جستجو نہیں کی ہے۔ بلکہ اگر یہ معنی غرض الفاظ سے سمجھے جاتے ہیں تو اس کو کلمہ پر کہیں گے اور جو بیان بھی میں سے لیے ہے تو اس کو کس کہیں گے اور کس کو موعوع برائے حدیث الفاظ کہہ دیتے ہیں اور جس میں دوسرے احتمال کی گنجائش نہیں اگر احتمال ہے تو اس کو کلمہ کہتے ہیں اور اگر یہ بھی احتمال نہیں تو اس کو تقسیم کہتے ہیں اور جو کلمہ برائے حدیث نہیں کرتا تو اس میں پوشیدگی ہے۔ اور اگر پوشیدگی کسی خاص معنی سے ہے تو اس کو کلمہ کہتے ہیں اور اگر غرض الفاظ میں سے خارج اور قدرتی کی ہے۔ اس سے جو کلمہ خاص ہوا مشکل کہتے ہیں اور جو خاص سے بھی اور نہیں ہوئی کلمہ متکثر سے انکشاف کی امید ہے تو اس کو کلمہ کہتے ہیں اور اگر امید نہیں تو اس کو کلمہ کہتے ہیں۔ اور اس آیت میں مراد ایک ہے۔

[illegible]

وَبِنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً ۚ

إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ ۝ رَبَّنَا إِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَا رَيْبَ فِيهِ ۚ إِنَّكَ

اللَّهُ لَا يُخِيفُ الْبِعَادَ ۚ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَكَفُورًا ۚ لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ أَمْوَالُهُمْ وَلَا يَزِيدُ

أَوَلَا دُخْمٌ مِّنَ اللَّهِ شَيْئًا وَأُولَٰئِكَ هُم بِقُودِ النَّارِ ۚ كَذَّابٌ إِلٰهٌ قَرَعُونَ

سَيِّدُ الْعِقَابِ ①

قُلْ لِلَّذِينَ كَفَرُوا سَعْيُكَمْ وَمُحْشَرُونَ إِلَىٰ جَهَنَّمَ ۖ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿٥﴾
 قَدْ كَانَ لَكُمْ آيَةٌ فِي فِتْنَتِ الَّذِينَ اتَّخَذُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ
 وَأُخْرَىٰ كَافِرَةٌ يَرَوْنَهُمْ مِثْلَهُمْ فِي الْعَيْنِ ۖ وَاللَّهُ يُؤَيِّدُ بَصِيرَتَهُ

لہذا ان لوگوں کو جو اللہ اور اس کے رسول کے خلاف کلمہ گویا کرتے ہیں، ان کو سزا دیا جائے گی۔

۱۱۔ اَلَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِالْعِلْمِ الَّذِي هُوَ عِنْدَ اللَّهِ اُولَٰئِكَ هُمُ الْمَكْذُوبُونَ ۝
اور ان لوگوں کو جو اپنے علم کو کفر کہتے ہیں، ان کو سزا دیا جائے گی۔
۱۲۔ اَلَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِالْعِلْمِ الَّذِي هُوَ عِنْدَ اللَّهِ اُولَٰئِكَ هُمُ الْمَكْذُوبُونَ ۝
اور ان لوگوں کو جو اپنے علم کو کفر کہتے ہیں، ان کو سزا دیا جائے گی۔
۱۳۔ اَلَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِالْعِلْمِ الَّذِي هُوَ عِنْدَ اللَّهِ اُولَٰئِكَ هُمُ الْمَكْذُوبُونَ ۝
اور ان لوگوں کو جو اپنے علم کو کفر کہتے ہیں، ان کو سزا دیا جائے گی۔
۱۴۔ اَلَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِالْعِلْمِ الَّذِي هُوَ عِنْدَ اللَّهِ اُولَٰئِكَ هُمُ الْمَكْذُوبُونَ ۝
اور ان لوگوں کو جو اپنے علم کو کفر کہتے ہیں، ان کو سزا دیا جائے گی۔
۱۵۔ اَلَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِالْعِلْمِ الَّذِي هُوَ عِنْدَ اللَّهِ اُولَٰئِكَ هُمُ الْمَكْذُوبُونَ ۝
اور ان لوگوں کو جو اپنے علم کو کفر کہتے ہیں، ان کو سزا دیا جائے گی۔

۱۶۔ اَلَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِالْعِلْمِ الَّذِي هُوَ عِنْدَ اللَّهِ اُولَٰئِكَ هُمُ الْمَكْذُوبُونَ ۝
اور ان لوگوں کو جو اپنے علم کو کفر کہتے ہیں، ان کو سزا دیا جائے گی۔
۱۷۔ اَلَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِالْعِلْمِ الَّذِي هُوَ عِنْدَ اللَّهِ اُولَٰئِكَ هُمُ الْمَكْذُوبُونَ ۝
اور ان لوگوں کو جو اپنے علم کو کفر کہتے ہیں، ان کو سزا دیا جائے گی۔
۱۸۔ اَلَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِالْعِلْمِ الَّذِي هُوَ عِنْدَ اللَّهِ اُولَٰئِكَ هُمُ الْمَكْذُوبُونَ ۝
اور ان لوگوں کو جو اپنے علم کو کفر کہتے ہیں، ان کو سزا دیا جائے گی۔
۱۹۔ اَلَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِالْعِلْمِ الَّذِي هُوَ عِنْدَ اللَّهِ اُولَٰئِكَ هُمُ الْمَكْذُوبُونَ ۝
اور ان لوگوں کو جو اپنے علم کو کفر کہتے ہیں، ان کو سزا دیا جائے گی۔
۲۰۔ اَلَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِالْعِلْمِ الَّذِي هُوَ عِنْدَ اللَّهِ اُولَٰئِكَ هُمُ الْمَكْذُوبُونَ ۝
اور ان لوگوں کو جو اپنے علم کو کفر کہتے ہیں، ان کو سزا دیا جائے گی۔

رُئِينَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَاءِ وَالْبَنِينَ وَالْقَنَاطِيرِ الْمُقَنْطَرَةِ
مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْأَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ۚ ذَٰلِكَ
مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۗ وَآتَيْنَا عِنْدَ الْمَوْتِ الْمَوْتِ الْمَوْتِ
بِخَيْرٍ ۚ مِّنْ ذَٰلِكُمْ يَلْبِذِينَ ۚ اَتَقُوا عِندَ رَبِّهِمْ جَنَّتْ تَجْعِرِي مِّنْ
اَتَحْتِهَا الْاَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ وَآزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ
وَاللّٰهُ يُصِيبُ بِالْعَمَلِ الَّذِي يَفْعَلُونَ رَبِّنَا اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا
وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۚ الصّٰدِقِيْنَ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالْقَنِيْنَ وَالْمُتَّقِيْنَ
وَالْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْاَسْحَارِ ۝

اور ان لوگوں کو جو اپنے علم کو کفر کہتے ہیں، ان کو سزا دیا جائے گی۔

تفسیر: اس بیان کو تمام سر کے بھر سسکا تو حید کی طرف رجوع کیا جاتا ہے پہلے یہ لایا تھا کہ کیا اور اس کے نعمانی ہیں اور دارا قرع اور
 اس کی نعمتیں ہیں یا اور اور نصیحت ان کے لیے ہیں جسے جس وقت کہنا آتا ہے یعنی جن کی قوت نظریہ ایزان کامل تو یہ اور اس کی
 صفات پر معین ہے اور تو یہ صلیب بھی کامل ہے جیسا کہ بعد یہ ان اربع میں شمار دیا ہے اب یہاں اس بات کو ظاہر فرماتا ہے کہ خدا تعالیٰ ہر اس کی
 توحید پر ایمان کا ناجو نہات کا ہمارے کوئی خلاف واقع اور سب ملات نہیں جیسا کہ ہر عمل لوگ جو صرف خصوصیات کا ہی جو وہ ہیں کہ ان
 چیزوں کے وجود کا انکار کرتے ہیں۔ یہ بات بہت واضح اور کل ہے خدا نے خود اسنہ زمین اور ان کے اندر کی کائنات کو اپنے وجود اور
 توحید کے لیے شہادہ جاری کیا ہے جس طرح کوئی شخص پاؤں رکھے والے کے وجود پر بغیر اس کے کسی نے اس کو کون سے دیکھ ہوا تو از طریقہ کوئی
 سدا رہی طرح ہے چہرہ خلق فی ہر حال اس کے وجود و وحدت کو بیان کر رہی ہے۔

غفری کل شیء له شاهد
یذبح علی آتہ واحد

عہد اللہ فرماتے کہ یہ بھی تیرا اس کے علاوہ میں بھی خدا تعالیٰ تیرا لباس میں نہایت سے رہا ہے اور نیز وہ ملائکہ سے اور ملائکہ
انبیاء سے کہتے ہیں وہ عہد سے فرماتے ہیں وہ حاضر غائب کو سنا سے ہیں وَاللّٰهُ يَكْتُبُكَ وَاُولُو الْاَقْبَابِ اس سے بڑھ کر یہ ہے کہ جب عقل نور
الہام کی روشنی سے آگاہ خدا کر عالم سنی میں وہ محقق ہے تو اس مخلوق سے کو اس کا مقصد اور عقل جان کر مولا سے اس کے اور کوئی تھکر نہیں پاتا۔
وہ عہد غیر خدا اور وہ جہاں چیز ہے نیست ۔ ۔ ۔ وَاللّٰهُ يَكْتُبُكَ وَاُولُو الْاَقْبَابِ مگر بسبب اہل حق کے وہ عزیز و حکیم تر ہے بھری سے محسوس نہیں
ہو سکتا اور نہ یہ کہ یہ عہد خدا اور یہ احوال و طوبہ ہیں کہ ان کا تسلیم کر: عقل سلیم کے نزدیک ضرور ضرور اتنی ذہب عقلی اور قبول شدہ اور
ذہب اسلام کا ہی کام ہے تو یہ انبیاء اور ہر نبی آدم کا عقلی ذہب یہی ہے لغت سے کچھ تو کلام میں کے بعد اہل حق سے سوجھ اور اب یہ پہچاندار
نصابی اور دیگر ذہب اختلاف کرتے ہیں تو یہ سب دلائل حق سے عقلی کے نفس مضاد اور نفسانیت سے کرتے ہیں۔ اس کے بعد ذہب
اسلام کا یہی لطف سے برحق ہونا ثابت کر کے اہل کتاب۔ یہ مناظرہ شروع فرماتا ہے: ہاں تو ان کے عقائد کا سرور اور اولیٰ کا سرور پر ادا
ہُوَ قَوْلُكَ مِنْ اٰهْلِكَ تیکہ انرا سب کا ہے۔ اسلام کے لغوی معنی فرماں برداری کہ اور اثر میں ایمان اور اسلام سے ایک معنی خرا ہیں۔ ہاں
کبھی لغوی معنی کے لحاظ سے دونوں میں فرق ہوتا ہے جیسا کہ قُلْ لَمْ يَكُنْ لَكُمْ دِيْنٌ اَوْ لَكِنْ قَوْلُوا اٰنْشَأْنَا جِاۡمِیۡاۡنَ سے مراد قصد حق تعالیٰ اور
اسلام سے اتفاق و ہم آہنگی کی جاتی ہے۔

اسام سے لائقہ پناہ پر کی جاتی ہے۔

قَرَأْتَ حَاجُّكَ فَقُلْ أَسْلَمْتُ وَجْهِيَ لِلَّهِ وَمَنِ اشْتَعْنِ وَقُلْ لِلَّذِينَ
 أُوتُوا الْكِتَابَ وَالْأُمِّيِّينَ ؕ أَسْلَمْتُمْ ؕ فَإِنْ أَسْلَمُوا فَقَدِ احْتَدَوْا وَإِنْ
 تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلَاءُ وَاللَّهُ بِصِرَاطٍ بِالْعِبَادِ ۖ إِنَّ الَّذِينَ
 يَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَيَقْتُلُونَ النَّبِيِّينَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَيَقْتُلُونَ الَّذِينَ
 يَأْمُرُونَ بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ ۖ فَبُشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ۝ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ
 حَقَّ عَلَيْهِمُ الْأَذْقَانُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۚ وَمَا لَهُمْ مِنْ نَاصِرِينَ ۝

[illegible]

ترکیب: دوسرا آئینہ من وضع درخ مر ہے صنف ہے اقلیت کی بات پر و اکتس کی گئی حذف ہوئی ہے اقلیت کی مشابہت سے اور قائم ہوئی کی جاتی ہے کیونکہ اصل ہے۔ فتنی معمول و صنف ابرائی قنبد و کھنڈر اس کی خبر درف اس پر اسی لیے فعل ہوئی کہ بزمین کا سلسلہ تھا کہ معلوم ہو یہ بشارت جزا کے لئے ہے اور اس کی کو باغ نہیں۔

تفسیر: جبکہ یہ علمی ثابت کر دیا ہے کہ دین برحق خدا کا سامع ہے اور جو کچھ اختلافات لوگوں نے پیدا کئے ہیں۔ وہ خدا کا تعصب سے ہیں اس پر بھی اختلاف بہت کچھ چلے جاتے ہیں تو ان کی تمام یہود، منگھو، اہل شکوک، شہادت کا عجب لطف کے ساتھ جواب اپنے ہی کو تعلیم فرماتا ہے کہ جس کے آئے مصنف حزان کو سونے تسلیم کے اور جو میں ہی نہیں آتا۔ وہ یہ کہ دنیا اس آدم کے خلق نہ سب ہیں۔ ایک اور کہ جو کتاب الہامی آدم کی ہی کے نبی کا نام نہ کرتے ہیں۔ جیسا کہ یہودیہ میں دیکھ رہے ہیں۔ وہ یہ کہ جو جسے نہیں جن کو ان پر خدا نے علم کہا جاتا ہے۔ جیسا کہ مشرکین عرب۔ ان سب سے کہہ دو کہ حقانی آواز آتی ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کی تخلیق فرمایا ہر آدمی ہے کہ جس کو علم ہی مانتے ہیں۔ سو میں نے اور میرے سچ لوگوں نے فرمایا ہر آدمی کی فکر کے آئے کہوں بھلائی۔ خود اختلافات و فتنوں کی گلیاں سب میں تعلیم ہے۔ خدا کو وہ اور طریق اور صحیح معانی خود سے مصنف اور بری مستحق سے پاک جانتا اور قیامت پر ایمان لانا اور اس کے تمام بائعہ کو بلا تفریق برحق کھانا مارنا دینا ہے۔ وہ خود خدا کی طرف میں رہتے بلوریں و باطنی حاصل کر کے اپنی دماغ اور جسم کو اس پر شکر کہ جس کو بلا کھاتے ہیں اپنے ان میں سے ملا اور غیرت کے ایک حصہ میں رہنا مخلوق الہامی پر دم کرنا بھلا ہے۔ کہانی۔ یہ باز ہمارا اس کی عزت و توحید بچانے میں اپنی جان کا قرب کرنا بھی قربان کرنا جیسا شہادت والا اس پر کہ ہی آدمی کا ہمارا شیعہ و عام ہے۔

کتاب طبعی است و بارها طبعی است

ماصل روزگار با عشق است

جو باقی تمام شریعتوں کا علم اور عقل پرستوں کا مسلک ہیں۔ پس اگر تم بھی جیسا کرتے ہو تو تم نے بھی ہدایت پائی اور یہی اسلام ہے اور جو لوگوں کو اب قہار ہے کراہوئے کفر کا کلام ہے۔ اب تمہارا مذہب خرد و عاقلانہ نہیں بلکہ آخرت میں خود پائیدار نہیں گئے۔ اس کے بعد یہود و نصاریٰ کے دو خصائص کہ جو ان میں پائے جاتے تھے جھٹکانے کی عزت کے بعد اس عزت کے ڈھارس ہے۔ وہ ان کے دو خصائص ہیں۔ حق تعالیٰ نے ان کے لیے ان کے کلام کا کرنا، عمل میں پائیدار کرنا اور دیکھ کر کھڑے ناظر کہنے والوں کو اس میں عقل کرنا اس پر مباح ہے۔ حق تعالیٰ کا مہر و ہمارا۔

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ أُوتُوا نَصِيبًا مِنَ الْكِتَابِ يُدْعَوْنَ إِلَى كِتَابِ اللَّهِ لِيَحْكُمَ
بَيْنَهُمْ ثُمَّ يُتَوَلَّوْا فَرِيقًا مِنْهُمْ وَهُمْ مُعْرِضُونَ ﴿٥٠﴾ ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا لَنْ
تُصْلِحَ النَّارُ إِلَّا آيَاتًا مَعْلُودَةً وَغَرَّبَهُمْ فِي دِينِهِمْ مَا كَانُوا

[illegible]

قُلْ إِنْ تَغْفِرُوا مَا فِي صُدُورِكُمْ أُوتِيتُوهُ يَعْلَمُهُ اللَّهُ وَيَعْلَمُ مَا فِي السَّمَوَاتِ
وَمَا فِي الْأَرْضِ وَاللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ
مَا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُحْضَرًا وَمَا عَمِلَتْ مِنْ شَرٍّ تَوَدُّ لَوْ أَنَّ بَيْنَهَا
وَبَيْنَهُ أَمَدًا بَعِيدًا وَيُحَذِّرُكُمُ اللَّهُ نَفْسَهُ وَاللَّهُ بَازِعٌ قَلِيلًا ۝

[illegible][illegible]

(اسے یہی ان سے) کہہ دیجئے کہ تم فرما دیجئے کہ کوئی بات چھوڑ دے یا نہ اٹھا کر نہ کہ تو اللہ اس کو جان ہی لے گا اور وہ (جو) کہہ گا کہ مانوس رہا،
:میں میں سے سب تم کو چاہتے ہیں اور اللہ (جو) پرہیز پر قادر ہے۔ اس (دلیل کو) (یا تو) اس شخص سے جو جو کچھ کہی جائے اس میں اس کو صدمہ نہ ہو گا
اور نہ (جو) کہہ گا کہ جانی کی ہے (اس کو) کہی جائے یا نہ کہ تو چاہے گا کہ کاش میری میں دوسرے میں بڑی دیر کا فاصلہ نہ ہو جائے اور اللہ تم کو اپنی ذات سے دُور
نے اور اللہ اپنے بندوں کو اپنی صفی صیرت سے۔

ترکیب: اِنْ تَقُوْا شَرَّ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ اور اس کا ترجمہ بالاعتبار علم غلطی کے ہے یہ سب کو عرف مستحب اس کے، سب میں مختلف اقوال
ہیں۔ اس ہدایت کے لیے اِنْ التَّحْذِرُ سے متعلق ہے۔ بعض کہتے ہیں اور نہ کہ تو دفع ہے۔ بعض کہتے ہیں یا تو ہے۔ وَتَوَاضَعْتُمْ اَمَّا
اللہ کی اور صلیب اس کا مسلمان یہ مصروف ہے۔ مالدار پر لڑکے کو آواز دینے پر جملہ ممکن ہے کہ ٹوک دے کی مفت ہو تو بیرون عینک میں ہے تو اللہ
یُؤْتِيْهِمْ مِنْ شَرِّ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ (کیونکہ) اور ممکن ہے کہ حال ذوالعشا اسم سے آئے۔

تفسیر: تجھے سمجھوں تو کہنا سے محبت کرنے کی معرفت نہ وہی اور بشرط ضرورت ظاہر دینی کی اجازت دے تو اس آیت میں اس بات پر تنبیہ کر
دی کہ یہ کھول کا حال کوئی غلط نہیں۔ اس پر زمین و آسمان کا حال عشف ہے۔ پھر اگر نظری محبت کو دل میں جکڑ دے تو وہ تو کم تر سوار سے کار وہ
پر چڑھ اور ہر قسم کی سزا پر قادر ہے۔ پھر روز حساب کا ذکر کر کے ثابت اقبال کے نتیجے سے ڈراتا ہے کہ اس روز جس نے جو کچھ کیا ہے اس کو
سورج و آسمان کا ہر ایسا کوئی کچھ کر آ کر ذکر سے گا کہ کوشاں وہ مجھ سے بہت ہی دور ہے۔ پھر فرماتا ہے کہ خدا تم کو اپنے سے دُور ہے کہ اس میں
شرن قہر بھی ہے۔ یا وہ جو اس کے دُور بندوں پر پھر میں بھی ہے اور حواقیب امور سے تشریف لائے گی اس کی بڑی صیرت ہی ہے۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ
وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝ قُلْ اَطِيعُوا اللّٰهَ وَ الرّٰسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا
یُحِبُّ الْکٰفِرِیْنَ ۝ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰی اٰدَمَ وَ نُوحًا وَّ اٰلَ اِبْرٰهٖمَ وَّ اٰلَ عِصْرٰنَ
عَلِی الْعٰلَمِیْنَ ۝ ذُرِّیَّةً بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ ۚ وَاللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ۝

(اسے یہی) کہہ دیجئے کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو (یا تو) کہہ دیجئے کہ تم سے محبت کرنے اور تمہارے دلوں کو معاف کرنا اور اللہ
بخلا ہے (یا) صیرت میں ہے (اور) کہہ دیجئے کہ اللہ اور رسول کی فرمانبرداری کیا کرو۔ پھر ارادہ نہیں دے گا کہ وہی شخصوں سے کچھ محبت نہیں۔ ہے
خلف اللہ سے آدم اور نوح و آل ابراہیم اور آل عمران کے خاندان کو ہمہ جایہ کر دے (یا تو) کہہ دیجئے کہ اللہ سے ہے اللہ اور اللہ شایع بنا ہے۔

ترکیب: اِنْ تَقُوْا شَرَّ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ اور اس کا ترجمہ بالاعتبار علم غلطی کے ہے یہ سب کو عرف مستحب اس کے، سب میں مختلف اقوال
ہیں۔ اس ہدایت کے لیے اِنْ التَّحْذِرُ سے متعلق ہے۔ بعض کہتے ہیں اور نہ کہ تو دفع ہے۔ بعض کہتے ہیں یا تو ہے۔ وَتَوَاضَعْتُمْ اَمَّا
اللہ کی اور صلیب اس کا مسلمان یہ مصروف ہے۔ مالدار پر لڑکے کو آواز دینے پر جملہ ممکن ہے کہ ٹوک دے کی مفت ہو تو بیرون عینک میں ہے تو اللہ
یُؤْتِيْهِمْ مِنْ شَرِّ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ (کیونکہ) اور ممکن ہے کہ حال ذوالعشا اسم سے آئے۔

تفسیر: جب توبہ محبت کر دے تو شرکین کے پاس ہوا جس کے اور کوئی حیلہ نہ کہ کہم ان کو اللہ کے قارب کا در پو کچھ کر بیچے ہیں۔
مقصود اللہ اور اس کی محبت ہے۔ اس کے جواب میں فرماتا ہے کہ اگر تم کو اللہ سے محبت ہے تو اس کے رسول کے نیچے پر چلو۔ اس بارے میں دعائی
محبت کے دے دی ہو طریق بتا سکتا ہے کہ جس سے وہ دشمنی ہو اگر تم سے محبت کرنے اور تمہارے کچھ بھی باتیں دے دے کہ وہ غور نہ کرے۔

دھرے پائے جس سے شجب ہو کر چوچھ کر تیرے پاس کہاں سے آئے؟ اور میں نے کہا خدا کے یہاں سے وہ جس کو چاہتا ہے بغیر حسب راز ہی دیتا ہے۔ یہ حال دیکھ کر گریا ہوا کوئٹہ جو ہر دل میں خیال گذرا کہ خدا تعالیٰ مجھ کو بھی بے موسم میری میں پہل دے سکتا ہے۔ خدا سے نہایت عاجزی کے ساتھ تلاوت کی وہ کی۔ وکیل میں کھڑے ہوئے سبوت میں حراف تھے اور۔ ان کی فدا جی کی فرشتے نے ان پر غایز کر کے ہر دہائی کے ساتھ خدا نے ہی کی ادا قبول کی۔ دو تھوڑا کیلک ایسا فرزند ہو۔ چاہتا ہے کہ میں کا نام ہم سے میرے خاندان میں کوئی لکھا۔ اونی مرآتس کا مرد اور ہوا اس قسم کی قرب حالت کی اصلاح کر کے گا اور حضور ہو گئی یعنی خدا کی طرف سے تفسیاتی خواہشوں اور گناہوں سے راکھا جائے گا۔ اس امانت پر دل کی طرف از خود فرست نہ ہوئی اور نبی ہو گا اور پاک باز لوگوں سے اس سے ہو گا اور وہ کھڑا اللہ تعالیٰ حضرت مسیح کی تعریف کرے گا۔ یہ سب دوں کر گزرا پائے کہا اونی میں جو چاہوں اور میری بیوی کا بچہ ہے۔ یہ کیونکر ہو گا؟ فرشتے نے کہا خدا میں ال انا ہے۔ اس پر کوئی بات مشکل نہیں۔ بغیر سہا ب لہ اور بھی دو بچے افعال ظاہر کر دے ہے۔ ذکر کیا ہے عرض کیا کہ کچھ کوئی طاقت یا شئی دینی چاہیے جس سے ٹھوکر بہ حضور ہو۔ فرشتے نے کہا تیرے لیے یہ طاقت ہے کہ تو حق اور ذلت بغیر اشارے سے کسی سے کام نہ کر سکے گا تو یا پیکر روز حق۔ نبی مرآتس میں عبادت کی عبارت حلاست کی علامت تھی۔ اس کے بعد ذکر کیا ہوا اپنی بیوی کے پاس تھے وہ نہ ہو گئیں۔ یہ دوسرے دفعہ ہے جو ہم کے تھیں صلیب کوڑا ہوا۔ پھر اعلیٰ قیادت میں مرآتس کے تھوڑا سا فرما ہے۔ وہ یہ کہ حضرت یحییٰ خاں ہیں عیسیٰ تھے حضرت مریم علیہا السلام کو جب کہ وہ اپنے غم میں فصل جی سے قدرے ہو کر تھیں آؤں کی شکل میں جبریل لڑھکی دے دیے اور کہا خدا تم کو ایک سعادت مند فرزند کی عبادت دیتا ہے۔ مرآتس نے کہا نہ میں کسی مرآتس کے پاس لگتا نہ میں بدکار ہوں۔ پھر لڑکا کیونکر ہو گا؟ جبریل نے کہا خدا ہیوں ہی کر دیتا ہے۔ پھر جبریل نے کہا کہ تیرے لئے لڑکیاں میں چھوٹکی ہیں جس سے وہ عالم ہو گئیں اور پچھ عجب نہیں کہ ایسی حالت میں چھپا پھینکا ہو۔ مریم اپنے چچا زہابیوسف کے ساتھ بیت المقدس سے واپس واپس آئی ہوں اور پھر واپس کو کعبہ اور اس کے بعد میں براظم میں آئی ہوں اور بیت الخیم میں کسی گشت میں کہ چنان کوئی گھبراہٹ نہ تھا حضرت یحییٰ خاں ہیں جو بے ہوش اور اسی ہے حضرت ذکر کیا ہوا بیوے نے توحید لگا کر کہ یہ اصل ان کا ہے تو کیا تھا۔ جس کو کتب ہر حق۔ بہت ہے۔ اس کتاب یوسف کو مریم کا شوہر تھے ہیں۔ پھر عجب نہیں کہ اصل ظاہر ہونے کے بعد یہ ولادت کے بعد ان سے شادی ہوئی ہو۔ یہ بات صرف جابلوں کے صحن دار کرنے کو نہ صرف مشہور کر دی اور فرات میں اس کا بچہ ڈال دیا۔ واپس خداوند۔ آخر میں جب حضرت یحییٰ خاں ہیں پیدائے اور ان کی رکت سے خشک گھوڑیں چھوڑ دیں تو یہود نے کہے کہ مریم کو ملاست نہ آئے تھے کہ تیرے ماں اور باپ تو ایسے پاک دامن تھے تو نے یہ کیا کیا؟ حضرت مریم علیہا السلام نے جہاں لڑتے سے چھوٹا لوگوں نے کہا شریعہ خدا کا کیونکر بات نہ سکتا ہے اس میں خیر۔ حضرت یحییٰ خاں ہیں کہ میں خدا کا پروردگار ہی ہوں اور میری ماں پاک دامن ہے اس سے سب توجہ ہو گا۔ پھر اور بھی حضرت لڑکچہ میں لوگوں نے دیکھے۔ اس کے بعد خانہ وقت کے خوف سے کہ یہاں ان کو روزاے یوسف مریم اور حضرت یحییٰ خاں ہیں لک مسر میں لے گیا اور وہیں حضرت یحییٰ خاں ہیں پیدائے ہوئے۔ یحییٰ خاں ہیں (جب یہود میں بادشاہ ہوئے۔ یہودیوں کی ہتھیاری آواز ملک میں آئے۔ پھر حضرت یحییٰ خاں نے کہا کہ اسے بیٹے ہوں اس سے کہ میں نے پہلے پیدادہ ہوئے تھے اور میں ہوں گے تھے۔ لوگوں کو نصیحت دے دیے اور حضرت یحییٰ خاں کی تصدیق کرنے تھے۔ آخر بادشاہ وقت نے حضرت یحییٰ خاں کو قتل کر دیا۔ اس کے بعد حضرت یحییٰ خاں علیہ السلام ملک یسوع کے جیل درجہ خیم وغیرہ و شہروں میں دھنڈا مانتے سچوات دکھاتے رہے لیکن یہ وہ کہ ہر روز ان سے عداوت ہوتی تھی۔ باوجود کہ حضرت یحییٰ خاں نے قرأت کی تھیں جن کی اور شریعت موسوی کی عجب یہ وقت ترس میں لکھ لکھتی تھی۔ اور یحییٰ خاں میں سینکڑوں برس کا مصلح ہے۔ وہ تو کے مقصدات کا ضرر۔

نہ جیسا کہ اس کے پر چاہو۔ ان کو ان میں چھوٹکی۔ روز اور جبران کا نام اور ان کے نام

وہ ظاہر ہو کر ہر جگہ کی حاجت پڑی چنانچہ انہوں نے وہ جو بہت کے روز بے حد قیدیں تھیں کہ بچ جانے نہ کرے اور یوں کرب پاؤ۔ یہی عی
مسائل تھے ان میں فکر الہی غلبہ نہ کر دی اور ان مسوئے حرام، تو ان کو دور سے کر دیا جس کی پہلی تفصیل کتاب احکام اور فقہ میں آ رہی ہے
ملاحظہ سے معلوم ہوتی ہے اور ہجرات بھی رکھانے اور بہت کچھ بیہوشی بد وقتا کیوں اور مٹاؤں کی اصلاح کر لی تھی جس میں اس قسم کی
باضی جاتی رہی تھی۔ یوں تو سیمانے کی مراد مذکور تھے مگر یہود کا تو بنی مراد مذکور نہ ہو سکا۔ آخر وہ بنی کی سرخشی و تکبر کو قریباً کیوں خدا کی
حیرت میں آئے۔ جب یہ وہ غصے کہ جن کو خدا کی طرف رجوع کرنے والے بدوشوں کو کہتے ہیں اور ان کے یہ تمام جیسے غلطی
کے صحت دل سے مراد اور شرعاً و عوامی ہو گئے۔ غصوں جس کو پہلے بھی کہتے ہیں۔ آندہ پس غصوں کا بھائی یعقوب بن زید کی جو حالت ان کا
جوانی یسویں ہزار تھا۔ انھیں معنی یعقوب بن یعقوب جس کو تھدی بھی کہتے تھے۔ غصوں کھائی ایسے اور مسکرونی اب ایک دینداروں کی جماعت
کا نام ہو گئی۔ انھیں یہود نے حضرت یسعی علیہ السلام سے شکایت کی کہ کچھ پلٹو جس کا حکم کو ان کے تختی پر آواہ کیا اور جاسوس دوزخ سے حضرت
کو ایک حد سے گزرتا کر کے انے اور طریق طریق کی اذیتیں دینی شروع تھیں اور بہت کچھ کر دواؤں کے تختی کے لیے کیا مگر خدا کا واسطہ
پر غالب ہے۔ اس نے یہ کیا کہ انھیں یہود یوں جس سے ایک کافر کی سزا کی صورت میں کر دیا اور سزا کا یہ اسلام کو لانا آسان پر لے گئے۔
یہود نے سزا کچھ کر لی غصے کو وہی دینی اور بڑی اذیت سے۔ اور

فائدہ فرشتوں۔ نہ مریم کے حضرت یسعی علیہ السلام کی بابت یہ قیام نہ بیان کر دیا تھا کہ وہ اپنے دور میں ہوں گے (۱) ان کا نام
یسعی بن اسرائیل مریم اور (۲) اور نہ یاد آخرت میں معزز اور خدا کے مقررین میں سے ہوں گے۔ (۳) انھیں اور اور ہر عمر میں لوگوں سے بیکام
کریں گے بر خلاف اور لوگوں کے کہ وہ شرف و خراج کی شرمگاہ نہیں کرتے۔ (۴) ان کو خدا آداب اور حکمت و تربیت و عقل سکھائے گا۔ (۵) وہ
لوگوں سے کہیں گے کہ میں خدا کی طرف سے ہجرات۔ لے کر آیا ہوں جس کا یہ میں چاہوں ہے (۶) میں توبہ کو پورا کرنے آ رہا ہوں۔ اس کا
صدقہ ہوں نہ کہ ب۔ اے ان میں تم نے نہ سخت احکام کا جو مجھے بھی پناہ کرنے آ رہا ہوں چہرہ میں ہی اس امر اکتل پران کی سخت دہی سے تمام توبہ
کئی ہیں۔ بعض کو سراج کر دیا ہوں۔ میں سب باتوں کے بعد مصلحتی بات بھی کہی کہ خداوند میرا ہر سب کا خدا ہے۔ اس کی موت کو نہ
میری نہ کسی اور مخلوق کی۔ یہ سب خدا است۔ مگر میں اس امر اکتل سخت اس کا ہے کہ مانتے۔ اے تھے۔ حضرت نے ان کے انکار و مخالفت سے معلوم
کرتے کہ کوئی ہے کہ خدا کے لیے میرا دعا کرے؟ حواری بولی اٹھے کہ ہم خدا کے دین کے دعا کر اور ہم خدا پر ایمان آئے۔ ہر دعا کی کہ
الہی ہم کو کہہ یوں میں لکھ کے ہم رسول کے مطیع ہو گئے۔ اس میں آنحضرت ﷺ کے ظاہر کو تو غیب والی جاتی ہے۔ ہر کس کو نبی سے قسم
کو تمام کتاب ہے کہ یہود نے ان سے بڑی بدسلوکی کی جس پر خدا نے بھی ان سے بدسلوکی کی کہ وہی بدسلوکی پر چڑھ گئے اور مار کر ستمیاس کر
گئے۔ ان کی بدسلوکی کو اور اس کے بدلہ کو بھورا ستارہ کر کے تعبیر کیا۔ اور

انعامات اب ہم یہاں چند انعامات بیان کرتے ہیں تاکہ ان قیامت کا مطلب ناظرین کے بخوبی سمجھ میں آجائے اور پھر آئندہ سورہ مریم
و غیرہ میں اضافہ کی کچھ حاجت نہ رہے۔ اور دینی التوفیق۔

بحث اول۔ مفردات الفاظ کی تشریح۔ اگر اب اگر ان کی اور مراد مجاہد مضمون کہتے ہیں۔ بالفاظ بعض کہتے ہیں اس جہد مراد سجد ہے ی
لیے کہ یہ سبب و بات کے شیطانی۔ سحرانی کی جگہ یہ جو حرم ہے جس میں مشرق ہے جس میں مشرق ہے جس کے حتی بند ہونے اور کئے
کے ہیں۔ کہتے ہیں حصار اجل مطلق ملنے پہ فعل ماضی مفعول ہے یعنی شہادت سے روز کا جس کو مٹھو اور معلوم کرنا چاہیے۔ مٹھو مٹھو سے
حقیقت ہے کہ جس نے سنی متعلق بنے کے ہیں جنی اولاد سے منقطع ہو گئی جس کو کچھ کہتے ہیں۔ رعوں کے مٹھو حرکت کے ہیں۔ چونکہ ان میں
تھوہ ہوتا ہے ان لیے وہ کھوہ رہا ہوتا کہتے ہیں۔

یہاں مرزا اداوار ہے جو ہاتھ پاؤں، آنکھ جوں کی حرکت سے ہوتا ہے۔ العیسیٰ دن آئے تھے اور وہ ایک طاقتور انسان کا وقت اور ادب بجز ورا لے گا کہ نئے پہلو ان کو کہتے ہیں اور نئی تانقد الی کو کہہ سکتے ہیں۔ اس سے مراد معلوم آتا ہے کہ وہ ایک طاقتور ہے۔ بعض سے انکار، بالخصوص یہ ہے۔ سو یہ اشخاص کی طرح ہیں جو ہوا، سمیاد، ہوا کی جگہ ہے جس کے معنی خیر ہیں۔ انصار اور جواری کے معنی ہیں ایمان کر چکے ہیں۔

بکثرت دوسری کہ اس مقام پر یہاں کچھ عین قرآن مجید پر یہ سزا سنایا کرتے ہیں کہ حضرت حج اور عمرؓ کے وادی طبرستان میں ملنے کے بعد۔ یہ چند خطبات قرآن میں بیان ہوئے ہیں جو اس وقت سے خالق راضی ہیں (۱) یہ سمرقند میں اس کا تذکرہ کیا اور پھر سمرقند میں بھیج دیا۔ یہ وہاں کا بیڑوں میں با صحنہ کی پادشاهی بابت گفتگو ہو کر ذکر کیا ہے؛ مگر نہ عطا دکر کیا کریم کہ ہے سورم کے چلنے کھانے دیکھ کر اپنے علی اللہ کے واسطے نہ کرنا نہیں سے بابت نہیں۔ اس لیے یہ باتیں غلط ہیں۔ (۲) قرآن میں لکھا ہے کہ اگر کیا زمین و زمان کے کسی سے کام نہ کریں گے۔ نہ انکے انجیل و کتاب کے اور نہ باب آدم سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب جتنی چیز ہوئے اور تصویریں اس وقت ہوئیں تو کھانا وادار کا عام بھیج دیا کہ کیا اب ان کی زبان کھلی کسی کی نہ تھی نہ انہیں سمجھتے تھے۔ قرآن نے ان کو اور ان کے اہل ہمارے تصدیق بھیجی تھی کہ غلطی کی۔ (۳) قرآن میں بھیج دیا کہ اگر وہاں پر خدا کا حکم نہ کرنا اور ہر پر خدا کا حکم نہ کرنا کہ ان میں بھٹک رہا تھا۔ ان کا ترجمہ ہو کر اچھا نہیں سے ثابت نہیں۔ قرآن نے ان کو کہا تھا۔ ان وصیائے کا جواب یہ ہے کہ اولیٰ ہمارے کا جواب میں ہے کہ انہیں بھیجی تھی انہیں اس وقت کے نصف نے اپنی مختصر باتوں میں نہ لکھی تھیں جس سے کمال پانچواں کہ ملکا کہ یہ اس وقت ہیں۔ دیکھ کر یہ کار فرما سے بشارت پامانہ یعنی نام و کھانا وغیرہ انہیں صرف اوتارے لکھی ہیں اور انہیں نے نہیں۔ پھر کیا اس وجہ سے یہ لکھا ہو سکتی ہیں؟ اسی مرتبہ کتاب کے پیرائے کے انہوں میں خود میں کو ایک ستارہ دکھائی دیا اور اس کا ان کے قسمتے کے پانچ ساتھی تھے کہ انہیں سے نہیں تھا۔ یہی طریق میں پادشاهی اور انہوں نے نام و کھانا انہوں میں تلاوت کی اور پانچ و ساتھے۔ یہی تیسرے سزا میں بھی کتاب سے دوتا نہیں کہ یہ ہے کہ یہ سزا پانچ و ساتھی کے سب سے اخیر میں لکھتا ہے کہ اور بھی بہت سے کام ہیں جو سورج نے کئے۔ اگر وہ پادشاهی کے ہوتے تو میں شان کرنا ہوں کہ کتابیں جو کھلیں نہ رہیں اور ان میں نہ تھیں۔ پھر کیا سزا نے یہی کیا جو بائیں ہمارے کہ کام ہیں جو کتاب کیا۔ جو کھیں ہیں؟ ہرگز نہیں۔ عطا دکر کے یہودی مورخوں اور دیگرانہیں سے بھی ان باتوں کا پتہ لگتا ہے اور ان لا انہیں کے زیادہ معتبر ہونے کی وجہ سے یہ لازم نہیں آتا کہ ان کے سب سے اخیر میں واقعات لکھ دیوں۔ اور اسے آخر میں کا جواب یہ ہے کہ ان کو انہیں نے ذکر کیا دیکھا تھی کہ انہیں حضرت عیسیٰ علیہ کو یہ سورج کی دہائی تھی لکھتا ہے اس پر گمان ہو سکتا ہے کہ یہ راوی نے غلطی کی یا خود کو تو اسے سمجھ گیا۔ نیز میں اور غلطیوں کی طرح یہ بھی واقعہ دہائی اور غلطیوں کی طرح یہ کہتے ہیں کہ عطا دکر ان عرب میں پانچواں کے لیے نہیں ہوتا۔ ہمارے ملک میں کہتے ہیں۔ اور ان کی زندگی میں آئی کیا کرتا ہے۔ اور غلطی کی زندگی ہے اسی طرح میں روز سے یہ لکھا۔ یہ حوالہ ہے جو عطا دکر نے بیان کیا ہے۔ قرآن انجیل و کتاب تصدیق کا بھی نہیں۔

مفسر کی بحث : انہا سے بڑھ کر دیر کے اور ان کے مقلد و پیروان آیات کے خلاف اور میرے حلقہ کو ای قاعدہ کا سرور پر کفری عادت طاری ہے۔ مجب ٹارڈ میں اس کے است پلٹ کرتے ہیں۔ جتنا غیر مفسر نے اسی حد ہی حضرت مریم کو طیب سے روز کی پہنچنے کا اور حضرت یحییٰ علیہ السلام کے بے باپ کے چودا ہونے کا انکار کیا ہو۔ یہ تو بالکل غلط ہے کہ حضرت یوسفؑ بار سے پیدا ہو گئے تھے۔ صرف یہ بات حق کہ نصرت کر کے جاننے سے پہلے یوسفؑ مریم سے نہ مل سکا ہو گا۔ بخیر۔ چونکہ یہ بات ۱۰۷۵ھ تک مسلم جمعی جو بدولت و خرم و عجب کا وہ باب

پارہ ۳

ال عمران ۳

بے جا یہ تحقیق مان پیدا ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو چیز کا پورا کر دیا ہے اور جو ترک کر دیا ہے اس بات کا پورا حصہ نہیں کرنے کے بھی آتے ہیں اور انہی متونی کا بھی مستثنیٰ ہے۔

وَمَا خَلَقَهُ إِلَّا لِيُقَدِّسَ لَہٗ دِینَہٗمَ (انہوں نے جس کو پیدا کیا ہے وہ اس کے لیے ہے کہ اس کا دین پاک ہو جائے۔)

پس یاد رکھنا ہے یہ امر اس میں کیا ہے جو امت مسلمین کے لیے ہے۔

حاکم میں مل گئی۔ مجرمین میں سے اگر آج تک وہی حال ہے کہ ان کی حکومت اور سلطنت نہیں۔

إِنْ مَثَلَ عِيسَىٰ عِنْدَ اللَّهِ كَمَثَلِ آدَمَ خَلَقَهُ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهُ كُنْ

فَيَكُونُ ۝ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ فَلَا تَكُنْ مِنَ الْمُمْتَرِينَ ۝ فَمَنْ حَاجَّكَ فِيهِ

مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَابْنَاتَكُمْ

وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ وَأَنْفُسَنَا وَأَنْفُسَكُمْ ۖ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَعْنَتَ

اللَّهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ ۝ إِنْ هَذَا إِلَّا الْفَقْصُ الْحَقُّ ۚ وَمَا مِنَ اللَّهِ إِلَّا وَكَأ

اللَّهُ ۚ وَإِنَّ اللَّهَ لَهُو الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ

بِالْمُفْسِدِينَ ۝

اس میں دو کو بھی فرمیں کہ خدا کے نزدیک عیسیٰ ایسے ہیں جیسے آدم کوئی سے بنا یا جبرائیل کو کہ وہ جادو سحر ہو گئے۔ ان دونوں نے جو آپ کے خدا کی طرف سے ہے۔ جو آپ کیسے شک و شبہ نہ پہنچائیں۔ پھر تم آجائے کہ اللہ بھی اس میں جو کون آپ سے محبت کرے گا۔ یعنی کہ وہ خدا و مبراہ و محبوبی الہی الا وہ خدا میں اور ایمانی نہیں جو توں کو بھی (ایسا کہ) اور خود ہم بھی (ایسا کہ) ہم بھی (ایسا کہ) جو جہاں ہم بھی نہ کرنا نہیں بلکہ جو توں کے خدا کی ہوتی ہیں۔ یہ لفظ حق بیان کرتا ہے اور خدا کے ہاں کوئی چیز بھی اور نہ کچھ بھی ہے۔ ہر سمت قدرت وہ ہے ہر جہاں وہ بھی (ایسا کہ) نہ کہ تو خدا مستند وہ جو آپ ہی جانتا ہے۔

ترکیب: فَقُلْ عِيسَىٰ ابْنُ مَرْيَمَ كَمَثَلِ آدَمَ خُلِقَ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قِيلَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ۝ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ فَلَا تَكُنْ مِنَ الْمُمْتَرِينَ ۝ فَمَنْ حَاجَّكَ فِيهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَابْنَاتَكُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ وَأَنْفُسَنَا وَأَنْفُسَكُمْ ۖ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَعْنَتَ اللَّهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ ۝

تفسیر: قصہ: مہربانہ! حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر فرما کر کہ میں نے قوم کو غریب یعنی نصاریٰ کی طرف (جو ان کو خدا کا بیٹا کہتے ہیں) اس لیے کہ میرے باپ کے پیدا ہونے سے پہلے کہ وہ عیسیٰ علیہ السلام کے ہمارے ہاں کے مقبرہ کا اجل فرما کر ان کو مہربانہ کے لیے بلایا جاتا ہے کہ خدا کے زاریہ میں بیٹہ کا بیٹا یعنی عیسیٰ علیہ السلام ہے جیسا کہ وہ پیدا ہوا تھا۔ ان کو بھی میرے باپ کے پیدا کیا۔ ان کو بھی اللہ آدم کے توں میں نہیں ان توں سے پیدا کرنا تھا اور وہ پیدا کر کے کر تھا صرف کہنا کہا تھا۔ وہ جسے (علم تو افیاد کر کے لیے ہے اور جملہ قال کن کی فیکون اس کا بیان ہے) بات میں ہے کہ وہ خدا کے بیٹے تھے۔ اسے مخاطب انھوں کے خیر باپ کے پیدا ہونے سے پہلے کہ وہ اپنے باپ اور یہ اس کی قدرت کاملہ سے جو بھی پیدا نہیں۔ متکبروں و شریکوں اور ان کی دہا بھی سے پیدا ہونے اور خدا ہی میں قہر رہے ہیں۔ اس پر بھی اسے خیر اور آپ سے کوئی محبت کرے اور ان کو خدا یا خدا کا بیٹا کہے تو صاف کہہ دیجئے کہ اگر تم کوئی صداقت پر مبرور ہے تو آؤ مہربانہ کر لیں۔ دینی میں جو میرے جو خدا کی

۲۔ یہاں بھی کہہ کی صفت نے بہت باتوں اور آیت کا پسند کیا ہے۔ یہ آیت ان کے کہنا تھا کہ نہ ہو گا۔

۳۔ اس قصہ کا کہنے پسند اور ان کے کہنے اور میرے کہنے میں بارہ سے نقل کیا ہے۔ ۱۱۔

مار چ جائے گی اور سہیلہ کسی طرح نہ کرے گی کہ تم بھی اپنی ادا ادا اور عزتوں کو لو اور ہم بھی نہیں اور خود تم بھی شریک ہو رہو ہم بھی۔ پھر ہر ایک محسوس نہایت عاجزی سے دعا کرے گا کہ اہل جہنم پر خدا کی عذاب دین میں آنحضرت ﷺ سے پاس نجران کے مسلمانوں نے جنت میں سے لیے حاضر ہوئے جب وہ مسک علیہ السلام کو نہ لکھتا کہ جنت میں سے اپنے آئے تو آنحضرت ﷺ نے سہیلہ کی درخواست کی جس پر وہ بھی تیار ہو گئے۔ جب آنحضرت ﷺ تمام مسلمانوں اور نبی کی خاطر اہل علی رضوان اللہ علیہم اجمعین کو ساتھ لے کر قسم کھانے کے لیے نکلے تو نصرانیوں پر ان کے باغدادی جیروں کا ایک اثر چلا تو سہیلہ کرنے کی عزت نہ کی اور ان میں کہنے لگے کہ اگر یہ یوں ہی چلے گا تو یہاں تک کہ یہاں تک کہ جنت میں سے لیے جیروں کی کوئی حاجت نہیں ہو۔ وہ عظیم گل ہے اپنی حکمت اللہ سے جو ہوتا ہے پیدا کرتا ہے انہیں پر بھی نہ ایم تو خدا مسلمانوں سے خوب واقف ہے اس جرم کی سزا دے کر رہے گا۔

اَقْلُ يَا اَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنِنَا وَبَيْنَكُمْ اِلَّا نَعْبُدَ

اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِنْ دُونِ

اللّٰهِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُونَ ﴿۱﴾ يَا اَهْلَ الْكِتَابِ لِمَ

تَحَاجُّوْنَ فِيْ اِبْرٰهِيْمَ وَمَا اُنْزِلَتْ التَّوْرَةُ وَاِلَّا نَحْمِلُ اِلَّا مِنْ

بَعْدِهِۦ اَقَلَّا تَعْقِلُوْنَ ﴿۲﴾ هَا اَنْتُمْ هٰؤُلَاءِ حَاجِّجْتُمْ فِيْمَا لَكُمْ بِهِ عِلْمٌ فَلِمَ

تَحَاجُّوْنَ فِيْمَا لَيْسَ لَكُمْ بِهِ عِلْمٌ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۳﴾

مَا كَانَ اِبْرٰهِيْمُ يَهُودِيًّا وَلَا نَصْرَانِيًّا وَلٰكِنْ كَانَ حَنِيفًا مُّسْلِمًا

وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۴﴾

(۱) نبی: اے کافر و کفار سے اہل کتاب کی طرف ہذا کہ جس کو ہم اور تم دونوں پر ماننے ہیں۔ وہ یہ کہ وہ کے ساتھ کسی نبی بھی عبادت نہ کرے۔ ہر ایک کو بھی اس کا شریک نہ مانے اور نہ محبت کوئی کسی کو خدا کے (۲) اہل کتاب سے ہے۔ پھر انہیں کو بھی نہ جس کو تم کہہ دو کہ اس بات پر ادا ہو جو تم نے تو کفران حکما کی اس بات کتاب اہل کتاب کے لیے ادا کر کے ساتھ میں چھڑاتے کہ انہوں نے ان باتوں کو ان کے بعد بنیادی ہوئی ہیں۔ یہ تمہاری بھی نہیں تھی۔ یہ کہ تمہارے ہونے کے ساتھ جس بات میں تم کو کو بھی تھا اس میں تو تم نے جھگڑا کیا کیا پر جس میں تم کو کلمہ علم بھی

- ۱۔ اے یہ کفار، کفار، کفار، کفار، کفار
- ۲۔ جب کسی طرح جنت کی بات کرنا ہو ہے تو سہیلہ کیا جاتا ہے جس میں ہر ایک اپنے اپنے اور اور اور اور مانوے کہ نہایت عاجزی سے دعا کرے کہ اہل جہنم پر خدا کی عذاب دین میں آنحضرت ﷺ سے پاس نجران کے مسلمانوں نے جنت میں سے لیے حاضر ہوئے جب وہ مسک علیہ السلام کو نہ لکھتا کہ جنت میں سے اپنے آئے تو آنحضرت ﷺ نے سہیلہ کی درخواست کی جس پر وہ بھی تیار ہو گئے۔ جب آنحضرت ﷺ تمام مسلمانوں اور نبی کی خاطر اہل علی رضوان اللہ علیہم اجمعین کو ساتھ لے کر قسم کھانے کے لیے نکلے تو نصرانیوں پر ان کے باغدادی جیروں کا ایک اثر چلا تو سہیلہ کرنے کی عزت نہ کی اور ان میں کہنے لگے کہ اگر یہ یوں ہی چلے گا تو یہاں تک کہ یہاں تک کہ جنت میں سے لیے جیروں کی کوئی حاجت نہیں ہو۔ وہ عظیم گل ہے اپنی حکمت اللہ سے جو ہوتا ہے پیدا کرتا ہے انہیں پر بھی نہ ایم تو خدا مسلمانوں سے خوب واقف ہے اس جرم کی سزا دے کر رہے گا۔
- ۳۔ جس لیے کہ انہوں نے وہ چھڑے تو ان کو مراد میں نہ ہو تو ان کو نہیں چھڑے یہاں سے یا خود تم میں سے یا کہ تمہیں ہوا ہو ہے۔

أَمِنُوا بِالَّذِي أُنزِلَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَجَلَّ الشَّهَادَةُ وَالْغُرَبَاءُ الْخَيْرُ لِعَائِهِمْ

يَرْجِعُونَ ۚ وَلَا تُؤْمِنُوا إِلَّا لِمَنْ تَمَّ ذِكْرُهُ قُلْ إِنْ الْهُدَى هُدًى مِنَ اللَّهِ

أَنْ يُؤْتِيَ أَحَدٌ مِّثْلَ مَا أُوتِيْتُمْ أَوْ يُحَاجُّوْكُمْ عِنْدَ رَبِّكُمْ قُلْ إِنْ الْفَضْلُ

بِإِذْنِ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ۖ يُخْتَصُّ بِرَحْمَتِهِ مَنْ

يَشَاءُ ۚ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ﴿١٠١﴾

یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَلَمْ تَعْلَمُوْا اَنَّ الَّذِیْنَ یُحٰجُّوْكُمْ فِیْ شَیْءٍ مِّنْ دُوْنِ الَّذِیْ

اٰمَنُوْا یُحٰجُّوْكُمْ فِیْ شَیْءٍ مِّنْ دُوْنِ الَّذِیْ اٰمَنُوْا اَلَمْ تَعْلَمُوْا اَنَّ الَّذِیْنَ یُحٰجُّوْكُمْ

فِیْ شَیْءٍ مِّنْ دُوْنِ الَّذِیْ اٰمَنُوْا یُحٰجُّوْكُمْ فِیْ شَیْءٍ مِّنْ دُوْنِ الَّذِیْ اٰمَنُوْا

اَلَمْ تَعْلَمُوْا اَنَّ الَّذِیْنَ یُحٰجُّوْكُمْ فِیْ شَیْءٍ مِّنْ دُوْنِ الَّذِیْ اٰمَنُوْا یُحٰجُّوْكُمْ

فِیْ شَیْءٍ مِّنْ دُوْنِ الَّذِیْ اٰمَنُوْا اَلَمْ تَعْلَمُوْا اَنَّ الَّذِیْنَ یُحٰجُّوْكُمْ فِیْ شَیْءٍ

مِّنْ دُوْنِ الَّذِیْ اٰمَنُوْا یُحٰجُّوْكُمْ فِیْ شَیْءٍ مِّنْ دُوْنِ الَّذِیْ اٰمَنُوْا اَلَمْ

تَعْلَمُوْا اَنَّ الَّذِیْنَ یُحٰجُّوْكُمْ فِیْ شَیْءٍ مِّنْ دُوْنِ الَّذِیْ اٰمَنُوْا یُحٰجُّوْكُمْ

فِیْ شَیْءٍ مِّنْ دُوْنِ الَّذِیْ اٰمَنُوْا اَلَمْ تَعْلَمُوْا اَنَّ الَّذِیْنَ یُحٰجُّوْكُمْ فِیْ

شَیْءٍ مِّنْ دُوْنِ الَّذِیْ اٰمَنُوْا یُحٰجُّوْكُمْ فِیْ شَیْءٍ مِّنْ دُوْنِ الَّذِیْ اٰمَنُوْا

اَلَمْ تَعْلَمُوْا اَنَّ الَّذِیْنَ یُحٰجُّوْكُمْ فِیْ شَیْءٍ مِّنْ دُوْنِ الَّذِیْ اٰمَنُوْا یُحٰجُّوْكُمْ

فِیْ شَیْءٍ مِّنْ دُوْنِ الَّذِیْ اٰمَنُوْا اَلَمْ تَعْلَمُوْا اَنَّ الَّذِیْنَ یُحٰجُّوْكُمْ فِیْ

شَیْءٍ مِّنْ دُوْنِ الَّذِیْ اٰمَنُوْا یُحٰجُّوْكُمْ فِیْ شَیْءٍ مِّنْ دُوْنِ الَّذِیْ اٰمَنُوْا

اَلَمْ تَعْلَمُوْا اَنَّ الَّذِیْنَ یُحٰجُّوْكُمْ فِیْ شَیْءٍ مِّنْ دُوْنِ الَّذِیْ اٰمَنُوْا یُحٰجُّوْكُمْ

فِیْ شَیْءٍ مِّنْ دُوْنِ الَّذِیْ اٰمَنُوْا اَلَمْ تَعْلَمُوْا اَنَّ الَّذِیْنَ یُحٰجُّوْكُمْ فِیْ

شَیْءٍ مِّنْ دُوْنِ الَّذِیْ اٰمَنُوْا یُحٰجُّوْكُمْ فِیْ شَیْءٍ مِّنْ دُوْنِ الَّذِیْ اٰمَنُوْا

ذٰلِكَ قَوْلُكَ هُمْ الْقٰسِقُونَ ﴿۵﴾

کسی بشر کا یہ کام نہیں کہ اس کا کتاب اور تمہارا دین دے دے یا مردوں کو گن سے (یہ) اس کے کم خا کو چھوڑ کر میرے بند سے ہو جائے بلکہ (اور وہ) یہی کہے گا تم کھانا پرست ہو کر رہو (اس لیے کہ) تم کتاب پر حاکم اور خود کی پابندی سے ہو، اور اندھے یہ بھی نہ کہے گا کہ تم فرشتوں پر غیور ہو کر خدا کا نیا کلام لکھیں گے کہ تم کو اس کلام لانے کے بعد کو کرنا کہ کلام سے کا اور اس وقت کو کرنا کہ جب خدا نے (ان کو اس سے) انہوں کی بات سے عہد کیا کہ جب میں تم کو کتاب اور ایمانی راہیں پر جو کہ تمہارے پاس ہیں کسی کی تصدیق کے لیے کوئی رسول تمہارے پاس لے کر آؤں تو تم اس پر ایمان لاؤ اور اس کی راہ سے نہ مائل نہ فرمایا کیا تم نے ان کو ایسا کیا یا نہیں؟ سب نے (بالا تحقیق) کیا یا نہیں؟ ان کو کر لیا۔ پھر فرمایا کہ تمہارا ہر گوارہ ہونا وہی جس کی تمہارے ساتھ کوہ ہوں پھر جو اس (مقبول) آواز کے بعد پھر جائیں تو وہی باخبر ہیں۔

ترکیب نبیہا کتھم حضرت زبیر بن عوفؓ کی اور ممکن ہے کہ یہ میرا ہی ہو گوئیٰ "ابنہ الطیب حب یہ کائن سے متعلق ہو گا اور یہاں صمد یہ ایسی تھیں کہ کتاب۔ کما جیتھو اکثر کسر لام پر حاکم سے تو یہ لازم یا خدا سے متعلق ہو گا ایسی اندھ لہذا یعنی مگر صرف خدا وند ہو گا ای زحمت یا انھیں بغیر ان سے متعلق ہو گا یہی تھیں نبیوں تک اور ہایا موصوف موصوف ہو گا اور نہ کھڑکھڑا اس سے بہت بیکار مصل ہو گا اور جو نام کو باطل پر حاکم سے جب معنی الذی مبتداء ہو گا اور لام بتائید قسم کے لیے ہو گا اور خبر یمن کتبہ و کتبہ ہو گی یا کتبہ میں ہم اور یا نہا شرعیہ اور لام قسم کے لیے ہے اور لفظ میں اس کی شرط اور لام جواب قسم میں داتی ہے بلکہ بعض نے کہا لہذا یہ پڑھا ہے جو حرف زباں ہے۔ تفسیر: جب صلی اللہ علیہ وسلم آجائے اور حجت و دیرہ لغا ہ کا سدہ دس ہر طرف سے ظہر فرما دے جاتے ہیں تو حاضر ہو کر یہ کہنے لگتے ہیں کہ یہ باتیں گو اور کتاب مطلقہ سے ثابت نہیں مگر حق سے ثابت ہیں۔ حضرت صلی علیہ السلام نے اسے یہ تئیں خدا اور خدا کا بیٹا کہا ہے اور وہ حکمت بھی ذکر کئے ہیں کہ جس سے ان کا خدا ہوا ثابت ہوتا ہے اور اور اس وقت اس کا بھی شریک الوہیت ہو پایا جاتا ہے۔ ان کے فرمانے سے ان باتوں پر یقین رکھتے ہیں۔ اس کے جواب میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ تو تم بھی جانتے ہو کہ وہ شرط ہے جو ان کو کتاب و نبوت سے سرفرازی ہوئی تھی۔ پھر ایسا کرنا یہ دین کی کو کفر سے سکا ہے کہ بھانے خدا کے بھی کو خدا کچھ کے باوجود ہرگز نہیں وہ بھی حکم دینا ہے کہ تم اپنی کتاب کی تعظیم و تہذیب کے صحافی رہائی یعنی رب پرست یعنی رب کو ماننے والے خدا پرست ہو کر ہوں وہی حکم دے گا کہ تم کلام اللہ اور انبیاء اور نبی جلاور ان کی پرستش کرنا کیا وہ تم کو اس کے بعد کہ تم مسلمان بنو گے فرما کر دارموسہ علیہ السلام کی تعظیم و تہذیب کرتے تھے کفر کا قہم سے سکا ہے۔ ہرگز نہیں یہود و نصاریٰ اپنے باپوں کی تعظیم و تہذیب کی کتابوں کے برخلاف خدا پرستی چھوڑ کر انبیاء و ملائکہ پرستی کی کرتے تھے۔ ان پر اصرار دیا جاتا ہے کہ یہ تمہارے انبیاء نے ہرگز نہیں فرمایا تھا۔ اس کے بعد نبی آخر الزماں علیہ السلام کا وجود انکار کرتے تھے اس کی ذمت ان پر سرزد کی جاتی ہے کہ تم اس عہد کو بھی بنو کر جو تم نے آنے والے انبیاء کی بابت کیا کیا تھا اس وقت تم کو کتاب اور رحمت دی گئی تھی کہ جب تمہارے پاس کوئی رسول اصول ملت کا صمد آئے تو تم اس پر ایمان لاؤ اور اس کی مدد بھی کرنا اس پر خدا نے تم سے جو چاہی تھا کہ تم کو اقوام اور تم اس پر میرے عہد کو قبول کرتے ہو؟ تم نے کہہ دیا تھا کہ ہم نے ان کو گواہ کیا جب خدا نے فرمایا تھا کہ یہ تمہاری گواہی ہو اور میں بھی گواہ ہوں۔ باوجود اس عہد کو کہ تم نے کیا۔ یعنی خدا کا انکار کیا اور ان کے بعد جبکہ عطا فی مافات کا وقت باقی تھا کہ حکم کا انکار کیا اور اپنے عہد سے بھگتے۔ پھر جو اپنے اپنے عہد سے بھگتے تو وہ ناقص تھے تو وہ کون ہے؟ اس عہد کو ہاتھ دیت سزا ستھار سے بھی لگنا ہے کہ اسرا کیوں کو حق کر کے مرنے والے آنے والے کی بابت وصیت کی تھی۔

جاننے کے لیے بھی مردان جھگڑنے والے ہیں اور ای کام نام نہ سب اسلام ہے پھر نہ کوئی مردان کے خلاف جھگڑا نہ کیا نہ کاذب ہے
اور مردان اختیار کرے گا۔ پھر نہ قبول نہ ہوگا۔ نہ کوئی نام نہ اس کا طاعت نہ پراختہ نہ کرے اس میں بڑا کوشش کرے کہ گرفت میں کامیاب
نہ ہوگا جانے نفع کے خسار و افسوس۔

كَيْفَ يَهْدِي اللَّهُ قَوْمًا كَفَرُوا بَعْدَ إِيمَانِهِمْ وَشَهِدُوا أَنَّ الرَّسُولَ حَقٌّ وَجَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ۝ اُولَٰئِكَ جَزَاؤُهُمْ اَنْ عَلَيْهِمْ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْعَالَمِينَ ۝ اَجْمَعِينَ ۝ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا لَا يَخْتَفُ عَنْهُمْ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ۝ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاصْلَوْا ۝ اِنَّ اللَّهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ ثُمَّ اِزْدَادُوْا كُفْرًا لَّنْ تُقْبَلَ تَوْبَتُهُمْ ۝ وَاُولَٰئِكَ هُمُ الضَّالُّوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَهُمْ كٰفِرًا فَلَنْ يُّغْفَلَ مِنْ اَحَدِهِمْ مِّمَّا لَدُوْا مِنْ دَهْبًا وَّلَوْ اِفْتَدَوْا بِهٖ ۝ اُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ وَمَا لَهُمْ مِنْ تَصْوِيْنٍ ۝

خداوند کہ تو کونوں بدعت دینے کا تھا جو ایمان بنا کر ضرور اس کے برحق ہونے کی شہادت دے کہ تو ان کے پاس کمال بھی نکالیاں لے کر آکر ہو گئے
اور وہ بے نفاق لوگوں کو بدعت نہیں کرے گا۔ ایسے لوگوں کی ایک سزا ہے کہ ان پر خدا کی اور رشتوں اور سب لوگوں کی ایک لعنت ہوگی جس میں وہ ہمیشہ
رہیں۔ عذاب میں کی ہو جو ان کی اصلیت حق طاعت نہیں تھے کہ اس کے بعد تو یہ کہی ہو۔ مدح سے پہلے وہ غمراہ ایمان میں ہے بدعت
جو زمین اور کافر جو تھے پھر اور ایسی کفر میں لا گئے ان کی توبہ پر قبول نہ ہوئی اور ایسی کراہی گی۔ بے شک یہ کافر نہ لے اور کفر ہی میں رہے تو وہ
اگر ان میں اس زمین پھر کفر میں ہو تو یہ قبول نہ ہوگا۔ انہیں لوگوں کو عذاب الیم ہے ایمان کا کوئی بھی نہ ہوگا۔

ترکیب: کھنڈ مال سے اور عامل اس میں شہودی ہے شہید کو آس نے قصیر کھنڈ والے سے اُولَٰئِكَ مبتدا و مفعول کا مفعول مبتدا ہے اور اس کا اسد
خبر محمولہ خبر پھر یہ تمام مبتدا و عامل کی خبر اور المفعول حال ہے ضمیر عطف سے اور عامل اس میں جاری اس کا معلق ہے و عطف تہیہ سے ملے
سے اور چکی ضمیر ای طرف پڑتی ہے۔

تفسیر: جبکہ خدا تعالیٰ مشرکوں کے لیے جہنم کے یہاں تشریف لے کر فرما چکا اور پھر بھی وہ بدعت پر نہ آئے تو جس طرح ظہیب عذاب کر کے جب
صحت نہیں دیکھتا تو یہی کہتا ہے کہ تم کو جس طرح خدا تعالیٰ سے توبہ کی ہدایت دے گا اور تم کو دیکھے ہوای طرح خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ کوئی تیرا
میں اور سوا قلب و گول و گولہ نہ ہے اہمیت ہو کہ جو کچھ ظہیب نے علیہ السلام ان کی کتب سابقہ میں پیش کر کے پراختہ کر کے تھے مرنے
بہل کے برحق ہو۔ نہ کی گویا اس میں ایسا کرنے تھے (جیسا کہ سوراہہ بقرہ میں ہم نے بیان کیا ہے) یا پھر وہ اس کے حضرت مظلوم کے پیار
مخبرات میں ایک کچے ہیں لیکن پھر وہ سے عکس ہو گئے۔ سو ایسے ان کی بدعتوں کو بدعت نہیں ہوتی ان کی سزا عذاب میں خدا کی اور رشتوں اور

مستوح جرمی صفت ہے کی اور لفظی پشتہ کن کی خبر ہنگامی کہ ہے ماب کا بدلہ جاتا ہے صبیہ کلا زب اور ازہم بعض کہتے ہیں کہ شہداء کی سب محروم ہے۔ مثلاً کما اور کڈی دونوں غیر مستوح سے ملتی ہیں۔ لہذا پہلی صفت نیز غیر مستوح لہذا ہذا اور غیر مستوح ای صہاج البیت بالفتح و کسر بعض کہتے ہیں؛ مگر اس مصدر ہے مبتداً علی التائب بعد ثل متعلق علی ثا ہے متعلق سے نہیں مستطاع اناس سے بدل بعض ہے۔

تفسیر: یہ ترجمہ کلی گفتگو کا نشانہ ہے یعنی ذات کہ وہی ماب ہی پر لفظ ہے کہ جو دین اور ایمہ کا ہے مطلقاً کو اختیار کرو اور یہ ظاہر ہے کہ ان میں دو وصف تھے۔ ایک یہ کہ وہ حنیف تھے یعنی ادھر ادھر بھٹکتے نہ تھے ایک طرف کے ہورے تھے سب کو ترک کر کے اللہ کی ذات پر عیناً رکھا تھا۔ حنیف یا ماب وصف ہے کہ جس کی شامیں علت تو کل زمانہ قیامت میں لڑا سے غرت کر کے ماب آخرت کی طرف رفت و رجوع دینا وغیرہ فضائل جیدہ ہیں اور اوراد وصف ہے تھا کہ وہ مشرک نہ تھے نہ مشرک بھی (کہ کسی کو کفر کے سوا اور بیت میں شریک کیا جائے) ان کا شیوہ تھا نہ شرک غفلت میں یہاں تک کہ اپنے جمیع کارہ و اوراد و ممالک کا سلسلہ اضیاع اس کے، تو ہمک جانتے تھے۔ اب خود کہ ان اصل اصول باتوں میں سے اسے اعلیٰ کتاب کوئی بات برائیم خدا کی تبار سے پاس ہے۔ اسے بیور کیا خدا کرنا اور بیت کا نام اور بعض چیزوں کی ملت و حرمت جو وہ صحت موی کہنے کے بعد میں ہوئی جس اصولیات اور ہمیں یہ ۴ اور بیساتو یا بیاسٹائے راہی اور جسے کورسج کو کفر اور خدا کا بیٹا جانا اور اس کا حق و عبادے خدا کا کر لے گئے۔ خداوند خلقی کی تمام شریعت کو تو کھنڈ بھل پلوں کی شریعت پر عمل کرنے والے کو کھنڈ خیال کرنا اصول ملت اور اہم ہیں؛ ہمیں ہر شے میں یہ تسمیہ و مشابہ کی قسم چڑھا دی ہوئی اور نفس اور ہم کی طوئی ہے۔ ہمیں نہ دوزخ کے لیے قوس سے اپنے لیے کسی عربی کے بھیجئے کی ضرورت پڑی جس کی خراب تک قورات و وزیر وغیرہ کتب مابہد میں راہی جاتی ہے۔ بالخصوص یہ بھی کہ کتاب مابلیسی (۴۲) باب میں تسمیہ ہے۔ ان دونوں لفظوں سے بیور اور بیساتو اور مشرکین عرب کو جس لفظ کے ساتھ مت اور ہمیں سے نکال دینے والا سوا ہے۔

ہم ضرور دست قرآن کا جواب انیب ہادی نے ایک کتاب ہمیں ہے اس میں جو عبادت کر کے کہ قرآن کی فلاں: ت قورات سے مانجا ہے فلاں بیور ہاں کی خبر ہوں سے فلاں طالعاً سے فلاں جگہ سے فلاں مشا سے فلاں مشرکین عرب سے فلاں بیساتوں کی مشر اور غیر مشرک نامی سے۔ جنی پھر جھپٹنے پر۔ جو قرآن انزل ہونے کی کیا ضرورت تھی۔ ہمکہ مترادفات کے ایک اور اصل ملت اوراد سے کی پابندی پر کیا ہے۔

”تو تحقیق کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ اس دین (براہمنی) کا خیال و شریعتی تھا اور وہ جس سے محمد (ﷺ) بھی اس تعلیم کے مشابہہ کرنا چاہتا تھا۔ ہوا محمد (ﷺ) سے غیر حنیفہ کر کے ایک گردہ قہودہ ہے تین اراکین مابیں کہتے تھے اور شروع میں محمد (ﷺ) نے اپنے تین ان میں سے ایک قرار دیا تھا کہ ان کا طریق بیوری کی سوجت کی ہمدت رکھتا تھا۔ دو ایک خدا کو مانگتے تھے۔ ان کے پاس قوریت اور انیس اور ادراجیم اور مینی کی بدستیں تھیں اور یہ وہاں بیور یوں کی کتب و اس میں راہی مابلی تھیں۔ جو یہاں دوزخ متوں کے تھے۔ اس فرقہ میں کئی مشہور راہکار تھے جن میں سے ایک علیہ مشہور شاعر حاجو

۱۔ اسی شعر کا علی الاصل ۱۲

۲۔ انیب: ہادی لوگ۔ ۳۔ استقام سے راہیاں پر مشورہ کر کے جانے ہیں۔ یہ لفظ سے مینی چلا کر کوشہ ہے۔ ۱۳۔

۴۔ بیساتو ہونے وقت مابیں میں موطر اور دیگر ذہن بعض صرف پھر کی جاتی دیتے ہیں۔ ۱۴۔

۵۔ بیور کے مذہب اور راہ کی تعداد سے نام تھا۔ ۱۵۔

فر (ﷺ) کی تھک گیا کرتا تھا اور چار شخص (ﷺ) کے رشتہ دار تھے اور وہ بھی ان میں سے تھا اور نہ ہی کبھی۔ کہ میں سے
 بہن اور خرنش کی مسافرت اور تو حید کی تعلیم دیا کرتا تھا اور (ﷺ) بھی اس کا شاگرد ہو چکا تھا پھر چونکہ حاکم میں ہر ایک پر
 لفظ مسلم بولا گیا ہے جس کے معنی مسلمان کی ہے یہاں وہی (ﷺ) نے بھی قرآن میں بولا اور پھر جگہ و معنی حاکم کے
 تاریخی حصہ میں جو کچھ مذہب ہر ایک کی تشریح ہے کہ وہ ایک خدا کو اپنا حاکم اور مدول قرار دے اور خدا سے بہت رکت تھا اور نہ روئے
 ان کو تک میں ڈال لیکن وہ صحیح مسلمان تھے اور یہی (ﷺ) نے بھی قرآن میں لکھ دیں اور وہی
 کیا کہ جو کچھ کہا ہوا ہے اس کا اہتمام۔

جواب پادریوں کو: پادریوں کو جس طرح راست بازی اور انصاف سے بے بہرہ ہیں اسی طرح مسیحی عرب سے بھی بے بہرہ ہیں۔
 اول تو فرقہ اور مذہب ہرگز مصلحت نہ ہے بلکہ مصلحت میں رہتا ہے اور مصلحت ستارہ ہست قوم بھی۔ دوم مسلمانوں کا کوئی فرقہ تو رات اور بجلی
 اور ان کی رہائش کو نہیں مانتا ان کا طریق عبادت اور عبادت کے ساتھ تھا اور فرقہ میں دو مکتبہ مذہب کا مسلمان تھا جو اخیر میں
 حضرت نبی ﷺ پر مصلحت اول سے ایمان لایا تھا اور یہ اور حضرت ﷺ میں زمانہ تعلیم و تعلیم پایا نہیں کیا۔ وہ ایک مصلحتی شخص تھا جو آپ
 سے کہیں پہلے سر کیا۔ پھر شام کی کڑواہٹ کا مصلحتی دور رہا ہے۔ اب دسی بات کہ حاکم میں اور یہودیوں کی دیگر کتابوں میں
 حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قصوں کا قرآن کے مطابق پایا جاتا ہے مثالی ابراہیم نہیں۔ کیا ابراہیم بائبل کے لیے ضرور ہے کہ وہ تمام تاریخی کتابوں
 کے برخلاف ہو؟ پھر اگر یہی ہوتا ہے تو کیا ابراہیم سے جو سب سے اول ہے اس کے علاوہ سب علماء و محدثین ابراہیم ہیں کیونکہ وہ تاریخی کتاب
 یا مکتبہ کے خلاف ہے لکھی گئیں۔ اسی طرح بائبل کی کتاب تاریخی اور کتب عبرانی کے علاوہ کتب کے خلاف ہیں کہ حضرت کے پاس نہ مکتبہ
 اور مدارس و غیرہ کتابوں کا جاننے والا نہ تھا اور وہ کتابیں اب تو مشہور ہی نہیں ہیں کہ ان میں اور اگر کوئی یہودی تھا تو اس پر کیا عبادت تھی
 کہ جو اپنے مذہب کو ابراہیم کا مانا کرتا۔ اگر آپ سے پہلے کسی نے مسیح اور ابراہیم کا دعویٰ کیا تو آپ کے نبی مسیح دین ہونے میں کیا فرق تھا۔ کیا
 حضرت مسیح سے پہلے دین موسوی کے دعویٰ اور مسیح نہیں گزرے ہیں بلکہ خود حضرت علی علیہ السلام ان کے استاد موجود تھے جن سے انہوں
 نے خود تعلیم پائی اور پھر دینی فقہ ہونے جو پیشہ ہوتے آئے ہیں۔ پھر کہتے حضرت مسیحی ﷺ ان کے حواریوں اور ان کی کتابوں کی تائید
 ضرورت تھی۔ قرآن خود دلی ہے کہ اصل اصول انبیاء و پیغمبر اسلام کا طریقہ دین کے زندہ کرنے والا ہے۔ پھر اگر وہ اصول مسلمانوں
 کو ہیوں عربوں یہودیوں عیسائیوں میں بھی کچھ باقی رہ گئے تھے اور ان کی تحریف و دور کر کے قرآن نے اپنے ذرا دور کو لے کر تو کیا یہ فرقہ
 ہے۔ پھر کیا قرآن ان کا سر سے سے انکار کرتا اور اپنا مذہب ان کے مذہب کی حدی مذہب بنا کر عیسائی و مجوسی مذہب نے کیا ہے۔

فضائل کا کعبہ: ہم تفسیر کلام الہی کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ یہود کا جس طرح لائٹ کے گشت کار وہ کھانے پینے کی بات
 و عظمت ﷺ پر افروض تھا اسی طرح وہ کعبہ کی بات افروض کیا کرتے تھے کہ آپ سے تمام انبیاء و اقطار سب سے قدیم بہت لکھیں
 ترک کر کے جاہلوں کا کعبہ اختیار کیا ہے۔ چونکہ ابراہیم علیہ السلام کی ملت کا ذکر بھی آگیا تھا اس لیے کہہ کر بھی آگیا کہ اسے یہود جو محمد دنیا میں
 خدا کی عبادت ضرور دہنمائی اور برکت کے لیے بنائے گئے ہیں ان سب سے اول وہ مگر ہے جو کہ میں ہے یعنی کعبہ اس کو حاصل آدم نے پھر ان
 کے بعد ابراہیم نے بنایا ہے اور بیت المقدس کی طبعان نے جو ان کی ذریت میں اور ان سے جنگجو رہی ہیں بعد ہوئی ہیں۔ اس کے علاوہ اس
 میں ہزاروں رہ گئیں اور خدا کی نشان دہی اب تک موجود ہیں۔ سوائے روح فی برکت کے یہاں ظاہری برکت بھی بہت ہی ہیں۔ تہلیل ان کے
 مقام ابراہیم اور یہود ہاں بعد دلی جاتا ہے دینا اور آخرت کی بلاؤں سے نجات اور امن پاتا ہے۔ اس سے آج تک کسی بادشاہ یا طاہر کی

۱ مقام ابراہیم کی بات ملا کہ اکتھ ہے۔ ایک گروہ اس پر کھڑا ہے کہ کسی پر چڑھ کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عبادت میں جاتی ہیں اور وہ مگر اب تک

موجود ہے۔ دوم گروہ کہتا ہے کہ ان تمام مقام پر ابراہیم ہے۔ یہی ابراہیم علیہ السلام کا مقام تھا۔ تھائی

۲ یعنی وہاں جانتے سے اس خطبہ افروزی سے ۱۲۷ ہے۔ ۱۲

یہ حال نہیں ہوئی کہ انکے ہر چہ آیا اور اس کو روکنا ہوا۔ ان کو تو کئی کہ ہوا اور جو کئی آپا جیسہ کہ اگر پریشان پیش آسے کہ ان کے خدائے کر دیا
برخلاف بیت المقدس کے کہ اس کو بار بار بخت نعرہ وغیرہ بادشاہوں نے اٹھایا اور وہاں کے لوگ و مرد و قتل کیا۔ اس لیے جو کئی نہ زور و زکا
اس پر وہاں عمر بھر شایک بار جان ضرور ہوا یعنی فرض ہے اور جو کئی اس کے بار بار میں نہ ضرور ہونے سے مرعوبی تر سے خود کو بھی کئی کی ہوا
نہیں ہے۔

قُلْ يَٰ أَهْلَ الْكِتَابِ لِمَ تَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ ۖ وَاللَّهُ شَهِيدٌ عَلَىٰ مَا
تَعْمَلُونَ ﴿۵۱﴾ قُلْ يَٰ هَلْ الْكِتَابُ لِمَ تُصَدِّقُونَ عَنِ سَبِيلِ اللَّهِ مَن أَمَنَ
تَتَّبِعُونَهَا عِوَجًا ۖ وَأَنْتُمْ شُهَدَاءُ ۚ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ﴿۵۲﴾
يَٰ أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنِ نَّطْبَعُوا قَرِيبًا مِّنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ يَرُدُّوكُمُ
بَعْدَ إِيْمَانِكُمْ كُفْرِينَ ﴿۵۳﴾ وَكَيْفَ تَكْفُرُونَ ۖ أَنْتُمْ تَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِ
اللَّهِ وَفِينَكُمُ رَسُولٌ مِّنْهُ ۖ وَمَنْ يَعْصِمْ بِآيَاتِهِ فَقَدْ هُدِيَ إِلَىٰ صِرَاطٍ
مُّسْتَقِيمٍ ﴿۵۴﴾

(اے نبی! اے اہل کتاب کہ جس لیے اللہ کی آیتوں کا ٹکڑ کر رہے ہو اور اللہ کے دہرو ہے ہر کچھ کی تر کر رہے ہو) اور (اے اہل کتاب
کیوں ایمان لانے والوں کو کھڑکی، اے دے دیکھتے ہو۔ جہاں ہر کس میں کچھ کی تر کرتے ہو اور تم گواہ اور خدا کو تمہارے کام سے ہرگز غافل
نہیں۔ ایمان والوں! اگر تم اہل کتاب میں سے کسی کو کھڑکی لکھنا لو گے تو وہ تم کو ایمان لانے کے بعد کافر بن جائے گا کیونکہ تم نے اہل کتاب کو کھڑکی لکھنا
معاذ اللہ کہ کھڑکی آیتیں چھڑکنا سناں جاتی ہیں اور تم میں اس کا رسول بھی موجود ہے اور جو کئی خدا کی پور بھروسہ کر لیتا ہے وہ اپنے شک اور است کی
طرف پڑتے کیا کیا ہے۔

ترکیب: اَلَمْ تَكْفُرُوْنَ سے متعلق ہے اسی طرح اَلَمْ تُصَدِّقُوْا سے عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ تَصَدَّقُوْنَ سے متعلق ہے مَن اٰمَنَ تصدق ان کا
مضول تَصَدَّقُوْا کی ضمیر سَبِيْلِ کی طرف راجع ہے کیونکہ یہ ذکر اور سونٹ ہے۔ عِوَجًا عَمَّا ہے۔
تفسیر: جبکہ اہل کتاب کے اعتراض: مَن اٰمَنَ کا جواب دیا گیا اور اہل کتاب ہو چکے اور آپ بطور تنبیہ کے ان کو فرماتا ہے کہ تم خدا کی آیات و احکامات اور
بشارات کا جواب تک کہلی کتاب میں پائی پائی کیوں انکار کرتے ہو اور اسیے لہذا تنبیہات۔ بشارات میں جا رہی کہ کس لیے
ایمانہ دس کو کھڑکی رہے وہ دیکھتے ہو اور کیوں ایمان حق میں عیب لگاتے ہو کہ لاکھ دل میں برق جان رہے ہو تنبیہ دلی اس خطہ بازی اور
مکاشفہ سے خدا کا عمل نہیں تم کو ضرور سزا سے محاب جب یہود و یند بر طرف سے عاجز آگئے اور مسلمان ان کے دھوکے میں نہ تھے تو ایک اور
توجہ نکالی دیکھتے ہیں کہ میں حضرت محمدؐ کے شرعیہ۔ نے سے پہلے نبی ہوں اور نبی خزاں در قیام میں ایک سوئیں برس سے باہم عبادت

میں آ رہی تھی باہم لڑائیاں اور سخت خونریزیوں کا کرتی تھیں۔ معرت نکاح کی برکت سے ان میں ملاپ کا رجحان ہو گیا اور اخراج اسلامی کا نام ہو گیا

بعض یہودیوں نے ایک روز زمین کی مجلس میں جو کربالیت کی اہلی کا ذکر بھی کر پڑنے پر ان کو اور قاتل یا دولا دیے اور ہر ایک کو دم کے دل میں بخار و حرارت جوش اڑنے لگی۔ قریب تھا کہ پھر باہم کو مار پٹے اتنے میں معرت نکاح کو تمہ بولے۔ آپ نے ان کو بکھارا اور پھر ہر ایک کو گلے ملا دیا جس کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے کہ اے مسلمانو! تم ان اہل کتاب میں سے اگر کسی کا بھی کچھ مانو گے تو ان کے امن و امان میں یہودی کی طرف متوجہ ہو گئے تم کو اور یہودیوں سے رہ گئے کہ ان کے اور قریب ہے کہ تم کو باوجود آیات اہلی سننے کے اور رسول کی نصرت پانے کے کفر و کفر کر گئے۔ سو تم کو لازم ہے کہ یقیناً کامل دل میں اور عقیدت خاص پیدا کر کے رحمت الہی کا اس کا نام میں مضمود تمام لوگوں کو سیدھے راستہ پہلے جاؤ۔

ایک بزرگ سے کہی نے پوچھا کہ قوی ایمان کس کو ہے؟ کہا غریب یہودیوں کا کہ جن کا بلا دلیل خدا کی ذات پر ایمان کامل ہے۔ یہ لوگ کسی کی اثر میں نہیں آتے نہ شیطان کے دوسرے احاطہ میں نہ جلاوتے ہیں۔ ان کی شمشیر یقین تمام شہادت و مشکوک شایعین کے ٹکڑے ٹکڑے نہ لگتی ہے۔ حقیقت میں یہ خوب ایمان ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تَقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ ﴿۱۰۰﴾
وَأَعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا ۚ وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنْتُمْ أَعْدَاءً ۖ فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا ۚ وَكُنْتُمْ عَلَى شَفَا حُفْرَةٍ مِنَ النَّارِ فَأَنْقَذَكُمْ مِنْهَا ۚ كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ﴿۱۰۱﴾
وَلَسْتُمْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْعَدْوِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتْلِحُونَ ﴿۱۰۲﴾

ایمان والو! اللہ سے ڈرو جس قدر اس سے ڈرنے کا حق ہے، اور سب مل کر خدا کے دین کی پیروی کرو۔ اور جو وہ لوگ ایمان لائے وہ جاد اور خدا کا احسان پار کرنا جو تم پر ہے (اور یہ کہ) ایک دوسری قوم دشمنی تھی تو اس نے تم کو مل کر ایک قوم بن کر دیا۔ اب تم اس کے فضل سے بھائی ہو گئے۔ خدا کو تم نے جنم کے کر دے پر پہنچ گئے تھے۔ پھر اس نے تم کو اس سے بچایا اور تم سے بھائی بنائیں اس طرح سے جان کیا کرتا ہے؟ اگر تم

۱۔ اہل اسلام قریب کی دوسری فرقہ انصار سے ملے، انہوں میں سے وہی ملی ملی تھی۔ طرح طرح کے بڑا اور ایک ایک بار ملے تھے۔ اور کونیا کے علم علی شہداء کو ان اللہ سے تمہیں کر کے بنایا گیا جب آنحضرت علیہ السلام سے رحمت کر کے دین کریم لائے تو آپ کے رحمت قدم سے ان میں گئی اسل ملاپ ہو گیا اور اس میں ایک صحت و خیر قوم بھائی بھائی بن گئے۔ خدا تعالیٰ اس نعمت کو پورا پورا ہے جس کے جب۔ سے دینی روایتی بنائے باطل ہو گئے۔ غرض یا کسی قرآنی قواعد میں سے تھا۔ ۱۰۲۔ اب ہے۔ رحمت نے روحانی تر سے خدا سے کو باطل رحمت اور نورانی تھا۔ یہ آنحضرت علیہ السلام ایک لکھ۔ دیکھنا مزاح کہ یہودیوں کے خدا کا کونکر کر کے ان میں بھائی نہ کر کے۔ یا تعالیٰ

عَلَيْكَ يَا حَيُّ وَمَا اللَّهُ يُرِيدُ ظُلْمًا لِّلْعَالَمِينَ ۝ وَيَلَّهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ
وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ وَاِلٰی اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُشْوَٰرُ ۝

اور تم ان جیسے نہ ہو پاک کہ جو شرقی اور مغربی ہو گئے جسوں کے کہ ان کے پاس (روشن) آئیں انکی تمیں ہو انکی کو نہ یہ عظیم ہے جس میں کہ
نیکوئی میں ہوں گے اور نیکو ہو جائیں گے جو جن کے خدا پیدا ہوں گے (ان سے کیا جاوے گا) کیا تم ایمان لانے کے بعد کافر ہو گئے تھے (اور
اب) کفر کرنے کے بدلہ میں ان کا اور نیکو اور جن کے کہ سید ہوں گے اور رحمت پائی میں ہوں گے وہ اس میں پیشہ برائے ہو گئے ہیں یہ اللہ کی
آیتیں جن میں ہم آپ کو نیک لکھ گاتے ہیں اور اللہ تو جہاں پر ظلم کرنا نہیں چاہتا (اور پس تو) جو کو کو کہ انوں میں اور جو کہ کہ جن میں ہے اللہ علی کا
ہے اور اللہ علی کی طرف سب باتیں رجوع کرتی ہیں۔ ۱

ترکیب: ہذا عرف ہے عظیم کا عالم کیا اور کمال کا۔ لَعَالَا الْاٰیٰتِ جاب لہذا کمال عرف ایہ لکھا لَعَالَا اَکْثَرُ کُو اور انا تو بیخ کے
لیے ہے مگر تم کو یہ یاد کر چاہیے خدا

تفسیر: اختلاف یا بھی اور تو فراق حرام ہے: جبکہ اعلیٰ آیت میں باہمی اتفاق کا حکم دیا اور اس اتفاق کو قائم رکھنے کے لیے ایک
بناوہت یا صحت کا حکم ہوا تاہم فی کمال تو اس پر ایک اختلاف ہے تا کہ کیا صحیح لہا یا جس طرح اس حکم کو لہا اللہ کی کر حکم کیا تو ای طرح اس
میں لکم تَرٰبِ اَیْمِ اور آخرت میں سیارہ روئی سے ڈرا اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ان کی اولیٰ چیزوں کے اتفاق میں عدائے نہ رکھتی ہے۔
رکھے جب جب ہوا اور وہاں ملا لیتے ہیں تو وہ کثرت اور بال کر مضبوط رہے ان جاتے ہیں اور جب شرقی اہل بیت جہوں کو: ہم جمع کرنا چاہا
ہے تو ہمیں مضبوط دیکھ رہے جاتی ہے پھر سب سے اشرف مخلوقات انسان پھر ان میں سے الہ ایمان کے اتفاق کے کیا کہنے ہیں جن کی
تعمیل روشنی عالم کو کمال دہر نور کرتی ہے۔ چنانچہ صحابہ نے پورا پورا اس حکم پر عمل کیا تھا ان کے معتمد کی روٹی ٹھوس ہے۔ انوں میں دینا
کے کاروں تک پہنچ گئی جس سے خدا کی نافرمانی ظہور کرے اور سب کو ستم ان کے ہاتھ میں آگئیں۔ (اب اختلاف کا نتیجہ دیکھ لیجئے)
وہاں کی دولت و خزانہ آخرت میں عذاب و عذاب پھر اس کو اس خوبی کے ساتھ بیان فرمایا ہے کہ چنانچہ سے باہر ہے یعنی اے ایماندار! تم بہرہ
نصابی کی طرح باہم مختلف نہ ہو جاؤ جن کے پاس خدا کی آیتیں اور باتیں آئیں۔ باوجود اس کے اپنی خواہش نصابی سے دین میں
و اختلاف کیا اور نیکیوں فرمے ہو گئے ایک دوسرے کی کھڑک کرنے کا جس کا نتیجہ یہ پیدا ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قہر سے ہی انوں
بعد انجیل جاتی رہی اور یہی حال یہود کا ہوا۔ پھر انعام و نوبت کو تک پہنچی جس کا ثمرہ ان کے لیے نہ آپ انیم ہو گا جس روز کہ کچھ لوگوں کے سر
نور ہوں گے اور وہ عجب ہوں گے۔ یعنی قیامت کے روز پھر جن کے کہ نور ہوں گے وہ دیکھ دھت نکلتی جنت میں۔ ان کے اور کلام دیکھا
سے جن میں خاک پر چھین کے کو کم کو خدا نے نور بصیرت دکھایا تھا پھر مطلوب نصابی کو چھوڑ کر کیوں کفر میں پڑے۔ اپنے اپنے مقاصد میں
کو کیوں مطلوب دکھایا اس کا ثمرہ نکھو۔ یوں تو زمین و آسمان کی سب چیزیں اللہ کی ملک ہیں اور جو چاہے کرے مگر وہ کسی پر ظلم نہیں کرتا
اپنے کے کا ثمرہ اٹھا پڑا ہے۔ یہ احکام الہی ہیں جن کو فرشتے اے نبی آپ کو سناتا ہے۔

کُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِّلنَّاسِ تَآمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ

ظرفی اور صحت پر۔ اس لیے فرما کر اسے امت محمدیہ صحت پر۔ عمارہ کی تحصیل کے تمام لوگوں سے بھی بڑی آواز بلند ہو رہی ہے۔ وہ لوگ
سلسلہ صرفہ و تنہوں میں الشکر ہے کہ وہ غمینی کی تحصیل کی طرف اشارہ ہے۔ وہ سوسور ہالہ میں ہے کہ شکر ہے کہ تحصیل کی طرف اشارہ ہے
وہ ہے کہ یہ تحصیل کے تمام لوگوں سے بھی بڑی آواز بلند ہو رہی ہے۔ وہ لوگ

لَيْسَ سَوَاءٌ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ أُمَّةٌ قَلِمَةً يَتَتَلَوْنَ آيَاتِ اللَّهِ أَنْتَاهِ الْبَيْتِ
وَهُمْ يَسْجُدُونَ ۝ يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ
وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ وَأُولَئِكَ مِنَ الصَّالِحِينَ ۝
وَمَا يَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ يُكْفَرُوا ۝ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِالشَّاقِينَ ۝ إِنَّ الَّذِينَ
كَفَرُوا لَنْ تَغْنِي عَنْهُمْ أَسْوَأُهُمْ وَلَا أَوْلَادُهُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا ۝ وَأُولَئِكَ
أَصْحَابُ النَّارِ ۝ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝

أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿٣٥﴾

دوسرے بڑے (بیک) الٹی سب سے ایک راحت سے، دستہ بڑی ہے جو خطائی (تجربہ) سے ہاتھ اچھڑاتے رہے، وہ پلو،
خائنات کے بار بار میں، کتنے ہیں اور انھیں، کسی جگہ سے اور (حق) حق سے کٹتے ہیں اور انکو جہنم میں ڈالتے ہیں اور وہی سب کی چیز ہے۔
جو حق کی گریز کے لیے تیار رہی، اور (خوب) جہنم کے سب بیک سمیٹے، کہ اختیار کیا ہے اس کا وہ اور وہ اور
یہ لکھتے ہیں جو کچھ نہ ہی کے لیے اور وہی سب سے اور وہی میں پیشہ اگر کرتے۔

[illegible]

www.besturdubooks.wordpress.com

بہت سے صحابہ شہید ہو گئے۔ پھر اس سے دو سالوں کے بعد کوفہ کی طرف ہجرت ہوئی۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ وہ اپنی قوم کو بتا دے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو جو نعمتیں عطا فرمائی ہیں، ان سے انکار نہ کرے۔ یہاں تک کہ ان کو یہ بتا دیا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو جو نعمتیں عطا فرمائی ہیں، ان سے انکار نہ کرے۔

ہر کسی لڑائی میں لگے کہ جو بیست مہینے کے عرصے میں جوئی تھا کہ ہر اہل اسلام سے بدلہ لیا جائے۔ اس لیے سوال کی سر تویں تاویں ہجرت کے تیسرے سال اہل یمن ایک اکثریت کے لیے کہہ دیا کہ چلے آجائے یہاں بعض کی یہ رائے ہوئی کہ باہر نکل کر اس سے مقابلہ کرنا۔ بعض نے کہا شہر میں رہنا اور حیرانہ آزاری کرنا۔ آخر اہل فریقین کے کہنے سے آنحضرت ﷺ نے انصار اور بنی نضیر کو کہا مجھے اور احباب چاہا۔ جو بدستور اسل سال کی طرف سے اس سے پہلے جمع ہوئے اور آنحضرت ﷺ نے اہل یمن کو کہیں پر شیر اٹھاؤں کہ خواہش ہے یا کیا کرتے ہیں یا نہ۔ وہ اس طرف سے نکلا۔ چاروں طرف سے اہل یمن اور ان کا روبرو جہاد ہے۔ یہی وجہ کہ کویلو کاؤ عقد فراق کے یہی تھی ہیں۔ اور جب لڑائی شروع ہوئی اور صحابہ نے اہل یمن کی طرف پہنچ کر کے مقابلہ شروع کیا تو کفار بھاگ نکلے جب یہ اہل یمن نے دیکھا تو وہ بھی صحر پر چھوڑ کر کفار کے پیچھے پڑ گئے۔ حالانکہ آنحضرت ﷺ ان کو بلائے اور منع کرتے جاتے تھے مگر وہ کب سنتے تھے۔ اس واقعہ پر آپ صبری کی شامت سے یہ واقعہ کھائی خالی دیکھ کر کفار پیچھے سے آگے اور حیرانہ سے آگے سے بھی نکل پڑے۔ مہربانہ بنی اہل یمن تھے تو حیرانہ صحر میں آئے ساتھ بھاگ نکلے اور مسلمانوں کے بھی بچ کر کھڑے اور قہر جو طرز فریبی اور خود راہی ان سے بھی ہونے کر جاتے کہ اقتدار کر لیا اور خوب شمار جلی نرس سے بہت سے صحابہ حضرت حمزہ و دیگر و کثیر شہید ہوئے مگر صحابہ پہنچے انھوں نے آنحضرت ﷺ سے یہ یہاں تک کہ ایک ہجرت آنحضرت ﷺ کے امدان مبارک پر لگا کر روایت لیا اور مر مبارک سے شرم آئے اور یہاں سے مسطرت کرنا کا ہاتھ لگا دیا تو یہ لیکن صحر پر گئے یہاں تو کفار بھاگ نکلے۔ اس واقعہ کو کھد خالی یاد آتا ہے کہ جو بدستور بھی ناچو تھا۔ اس بیست مہینے کی آنحضرت ﷺ نے اول سے حق فرمایا تھی۔ فطرت نامہ فرمایا تھا

إِذْ تَقُولُ لِلْمُؤْمِنِينَ أَلَنْ يَكْفِيَكُمْ أَنْ يُبْعِدَكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلَاثَةِ آفٍ مِثْرٍ

الْمَلَكَةِ مُنْزِلِينَ ۖ بَلَىٰ ۚ إِن تَصِيدُوا وَتَثْقُوا وَيَأْتُوكُم مِّن قُورِهِم

هَذَا يُنذِرُكُمْ رَبِّكُمْ بِخَمْسَةِ الَّذِينَ مِنَ الَّذِينَ مَنِ الْمَدِينَةِ مُسَوِّمِينَ ۝ وَمَا جَعَلَهُ

اللَّهُ إِلَّا بُشْرًا لَكُمْ وَلَئِنْ قُلْتُمْ بِهِ ۖ وَمَا النُّصْرَ إِلَّا مِنْ

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ ۞ لِيَقْطَعَ طَرَفًا مِّنَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَوْ يَكْبِتَهُمْ

فَقَاتِلُوا حَاسِبِينَ ﴿٥﴾ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ

فَأَنزَلْنَاهُمْ ظِلْمُونَ ۖ وَبِهِ مَافِي السَّمٰوٰتِ وَمَافِي الْأَرْضِ ۗ يَغْفِرُ لِمَن يَشَآءُ ۚ

وَيُعَذِّبُ مَن يَشَاءُ. وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٦٠﴾

میں نے میرے دوستان کو بھی، مجھے نکل آئے، ان پر نکل اور نکلن ہوا ان باتوں کا ہم نے مقدس میں طے کر لیا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا الرِّبَا أَضْعَافًا مُضَاعَفَةً وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ

تَفْلِحُونَ ﴿١٠٠﴾ وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي أُعِدَّتْ لِلْكَافِرِينَ ﴿١٠١﴾ وَأَصِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ ﴿١٠٢﴾

لَعَلَّكُمْ تَرْحَمُونَ ﴿١٠﴾ وَيَسْأَلُونَكَ الْمَغْفِرَةَ مِنَ رَبِّكَمُ وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الرِّجَالِ وَالْمَرْءِ الْمُنِجِّ لَقَدْ جِئْتُمُوهَا يُسْأَلُ عَنْهُمُ الْمُنِجُّ الْيَوْمَ وَلَكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿١١﴾

السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ، أَعِدَّتْ لِلْمُتَّقِينَ الَّذِينَ يُنْفِقُونَ فِي السَّرَّاءِ

وَالضَّالِّينَ وَالسَّاطِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ وَاللَّهُ يُحِبُّ

الْمُحْسِنِينَ ۖ وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاجِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ ذُكِّرُوا

اللَّهُ فَاسْتَغْفِرُوا لِذُنُوبِهِمْ ۖ وَمَنْ يَغْفِرِ الذُّنُوبَ إِلَّا اللَّهُ ۚ وَلَمْ

يُصِرُّوا عَلَىٰ مَا فَعَلُوا وَهُمْ يَعْلَمُونَ ﴿٦٠﴾ أُولَٰئِكَ جَزَاءُ مَا كَفَرُوا فَعَفَا عَنْهُمْ مَعْزِرَةٌ مِّن

لَهُمْ وَجَنَّتْ تَجَنَّى مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا وَنِعْمَ أَجْرُ

العَلِيلِينَ

مسلمانوں کو تنہا کر کے سزا دینا ایک بدعت ہے اور نہ ہی یہ قرآن میں مذکور ہے۔ یہ سزا دینا ایک بدعت ہے اور نہ ہی یہ قرآن میں مذکور ہے۔ یہ سزا دینا ایک بدعت ہے اور نہ ہی یہ قرآن میں مذکور ہے۔

یہ کاموں کے لیے جڑی کی ہے۔ بغیر اس کے (خدا کی روشنی) کی ایک تہاں اور جو فضا کی بات ہے، لوگوں کے درمیان رہتے ہیں۔

مسائل کا اظہار کرتے ہیں اور غرض کے ساتھ ان کو نہیں دیکھتے۔ یہاں جو کہ اس امر کی طرف اشارہ کرتے ہیں اور اس میں کوئی

کچھ لڑائی کے بعد وہی طرف سے ٹھکڑے ہوئے۔ (بڑا) یہی ہے جس کی کہانیاں ہم نے پڑھی ہیں۔ وہاں ایک عظیم الشان اور جادوئی پل کی تصویر ملے گی۔

ترکیب اضلاعاً عال ہے الزئبق سے غوطہ کھانا ہر مریض جرمی ہے مگر ہر اطلاع و حسیہ میں اس سے اجتناب نہایت ضروری ہے۔

وَأَمَّا الْفُلُ فَأُولَٰئِكَ نَبِئْتُكُمْ أَنَّهَا لَمَلَكٌ قَرَّبَ بَرِيءًا أَلَّا يَكُونَ لَكُمْ فُلٌ وَلَا قَارِبَةٌ ۖ فَصَارَ سَاحِلًا لَّغُلَامَيْنِ يَتِيمَيْنِ فِي الْمَدِينَةِ وَكَانَ تَحْتَهَا كَهْنُوتٌ خَفِيٌّ لَا يَكْفُلُهُمَا قَوْمٌ مَّتَّعْنَاهُمْ سَوَاءً وَكَانَ أَبُوهُمَا غَائِبًا عَنْ ذِكْرِهِم ۖ وَكَانُوا يَرْجُونَ ۚ

تفسیر: کجلی آیت: عمر خدا نے اپنی مخلوق اور امت کو آزمایا تھا اور یہ فرقہ باغی کہ جن کو تمام انبیا و ائمہ نے کفر سے متنبہ کیا ہے، وہ بھی کفر سے باز نہ آئے۔ ان کے لیے اللہ تعالیٰ نے عذاب کا حکم فرمایا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

[illegible]

قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ سُنَنٌ، فَمُزِّدُوا فِي الْأَمْزِجِ فَانظُرُوا كَيْفَ كَانَ
عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ ﴿٥﴾ هَذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ وَهُدًى وَمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِينَ ﴿٦﴾
وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنْتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿٧﴾ إِنْ يُمْسِكُمْ
قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُهُ، وَذَلِكَ الْآيَاتُ لِّذِي الْأَلْبَابِ النَّاسِ
وَالْيَعْلَمَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَيُخَوِّدُ مِنْكُمْ شُعْرَاءَ، وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الظَّالِمِينَ ﴿٨﴾
وَلِيُخَوِّصَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَيَسْحَقَ الْكَافِرِينَ ﴿٩﴾ أَمَرَ حَبِيبَهُ أَنْ يَدْخُلُوا
الْجَنَّةَ وَلَهَا يَعْلَمُ اللَّهُ الَّذِينَ خَلَعُوا مِنْكُمْ وَيَعْلَمُ الصَّادِقِينَ ﴿١٠﴾ وَلَقَدْ
كُنْتُمْ ثَمَرَاتِ النَّوْتِ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَخْلُقَهُ، فَقَدْ رَأَيْتُمُوهُ وَأَنْتُمْ

مَعَهُ رِبِّيُّونَ كَثِيرٌ فَمَا وَهَنُوا لِمَا أَصَابَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَمَا
ضَعُفُوا وَمَا اسْتَكَانُوا ۚ وَاللَّهُ يُحِبُّ الصَّابِرِينَ ﴿١٠﴾ وَمَا كَانَ قَوْلُهُمْ إِلَّا
أَنْ قَالُوا رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَإِسْرَافَنَا فِي أَمْرِنَا وَثَبِّتْ أَقْدَامَنَا
وَاجْعَلْ لَنَا صُلْحًا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ﴿١١﴾ فَآتَاهُمُ اللَّهُ ثَوَابَ الدُّنْيَا وَخُسْنَ
ثَوَابِ الْآخِرَةِ ۖ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ﴿١٢﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ تَطِيعُوا اللَّهَ
وَالرَّسُولَ يَزِدْكُمْ عَلَى آعْقَابِكُمْ تُغْنِيكُمُ اللَّهُ بِذَلِكَ صَوْلَةً وَهُوَ
خَيْرٌ لِلصَّابِرِينَ ﴿١٣﴾ مَسْلُوقٍ فِي قُلُوبِ الَّذِينَ كَفَرُوا الرِّغْبَ بِمَا اشْتَرَكُوا بِاللهِ
مَا لَهُمْ يُنْزِلُ بِهِ سُلْطَانًا ، وَمَا لَهُمُ النَّارُ ، وَ بِئْسَ مَشْوَى الظَّالِمِينَ ﴿١٤﴾

سے خالد بن ولید جو اس وقت شریف بہ اسلام نہ گئے تھے ایک سرحد کو لے کر مسلمانوں پر قابض ہو کر ایک عظیم فتوحات کا آغاز کیا۔ یہاں تک کہ جب وہ مدینہ کی طرف پہنچے تو انہوں نے آنحضرتؐ کو مدینہ کی طرف بھیجا۔ آنحضرتؐ نے مدینہ کی طرف پہنچ کر ایک عظیم فتوحات کا آغاز کیا۔ یہاں تک کہ جب وہ مدینہ کی طرف پہنچے تو انہوں نے آنحضرتؐ کو مدینہ کی طرف بھیجا۔

یہاں تک کہ جب وہ مدینہ کی طرف پہنچے تو انہوں نے آنحضرتؐ کو مدینہ کی طرف بھیجا۔

اس وقت وہ مدینہ کی طرف پہنچے تو انہوں نے آنحضرتؐ کو مدینہ کی طرف بھیجا۔ اس وقت وہ مدینہ کی طرف پہنچے تو انہوں نے آنحضرتؐ کو مدینہ کی طرف بھیجا۔ اس وقت وہ مدینہ کی طرف پہنچے تو انہوں نے آنحضرتؐ کو مدینہ کی طرف بھیجا۔

لَفِي حَلَالٍ مُّسِينٍ ۝۷

جسے اللہ نے ایمان اور قبول پر جو اسی اسمان کیا جب ان میں انیس کا رسول بھیجا جو ان کو اس نے آئینیں پڑھا کرتا ہے اور ان کو کپڑے اور ان کو کتاب اور حکمت نکھا ۲۷ بارے ملک میں سے پہلے خود مسیح گمراہی میں پڑے ہوئے تھے۔

ترکیب: اَلْاَلِفُ حرف ہے مں کا مِ مَن اَنْفَعُ صفت ہے رُسُوْلًا کی مَثَلُوْا اور اَنْفَعُ کَلِمَہ اور اَنْفَعُہُ الْاَنْفَعُ بَلَدِ مَعْلُوْم میں رُسُوْلًا سے وَلَوْ اَنْفَعُ ہے مثلاً۔

تفسیر: اَلْاَلِفُ اور مَعْلُوْم کی ضرورت نہ تھی بلکہ ایمان اور قبول پر جو اسی اسمان کیا جب ان میں انیس کا رسول بھیجا جو ان کو اس نے آئینیں پڑھا کرتا ہے اور ان کو کپڑے اور ان کو کتاب اور حکمت نکھا ۲۷ بارے ملک میں سے پہلے خود مسیح گمراہی میں پڑے ہوئے تھے۔

ترجمہ: واضح ہو کہ خدا تعالیٰ نے انسان کو عقل عطا کی ہے کہ جو اس کو نیک اور شر میں تمیز کر کے دکھائی ہے مگر اس کے ساتھ ہی اس عقل اور اس کا عمل ہم نوا کر دیا گیا ہے کہ وہ عقل اور اس کی روئے کی طرف رجوع کرے اور اس کے لیے عقل کا جہاں ایمان اور قبول پر جو اسی اسمان کیا جب ان میں انیس کا رسول بھیجا جو ان کو اس نے آئینیں پڑھا کرتا ہے اور ان کو کپڑے اور ان کو کتاب اور حکمت نکھا ۲۷ بارے ملک میں سے پہلے خود مسیح گمراہی میں پڑے ہوئے تھے۔

اولا لَفِي حَلَالٍ مُّسِينٍ: (۱) لَفِي حرف ہے مں کا مِ مَن اَنْفَعُ صفت ہے رُسُوْلًا کی مَثَلُوْا اور اَنْفَعُ کَلِمَہ اور اَنْفَعُہُ الْاَنْفَعُ بَلَدِ مَعْلُوْم میں رُسُوْلًا سے وَلَوْ اَنْفَعُ ہے مثلاً۔

چنانچہ امام مالک نے سوا میں لکھا ہے کہ وہ کے پیڑا کے نیچے جو برسقی نہ رہتا ہے ایک بار وہ اس نے زور کیا تو ملک احمد کے بعض شہیدوں کی لاشیں نکلیں جس سے دستور خوں جاری تھا وہ یہ مدعا بتا اس کے بعد سلطنت میں ہوا ہے اور وہ اس کے سے کہ فیہ اور اولیٰ بہیم الاسلام کی لاشوں میں بھی وہ مرقہ ہو جو تھے کیوں نہ ہو چونکہ اکثر مٹی میں ہو جاتا ہے اور توڑ لی جڑ ہے۔

مہمور اہل سنت و جماعت کا یہ قریب ہے کہ ان کو یہ تہ روحانی غیب ہوئی ہے۔ اس تو پر بعض کافر و منافق کی روح میں بھی مری نکس لیے کہ اصل انسان روح کا نام ہے کہ جو ایک جو برحیف ہے اور جس کا حلقہ جسم سے وہ ہے جو آنگ کا گڑی دیکھتی ہے یا خوشبو کا پھول سے و عاتقہ پیر و تصرف اور مرکب کا ہے جس کو موت کہتے ہیں۔ اس سے وہ علاقہ بھی منقطع ہو جاتا ہے اور روح تو علم و علم دوسرے عالم میں منتقل ہو جاتی ہے۔ اس کو کافر و منافق یا تو کفار ہیں وہاں ان کی روح اپنے اعمال کے اس رنگ سے جو دنیا میں اس پر چڑھا تھا عذاب پانی ہے۔ جنہم کی گنگ میں جکتی ہے اور جو اہل اور رفقہ قدسہ ہیں۔ وہ انوار البیہ اور عالم اورانی میں سرور دے ہیں اور شہدہ اعمال سے نہ ت اٹھاتے ہیں وہاں ان کی روح اپنے جسم لطیف کے ساتھ جنت اور عالم قدس کے ہاتھوں میں جہاں پانی ہے جس منائی ہو مری ہے۔ چنانچہ وہ جو حادثہ میں ہے کہ (شہیدوں کی روح مریز پر نہیں بلکہ غالب میں آشیانہ فرش میں رہتی اور جنت میں جہاں سے چلتی جاتی یعنی ہے) اس سے بیکہ حرا ہے بلکہ بھی اس عالم میں مری صورت اس میں میر کر جاتی ہے جیسا کہ کھات کو بار بار استاودہ ہوا ہے۔ چونکہ جسم سے علاقہ منقطع ہو جاتا ہے۔ اس لیے ان کے نام میں مراث جاری ہوئی ہے اور ان کے بعد ان کی یہ یوں سے نکال کر دست ہو جاتا ہے۔ اور ان کا اس عالم سرور میں جاتا اس قدر ہے۔ اسی سے اس کو بکھینچیں زندہ تہ تھتے ہیں شعراء شہید کی سبیل اللہ کو جانی حیات کو اللہ کی ہزار کردینا ہے۔ اس لیے اس کو حیات بہی لکھا کے بدلہ نصیب ہوتی ہے۔ کیا خوب کہتا ہے کہ نے

کشتہ یں خنجر تنہم
ہر زمان از غیب جان انگہ دست

(۳۰) خدا تعالیٰ نے پیغمبر کی معرفت جیسا کہ کتاب پیغمبر کے پیغمبروں میں ہے۔ حضرت محمد ﷺ کی نسبت یہ فر دہ ہے۔ ویکو میرا گر یہ وہ جس سے میرا حق راہی ہے وہ قوموں کے درمیان عدالت جاری کرے گا (۳۱) وہ دروں میں نہ چائے گا ماضی (۳۲) اس کا ردالی نہ ہوگا اور نہ مسلما جائے گا جب تک کہ اس کی کز میں پر قائم نہ کرے اس (۳۳) خداوند تعالیٰ فرماتا ہے (۳۴) کہ وہ آدمیوں کی آنکھیں کھولے اور وہ یوں کو قید نہ لگائے کہ یہ وہ میرا مہم ہے چاہے شوکت فیروزہ دن کا جو مٹائش میرے لیے ہوئی ہے وہ کھدہ ہوئی صورتوں کے لیے ہونے تو دن کا (۳۵) یہاں ان کی کز میں قید نہ لگائے اور یہاں اپنی آواز نہ لگد کریں گے پہاڑوں سے کی چڑیوں پر سے لگد کریں گے وہ اندوہ کا حال ظاہر کریں گے۔ خداوند ایک بہادر کی تہ لگے گا وہ کھلی مرانی انتہائی غیرت کو جو جس میں لائے گا وہ چلائے گا ہاں وہ جنگ کے لیے لائے گا وہ اپنے دشمنوں پر یہاں لڑنے کے گا ان میں بشارت میں حضرت پیغمبر کے وہ بہادر کہ

- ۱۔ ملک رحمہ اللہ
- ۲۔ قید حضرت شہید کا کہ وہ ان کے حضرت مہم کا کہ وہی ہے۔ یہ صاف تعریض حضرت مہم کی ہے کہ وہ کی تہا در میں سے حوا ہے کہ اور کوئی اس کا مدد نہیں کریں گے اور نہ وہ
- ۳۔ علیؑ اور جہاد میں بھی نہیں گئے۔ ۱۲۰
- ۴۔ میں نے میں ستارہ وہ لاکھ کر بھیڑ دینے ہیں۔ ۱۲۱
- ۵۔ میں نے لکھا ہے

کی صاف تفسیر ہے اور اس حکمت نو میں یہ کی طرف بھی اشارہ ہے کہ جو جہاد سے حضور ہے وہ یہ کہ جس طرح مالک ہانا ہے باغ کو: غلبہ سے چھوڑا ہے اور جو کانے اور ناقص کو اس کی طرف سے بے ساختہ ان کو بڑے کا بڑے کرتا ہے۔ اس طرح غلو کی کمی میں جب وعدہ اور انبیاء سے کام نہیں لگتا تب غلبہ میں ایک آسانی سلطنت قائم کرتا ہے اور اپنے پیغمبر کو اس کام کے لیے مبعوث کر کے بت پڑی کے شمس و خاشاک کو اکھڑا دیتا ہے۔ سو اس لیے قرآن میں جادو جادو کی تاکید ہوئی اور اس لشکر کی تعداد اجزا و جزا عزت اور درجہ عبادت اور بھی جو صحبت اور رکھ دوام کی شرکت قرار پائی۔

الَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِيَدِي وَ الرِّسُولِ مِنْ بَعْدِ مَا اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ ؕ وَلِلَّذِينَ احْسَنُوا مِنْهُمْ وَ اتَّقُوا اَجْرٌ عَظِيمٌ ۝ اَلَّذِينَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا ۖ وَقَالُوا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ۝ فَاَنْقَلَبُوا بِنِعْمَةِ رَبِّهِمْ اِلَى اللّٰهِ وَفَضَّلَ لَمْ يَمْسَسْهُمْ سُوءًا ۚ وَاتَّبَعُوا رِضْوَانَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ ذُو فَضْلٍ عَظِيْمٍ ۝

جس لوگوں نے (میرے) ہاتھ کے (بلو) بھی اللہ اور رسول کا حکم مانا جس سے جنہوں نے تمہیں اور یہ چیز گاری کی (ان کے لیے) اور عظیم ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ جن کو لوگوں نے (اگر) کہا کہ تمہارے لیے لوگ جمع ہوئے ہیں سو ان کو ایمان سے (ان کا) (لہذا بھی) ایمان بڑھ گیا اور انہوں نے (یہ) کہا کہ اللہ ہم کو کافی ہے اور (وہی) اچھا کارساز ہے۔ (ایمان والے) اللہ کی نصرت اور فضل کے ساتھ واپس آئے (اور) ان کو کچھ بھی ضرر نہ پہنچا اور اللہ کی رضا مندی پر ہے اور اللہ بڑا فضل کرنے والا ہے۔

ترکیب: اَلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوا لِيَدِي وَ الرِّسُولِ جیسے ہے اَلَّذِيْنَ کی۔ اَجْرٌ عَظِيْمٌ مستند سورۃ الذِّحْرِ ۱۰۱ اَحْسَنُوا وَ جُودُ خ۔ فَاَنْقَلَبُوا قُلُوبُ اللّٰهِ ہل ہے اَلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوا ۛ۔ حَسْبُنَا اللّٰهُ مستند والی خبر والی کلمہ صبر میں کہ اَلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوا لِيَدِي وَ الرِّسُولِ کی مثال ہے صبر فلفظہ سے اَلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوا لِيَدِي وَ الرِّسُولِ ہے۔

تفسیر: پہلی آیت میں شہیدوں کی مدد کے بعد یہ تھا کہ خدا مومنوں کے اجر ضائع نہیں کرتا۔ یہاں ان مومنوں کی تشریح کرتا ہے کہ وہ کون لوگ ہیں۔ یہ نہیں کہہ رہے نام و مقام اختیار کرتے ان درجوں کا اپنے جتنی سختی کچھ دینے اور اس میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ جو لوگ شہید ہو گئے ہیں وہ تو منزل مقصود کو پہنچ گئے مگر جو اس جماعت کے لوگ زندہ ہیں وہ بھی انہیں میں شمار ہیں۔ فرماتا ہے کہ مومن کا دل وہ لوگ ہیں کہ جو عزیمت کیا کہ اگر ہم اٹھ کر بھی اللہ اور رسول کی اطاعت کو موجود ہیں۔ پھر فرماتا ہے کہ ان کے لیے اجر عظیم ہے جو ان لوگوں نے اور اس پر عمل کیا۔ احوال اور منہیات سے ہے۔ اَتَّقُوا اس درج میں ایک واقعہ کی طرف اشارہ ہے کہ وہ یہ کہ جب جب احد میں مسلمانوں کو شکست ہوئی اور سر (۷۰) آدمی شہید ہو گئے اور جنگوں کی بے ادبی ہوئے اور مشرکین چارے سے چھڑاتے تھے اور چاہتے تھے کہ مسلمانوں کی افواں کی بے حقیقی کریں۔ چنانچہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی ماں کی بے ادبی کی کہ ان ملک ملک کر شمشیر کاڑی۔ اس میں ان حضرت علیؑ کے شہل کر پھر لہر اسام کو پکار کر یاد اور اس شہادت کے پھر دوڑے چلے آئے اور مشرکین کو ہاندا۔ واللہ کی دیر و الی میری کہتے ہیں کہ اس کا سبب نزل ہے کہ احد کی جنگ سے جب یہودی مشرکین کا لشکر کے گرد انہیں چلا اور یہ مقام دیکھا تو اس کے دل میں پکار مرنے لگا۔

وَمَا لَمْ يَفْعَلُوا فَلَا تَحْسَبْنَهُمْ بِمَقَارِئِهِ مِنَ الْعَذَابِ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٥٠﴾
وَلِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٥١﴾

فیر (اس کی انٹرنیٹ کتاب کو وہ وقت پاور لاء) جبکہ اللہ نے اہل کتاب سے عہد لیا کہ انہی کتاب کو انہوں نے صمد در بیان کر دیا اور جب ہمارے پاس (انہی کتاب نے) اسی عہد کو کھل پھٹ چمکنا، پھر ان کے بدلہ میں (دوسرے) کھیل کر ہم ہوس گئے تو کیا شیور ہوسا کرے ہے میں ہوا (کہہ دیجئے) ان لوگوں کو جو اپنے کفر و شر سے باز آئے ہیں اور کیا (کچھ بھی) نہیں اور (انہی) خواہشیں کرتے ہیں کہ ہماری غیر مسلم برہمنوں کی نسبت یہ کہنا کہ انہوں نے عذاب (دوزخ) سے دست بردار ہو کر اپنے لیے (خود) عذاب دردناک (تلاش) کیا اور اسٹون ماورن میں کی پادشاہت سے اللہ حق کے لیے ہے اور اللہ پر جبر و کفار ہے۔

ترکیب: لُتِیْنَتْہ کا مرفوع عند السمع کشف ہے۔ بعض کے نزدیک جی علی اسلام ہیں۔ ورنہ اعراف ہے کہ لُتِیْنَا کا لاتحقیق ہوا اور خطاب ناقص اور کمن میں شیع للخطاب است ضمیر اس کی فاعل اور الْفَیْض سے موصول مع مفعول اول حیثاً مفعول ثانی محذوف یا زَمَنْسَی فاعلی ہی کا اعادہ ہے۔ مُعَدَّ مفعول اول بفتح الدال مفعول ثانی مقار ومفعول ہے یعنی طرف مکان من الضباب متعلق ہے ہو کر وفازۃ کی صفت اور اگر مفازۃ کو مصدر دیکھ لیا جاوے تو ابھی کے ساتھ متعلق ہے۔

[illegible]

طوائف کی کتاب پر ہوا برقی اور دنیا طلبی یہاں تک غالب آگئی تھی کہ وہ جیسا سونے دیکھتے وہی بادی قوی دے دیا کرتے تھے۔ حق کوئی خاص جاتی رسی بھی دلفرد پہ تھا کہ اپنی اس گرفت پر بھی خوش ہو تے تھے بلکہ اس بات پر مدد و ستائش کے خفی بننے لگے کہ کچھ ہم نیسے ناخبرانہ میں زمین کی آرم دینا حاصل کرتے ہیں۔ فرمانا ہے کہ وہ اس چالاکی اور بیز روشی سے چاہیں کہ خدا کی یاد اور وہی کی سزائے خالقانیں نیز تیرتہ چھیں گے۔ ان کو اس فعل کی سزا ملتی ہے۔ دنیا میں بھی بھرا غرور میں بھی کیونکہ خاندان اور زمین کی بادی قوی تو اللہ ہی کے لیے ہے۔ اس کی حالت کا بھی مطالعہ ہے اس کے اقتدار و قدرت سے بھی کوئی باہر نہیں۔ جو کسی تہذیب و عہد سے اس کی سزائے پچھا ہے تو نہیں خدائے متعالیٰ سے اس کی توبہ حاصل پر میر گمان ہے جس کو وہ کچھ نیسے اسے سلطان ائمہ نے کہہ دیا تو اسی قانونی حیثیتوں میں یہ خدائے متعالیٰ اور اس کے متعلقہ امور اصل متعلقہ امور کو وہ جانوں پر ہوتی ہے۔ سو وہ انہوں نے کس طرح اس کو کیا تو یہ کام کیا پھر جس پر وہ متعلق کرنا چاہتے تھے یہ نہایت بات تھی۔ کہ گویا مہر کچھ کر دیا کہ مستحق بنائے۔ سزا اللہ میں جس میں جلا مبالغہ عرضی پیدا ہوا جانے کہ وہ عیب کو ہنر کچھ اپنے آپ کو تفریق کا مستحق سمجھے ایسے لوگوں سے صلاحیت کی کیا امید اس بیان میں سرور پر میر گمان کی عدلی جانب بھی بیان کر دی جو یہود میں کسی بھی گنہگار کو یہ کہ جس کا یہود اس کی رائیں کر سکتے تھے کیونکہ وہ خود پایا کرتے تھے اور ابھی ظاہر کر دیا کہ اصل تعلق نہ ان کو انہوں اور زمین کا ہادشا اور ہر چیز پر تھا کہ کچھ کر اعلیٰ پر کسی سزا سے ڈرے ہے اور اس میں انسان کو ہلاک کرنے والی صفت سے بھی آگاہ کر دیا۔ وہ کیا عیب کو ہنر اور توبہ دے سکتا۔

سید کا بیان سر سے معافی ڈالنے اور ہم کو آجیہ بھی اس دست پر قائم رکھ کر موت بھی آئے تو نیک لوگوں کے دھرم میں ہو کر آئے اور اسے
 دھرم سے دپا جو کچھ تو نے ہمارے لیے اپنے رسول کی معرفت عالم جاودالی کی بابت وعدہ فرمایا ہے وہ ہو کر دیا ہوا ہے لہذا ہوس کے سبب
 عہد نہ کر دیا۔ خوف تو یہی ہے تیرے وعدہ کی بابت ذرا شبہ نہیں کسی لیے کہ تو ہرگز وعدہ کے خلاف نہیں کیا کرتا اس کے جواب میں خدا بھی
 ان کو ان کی دعا مستجاب ہونے کا ثبوت دیتا ہے اور ہمارے کہ ہم بھی کسی کی محنت رائیگاں نہیں کیا کرتے۔ یہی ان کی دعا قبول فرماتے ہیں۔ اس
 میں کسی کی نصیحت نہیں خواہ مرد ہو خواہ عورت خواہ غریب ہو خواہ امیر شریف ہو خواہ روٹی کسی لیے کہ خدا کے نزدیک یہ کلمہ ہے کہ میں نے
 سب انسان ایک نسل کے ہیں اور اہل کافرانیت کہاں ہیں۔ مگر اب میں اللہ و فریق ہے تو ان کے اعمال راہ ایمان ہی کے سبب سے ہے۔
 فَكَذَّبُوا عَنْهُمْ وَاعْتَصَبُوا بِمَنَاسِكِهِمْ لَعَنَ اللَّهُ مَنَاسِكَهُمْ لَعْنَهُمْ وَكَذَّبُوا عَنْهُمْ وَاعْتَصَبُوا بِمَنَاسِكِهِمْ لَعَنَ اللَّهُ مَنَاسِكَهُمْ لَعْنَهُمْ وَكَذَّبُوا عَنْهُمْ
 اور دوسرے مکرور سے بکرم خدا پرستی نکالے گئے اور اسی لیے ستارے گئے اور خدا کی اجازت کے بعد ہر وہ بھی خدا پرستی کر دیا جسے دینے کے
 لیے لڑے اس لڑائی میں مارے گئے اور شیعہ ہو گئے تو میں بھی ان کے گناہ و فتنے سے معافی دلاؤں گا اور صرف یہی نہیں بلکہ ان کو مرنے کے
 بعد ایسے عذابوں میں لے جا کر رکھوں گا کہ جن کے تلے نہیں پڑی بہت سی ہوں گی۔ یہ بدلہ ہو گا خدا کی طرف سے اور خدا کے پاس بہت
 عذاب ہیں۔ خود ہی کی شکل پر بھی دو درجہ دیتا ہے۔ جو کوئی آمنا دے گا۔ جیسا کہ جاودالی جس کی ادنیٰ بڑی بھی نہ ہوا ہر قیمت میں ہو سکتی کیا
 بڑا بدلہ ہے۔

لَا يَغْنَزُكَ تَعَلُّبُ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي الْبِلَادِ ۖ مَتَاعٌ قَلِيلٌ ۚ ثُمَّ مَا لَهُمْ
 جَهَنَّمُ ۖ وَيَسَّ الْهَادُ ۖ لَكِنِ الَّذِينَ اتَّقَوْا لَهُمْ جَهَنَّمُ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا
 الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا تَزُولَا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ وَمَا عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ لِّلْآبَرَارِ ۖ
 وَلَٰكِنْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَمَنْ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِمْ
 خُشِعِينَ لِلَّهِ ۚ لَا يَشْعُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ شِئًا قَلِيلًا ۚ أُولَٰئِكَ لَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ
 رَبِّهِمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ ۖ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اصْبِرُوا وَصَابِرُوا
 وَرَٰبِطُوا ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝

(اے نبی!) آپ تک میں کافروں کے کہہ کر کہنے پر مہرے سے صبر کے مشن نہ ہوتا (جو) غور و مراقبہ ہے مگر ان کا لگاؤ جہنم ہے اور ان کا
 ہے جس جہنم اپنے رب سے ڈرنے میں ان کے لیے (دو) بار ہیں کہ جن کے تلے نہیں جاری ہیں ان میں (دو) جہنم ہیں کے (یہ) جہنم ہے خدا
 کے یہاں کی اور جو جہنم اللہ کے پاس تک لوگوں کے لیے ہے وہ (جہنم) بہت سی ہے اور اسے کمال کتاب میں لکھا ہے ایسے ہی میں جو نہ ہو اور جو
 جو نہ ہو ان کی طرف ان کی کیا ہے اور جو کچھ ان کی طرف نازل کیا ہے وہ ان کے عذاب و گناہ (سب پر) ایمان لاتے ہیں۔ خدا کی آیتوں کو توڑے
 دلوں سے بھی نہیں بچتے ہیں۔ یہی دلوں ہیں کہ جن کا ایمان کے رب کے پاس ہے۔ یہ کلمہ اللہ جل جلالہ ہے ایمان و انصاف اور
 (تالیف کی) بدانتہا کرتے رہا اور ان میں بھی کچھ اور اللہ سے عذاب دے رہا کہ جو مرد و عورت۔

تفسیر: یہ سورہ بھی حدیث میں نازل ہوئی کہ اس میں ایک سو پچھتر آیتیں ہیں۔ مول چونکہ اس میں موعودوں کے احکام نکالے تو در و غیرہ زیادہ مذکور ہیں اس لیے اس حاشیہ سے اس کا نام سورہ انشاء مشہور ہو گیا۔ سورہ آل عمران میں بیشتر جہاد فی سبیل اللہ کے مسائل اور فضائل اور ظالمین ملت اسلام کے مبادی معاوضات و صفات کی بابت شکوک و شبہات کے جواب اور عالم آخرت کے دلائل و فضائل اور وہ اتنی ذمہ داری تھیں کہ جن سے اقوام ملت آسمانی اور تقویٰ مذہب رحانی ہو جائے اس کے بعد حکمت کو وسیع اور فیض الہام کا مکتفی ہو کر مشکلیں کے لئے وہ احکام بھی بیان ہو چادیں کہ جہان کے معاملات کام و دستور العمل رہیں اور ان باتوں کا معین کرنا بھی قوت جبر پر کی طاقت سے باہر تھا۔ اس لیے اس سورہ میں بہت سے احکام بیان ہوئے۔ قصو مناسب سے لالہ جیوں کی پرورش اور ان کے ال کے حفاظت اور ان کے حقوق کی رعایت اور ان پر دم کرنے کے مسائل اور پروردافت و غیرہ کے متعلق کہ جس کا سلسلہ موت سے متعلق ہے۔ گرچہ ایماندار ہر طرح سے خدا تعالیٰ کے فرمانبردار ہیں مگر عرب کی جہالت اور وحشت ابھی دور ہوئی تھی اور ان کا درجہ ایمان تھوڑے عرصے سے رخصت ہوا تھا۔ اس لیے ان احکام پر روایت کرنے کے لیے شروع کا حکم نکالا کہ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَتُوکَ زَیِّنًا سے کیا اور اس میں اللہ سے ڈرنے کی ہدایت کا یہ فرمائی۔ ایک ہادیوں فرمایا کہ تم اپنے اس رب سے ڈرو کہ جس نے تم کو ایک شخص سے پیدا کر دیا اور پھر اس سے اس کی پوری پیداکر کے اس سے بہت سے سرد و گرم ترسوں پر پہنچا دیے۔ ان شخصوں میں چند ہر ایک کھتے رکھے ہیں۔ (۱) کتاب آیا کہ جس کے معنی پرورش کرنے والے کے ہیں تاکہ اس بات کا خیال رہے کہ خدا کا وہی پرورش کرتا ہے۔ ہم کو جس کی پرورش چھوٹی میں کھتے کہ کوئی چاہیے اور خدا تعالیٰ پرورش کرتا ہے اور یہی جگہ کہ جو پرورش کرتا ہے اس سے ڈرو تاکہ اس کی فرمانبرداری کرنا ضرور چاہیے اور خدا سے ڈرنے کے یہ بھی معنی معاذا اللہ وہ بڑا کہ ہے اسلاف کے ہم ہے اس سے پچھا چاہیے کیونکہ خدا تو سب محبوبوں سے محبوب اور سب پیاروں سے پیارا ہے۔ یہ معنی کس کی؟ تا فرمائی کرنے سے سرد و دھاس کا بد شرہ نصیب دیکھنا پڑے گا۔ (۲) یہ کہ تم کو ایک شخص سے پیدا کیا تاکہ یہ بات معلوم ہے کہ سب نئی آدم باہم ایک ہیں۔ کوئی کسی پر حسب نسب و نسب و صورت الی و جلوسے۔ یہ وہ متافرد و تحریف کر کے جو عمری اور حروت کے برخلاف ہے اور نیز یہ بات معلوم ہے کہ سب نئی آدم میں برادری ہے سب سے درجہ لی اور صلہ کی کرنا چاہیے اور یہ کہ تم کو آدم کی کو پرورش کرتے ہیں تو کیا ہوا آخر تم کو بھی کسی نے والا ہے۔ نَفْسِ وَاجِبَةٍ سے مراد حضرت آدم علیہ السلام ہیں جن کو خدا نے نسی سے بنا دیا اور جب ان کو تنہائی سے وحشت ہوئی تو ان کی باتیں پہلی سے ان کی یہی خواہاں کے سوائے وقت بنا کر نکلا دیا جس سے وہ خوش ہوئے۔ ان سے تمام نئی آدم کی نسل چلی۔ احادیث مجموعہ اور ثورات کتاب پیدائش میں اس کی تصریح ہے۔ تنہا حال اور درجہ اور جنس کے بعض فرقہ اس کے منکر ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ نوع انسان قدیم ہے بیحد سے ہے گرد و زری برس اس پر گذر گئے اور پیشہ رہے گی۔ یہ مذہب عقائد اور عقائد مرد ہے۔ پھر فرماتا ہے اللہ سے ڈرو کہ جس کا نام لے کر اور اس کا واسطہ لے کر لوگوں سے سوال کیا کرتے ہو کہ برائے خدا یہ کرنا چاہتی جب تم اس کے واسطے سے کام نکالتے ہو تو اس کا کہنا بھی مانو اور ان کے کام نکالنے میں بھی اس کا لفظ نہ کہ اس کے بعد فرمایا اور عام کرنا جس کے قرابت کا بھی لفظ نہ کہ بعض نے مجھ پر چاہا ہے کہ قرابت سے بھی تم سوال کیا کرتے ہو۔ عرب کہتے تھے خدا کہ اللہ والہ عام کہ خدا کے لیے اور قرابت کے لیے۔ پھر فرمایا کہ خدا تمہیں تاکہ رہے غافل نہیں تاکہ ہر وقت خدا رہے۔

وَاتُوا إِلَٰهِيَّ أَمْوَالَهُمْ وَلَا تَتَّبِعُوا الْخَبِيثَاتِ بِالظُّلُمِ وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ الْفُجُورِ إِنَّهُ كَانَ حُبًّا لَّكُم بَلْ لَّعَنَ اللَّهُ الْفُجُورَ ۝ ۱۰ فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوا

سے سمجھتے ہیں اس بات کے لیے ہے کہ ایک شخص کے لیے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ ہر مشاعرہ حضرات انجیل پر مبنی السلام کہ جن کی طبیعت میں عدل و انصاف نہیں کہ پا کر ہے سب کے لیے کثرت ازادواج اور بے تعداد بیویاں جمع کرنا مقاصد دنیاوی و دنیویہ میں ملگ ہے اور انسان کی ترقی و کمال اور مرد و عورت میں خلل اٹھانے کا ہے۔ مقاصد دیکھ میں اس وجہ سے کہ جب بہت سی عورتیں ہوں گی تو سب کے حقوق میں مساوات کا معاملہ مشکل ہے اور اگر انصاف کیا اور عقلی مرتبہ سمجھ میں ایک عورت کی ہادی آتی تو اس کثرت کا مقصد سے سب یہ اس قابل نہ رہے گا کہ اس کی طبیعت میں پامامت ملک اور جہلا کا دھار ہے۔ ہندوستان کے کھوسوں کی عین جونی میں پڑھ کر کثرت جنات سے جو کچھ ان کے کھوسوں میں برادری کر رہی ہے ظاہر ہے اور دنیاوی اثراتی کثرت حلالی ملک مانی کا مقصد نہ دیکھ میں آتی تو یہ ہر ہے آج کیا ہے کوئی کڑا تیار ہے کوئی کچھ اٹکتا ہے کوئی مہر کیا۔ اس کا سوگ ہے پھر اس قدر عورتیں ایک سے کیے مگر میری ہوتی ہیں اور سب کی طبیعت میں مساوی نہیں۔ بلکہ کیا کیا افراد و خلفاء عصمت کا بھی کر کے تنگ و ناموس شوہر میں دھبہ لگاتے ہیں۔ علاوہ اس کے ہر وقت عورتوں میں رہنا انسان کو تہارت اور سزاوارت کے ان کا سوا سے باقی آتا ہے جو اس کی ترقی و دنیا کی ترقی حیاں ہوتی ہیں۔ کیا خوب کہا ہے کہ کہنے ۔

فاحفظ مہنتک ما استطعت غلہ

علاوہ السیاح یحب فی غلاز سلا

اور یہ بھی خوب کہا ہے

مرا بیک دم شہدت کہ خاک ہر ادا میر زن نکواں شد ہا ہائے دواز

بہر حق یہ بات کہ شریعت محمدیہ نے کھوس بیویوں کے راہوں اور ہندوؤں کے جوئی اور نکاحوں کی طرح ملک پنا خلیع نہ کیا اور کیوں ایک ہی عورت پر حق حرم کرنے کا حکم نہ دیا۔ بر خلاف اس کے مسلمانوں کو چاہر کہ ان کی اجازت خود خود بیلیہ میری اصول و اسلام نے چار سے زیادہ لوگ بیویاں ایک وقت میں نہیں۔ آج کل کے زمانہ عرواں اور بیانی اور طرہ کش لوگوں کا اسلام پر ایک یہ بھی اعتراض ہے اور اس پر طبع کا تقریر دلی سے بڑھ کر دیتے ہیں بالخصوص ہادی بہت غلی چلتے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے:

دراپہ بات پر غور پر ظاہر ہے کہ انسان جب تک کہ اس جاہر عرواں میں ہے خواہ کوئی کھوس نہ دلی ہو نہ بیوی اس کو تمام زانی مانتیں پیش آتی ہیں۔ بھوک پیاس بھی لگتی ہے۔ اس کے بعد خیر بھی آتی ہے۔ پانچا پنا شباب بھی آتا ہے۔ اس کو کوئی روک نہیں سکتا۔ کسی طرح اگر اس کی کسی مشغول ہو نہیں تو کسی بھی بیوی اور کر پنا پنا پنا آتی ہے۔ اس لیے خواہ عورت کی طرف رجعت ہوتی ہے۔ یہی بات ہے۔ صرف اتنا فرق ہے کہ اگر وہ لوگ اس کو اس کے گل پر صرف کرتے ہیں۔ بے لوگ بے گل کام میں لاتے ہیں۔ اگر حق پنا نکھایا جاتا تو نہ قطع نہ انسان کے چاروں مصیبتیں پیش آتی خرام کار کا کٹھنات جاتا۔ رکھنے باوجود غلہ لے کے جب جڑ جس نے وہ تلاب صاف کر لیا کہ اس نہیں سائے متعلق تھا جس میں جرم و عورت ریتے تھے تو سنگوں کو پڑیاں حرامی بچوں کی عقلیں اور خواہر اور ہر پیک و بے گئے اصل کرانے گئے ان کو کوئی حساب ہی نہیں۔ علاوہ اس کے نہ داری و غیرہ اخلاق کی بددلی عرواں کی بددلی صلب ہوئی ہے اور ایک عورت پر عرواں کو پنا نہ کرنا بھی جنس لوگوں کی صفت میں فرق لاتا ہے کہ کہ اگر یہ سے یہ بات نہایت ہو گئی ہے کہ مرد کو عورت سے نکھر زیادہ قوت ہے اور نیز عورت میں پائیس برکت کی عمر میں اس پانچ نے کچھ کر دیا ہو جانی ہے اور مرد کے لیے یہ جتنی جوش

۱۔ عرواں کی کے سادہ اور انتظام خاص جملوں کا میں حصہ ہے اور ایک دلی اور ایک لکھی بھی نکاح پر ہوتا ہے۔ ۲۰۱۸

۲۔ چنانچہ ہادی لوگ بھی کھوس کے بعد کا فتویٰ دیتے ہیں جیسا کہ کتاب کی یہ اصلاح کا مضمون میں مکتبہ پر ۱۸۰۸ء میں کچھ ہیں تعداد ازادواج

کی اسرا میں عرواں نے اس کو کھوس کیا بلکہ برکت کا وعدہ کیا اور ان میں کھوسنے کے بعد کھوسوں کی اجازت دے دی تھی ۱۸۰۸ء

میں کیا چاہا ہے۔ چنانچہ پھر چند عرصہ کے بعد سورہ بقرہ میں حکم نازل ہوا اور آنحضرت ﷺ نے اس کی تفسیر فرمادی کہ اگر کس کو سورہ بقرہ پڑھ کر ایسا
 فہم کرے تو اس پر ۱۰۰ ہزار سالے مارنے چاہئیں اور اگر کبھی اس کی سات برس تک تلاوت بھی نہ کی گئی ہے اور جو حاملہ امرا یا عورت جس کو کھن یا
 کشت کہتے ہیں ایسا کرے تو اس کو شکار کرنا چاہیے۔ چنانچہ یہ بیان فرما کر آنحضرت ﷺ نے فرمایا عذہ اعلیٰ قد جعل اللہ لہن سبیل
 رواہ مسلم جو رات میں بھی رزاقی سزا ملتی ہے۔ چار گواہ اس لیے سترہ کئے کہ یہ بڑا نازک معاملہ ہے نہ کہ ایک کا جھوٹ یا نہ یہ بیان ہے مگر چار
 شہداء میں کا ہونا جو جماعت کا حکم رکھتے ہیں ایک جھوٹی بات پر حقیق ہونا غایتاً نا ممکن ہے اور اگر اس میں پرہیزگار بھی ملے تو غلط ہے۔ اس میں
 عداوت ہر اسے موت کے قاضی کی عزت پر بھی مدد لگتا ہے اور نیز یہ فعل اس سے سرزد ہوتا ہے اور کب سے کمر تہذبات میں دو گواہیں تو در
 ہر دو فعل کے خلاف سے دو گواہ کے خلاف سے چار ہو گئے۔

(۲) بوالذکابین اس سے مراد بھی مجاہد کے نزدیک قزاق ہے۔ نزول میں فقہ کما دنا خیر ہے۔ ہول اسلام میں صرف ایک اور عیسائی سزا
 سفر خجی کہ ان کو زبان سے ہر اچھا کلامت کہ وہاں کھوٹنا سے سزا ہے۔ مگر پڑا تو اس میں اور زیادہ کہ جس کو اس کا بیچا چھوڑ دو جو کچھ عرب
 ان گواہ کے عادی تھے ان کو بتدریج منع فرمایا۔ پھر اس نے بعد اپنی قیمت عقدہ ڈالی ہوئی کہ جس میں قید کا حکم ہوا۔ اس کے بعد پھر وہ دور
 میں سزا عیسائی کر دی۔ پھر کہتے ہیں وہابی سے مراد قزاق ہے۔ والد ان سے مراد اجماعت ہے اور قازاقا سے مراد قزاق ہے اور کبھی قزاقی امام اور
 سفید بیٹوں کا ہے کہ انعام کے لیے نہ آتا کھلم نہیں۔ اس کے یہ قزاق ہے نہ جہد۔ امام شافعی کہتے ہیں کہ قزاق کی سزا ہے وہی انعام کی۔
 صرف یہ فرق ہے کہ مصلوب کر دھن ہو اس کو عقیدہ کیا جاوے گا۔ بعض کہتے ہیں وہابی سے مراد قزاق ہے کہ عورت گارت ہے۔ یہ فعل کرتی
 ہے اور الذان سے مراد انعام ہے کہ جو دوسرے کو مارتا ہے۔ اول کی سزا قید ہے۔ دوسرے کی سزا پروردگار کا حکم سورہ نور میں ہے۔

زنا اور ادا کلام اور حق کی رہائی ظاہر ہے کہ ان سے انعام میں غلط ہوتا ہے۔ جب عورت عورت کی طرف متوجہ ہو کر اپنے شہر
 کی طرف کبہ رفت کرے گی خواہ کچھ خانہ داری میں شہاد پیدا ہو گا اور اسی طرح جب عورت عورت کی طرف روئی کرے گا تو عورت عورتوں کی
 طرف متوجہ ہوئی اور یہ نسل سے غمزدہ رہے گا۔ عورت کو کلمہ کی طرف متوجہ نہ کرے گا شامش ہو گا تو اس میں عورت کی غیرت لگی اور مصلوب کو زندہ بین
 عارض ہوتا ہے جو در ۲۰ سے نسل میں فرق آتا ہے اور کلفت خون بھی ہوتا ہے جو اکثر مشاہد میں آتا رہا ہے اور نیز اس سے روٹ پر بھی ہے۔ کبھی
 پیدا ہوتی ہے۔ اس لیے خدا نے اس کو حرام کر دیا اور اس پر سزا بھی مقرر کر دی اور آخرت میں روح کا معذب ہونا بھی بیان فرمایا۔ اسلام
 اس بات پر فخر کرتا ہے کہ اس کی برکت سے جس طرح شرک کی مٹائی ہوئی اسی طرح زنا بھی مرد اور عورت کو نہ ہو۔ اس لیے بے گناہی جو زنا
 کی طرف ایمان دیتی ہے جیسا کہ کل مصلح مذہب تماموں میں بھی دیکھا جاتا ہے اس کو بھی منع کیا یا اور عذاب کا بھی مصلحت سے عہد ہے۔

(۳) جبکہ یہ فرمایا کہ اگر وہ تو پر کر لیں تو ان سے غرض نہ کرو تو اس کے بعد توہ کے اوصاف بیان کرنے بھی مناسب ہونے لگے۔
 فَقَالَ إِنَّهُ انْفُوذٌ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ حَتَّىٰ إِذَا رَأَىٰ مِنْكُمْ سَمَكًا فَارْتَدَّ رَأْسَهُ فَفَلَاحٌ لَّكُمْ فِي سَمَكِكُمْ لِيَوْمِ الْآزِفِ ۚ يَوْمَ لَا تُغْنِي عَنْكُمْ كُنُوزُكُمْ وَلَا آبَاءُكُمْ وَلَا أُولَآءُكُمْ شَيْئًا سَمَكُكُمْ ۚ فَمَنْ يَعْلَم مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ ۚ فَمَنْ يَعْلَم مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ ۚ
 ہو۔ اس کو اس کے گناہ ہونے کا طعن ہو۔ دوسرے یہ کہ میں قریب مکتی موت سے لوہاں کے تار سے پہلے تو یہ کر لے پس کسی کو مدد میں ہے۔
 رہے۔ ان اور دشمنوں کے ساتھ تو یہ قبول کرنا عہد پر واجب ہے۔ اور حقیقت اس پر کوئی چیز واجب نہیں اور اعلیٰ عقاب ہے۔ مگر اس نے اپنے غفلت
 سے وعدہ کر لیا ہے۔ بعض کہتے ہیں علی اللہ کے سوا کسی اللہ میں نہیں کہ ان کو میں کی استدعا میں ہرگز کچھ فرق نہیں آتا ہے خدا تو حق تعالیٰ تو بہ
 عطا فرماتا ہے۔ اب وہ لوگ کہ جو گناہ گناہ کرتے ہیں یعنی گناہ کو گناہ جانتے ہیں ان کو تو بہ جلا قاضی قبول ہے کہ وہ لوگ بہت گناہ گناہ
 کے زیادہ مجرم ہیں اس لیے ان کی تو بہ کا ضرر قبول کرنا نہیں فرمایا نہ وہی گناہ ہے اور جہالت کے سختی یہ بھی ہیں کہ وہ حقیقت عذاب کو نہیں
 جانتے۔ سورہ انعام میں شامل ہیں۔ اس کے بعد میں نے تو بہ قبول نہیں۔ ان کا ذکر کرتا ہے۔ ولیست النوبة لکسی۔ اور انھوں نے تو بہ قبول نہیں۔

ایک دوسرے کو کس کو طلاق دے گا۔ کمالی دے گا۔ یہی اور اس عالم کا پردہ اس سے اٹھ جائے تب اس کی قبول نہیں۔ دوم کارہ سے وقت کھرے تو یہ کہے ایمان لائے تو اس کی بھی قبول نہیں۔ اس کا ایمان باس کہتے ہیں۔ کہ چاس کی جناب جناب عالی ہے وہ خدا وندوں کو نہیں نکال سوا کہ تو بد کردہ کہہ کرے بھر بھی اس کو سزا دے گا۔ جیسا کہ احادیث صحیحہ میں وارد ہے کہ جو عورت نکاح سے بد کردہ ہو وہ عالم ملکات نہیں۔ بھر جو شکست ہو گیا تو کیا عدالت میں حاضر کیا گیا۔ اب غور کا زمانہ نہیں۔ اب اس کو سزا ہوگی پہلے طلاق کرنا تو مضائقہ نہ تھا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَرِثُوا النِّسَاءَ كَرِهًا وَلَا
تُخْضِلُوهُنَّ لِتَذْهَبُوا بِبَعْضِ مَا آتَيْنَهُنَّ إِلَّا أَنْ يَاتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ
مُبِينَةٍ ۚ وَعَلَىٰ شَرُّهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ ۚ فَإِنْ كَرِهْتُمُوهُنَّ فَعَسَىٰ أَنْ تَكْرَهُوا
شَيْئًا وَيَجْعَلَ اللَّهُ فِيهِ خَيْرًا كَثِيرًا ۝ وَإِنْ أَرَدْتُمْ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مِّمَّا
زَوَّجْتُمْ وَأَنْتُمْ مُحِبُّونَ فَاعْلَمُوا أَنَّهُ شَيْئٌ ۚ اتَّخَذُوهُ بَهْتًا ۚ
وَإِنَّهُ مُبِينٌ ۝ وَكَيْفَ تَأْخُذُونَهُ وَقَدْ أَفْضَىٰ بَعْضُكُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ
وَأَخَذَ مِنْكُمْ مِيثَاقًا غَلِيظًا ۝

ایمان والو! تم کو یہ حال نہیں کہ تم زبردستی سے عورتوں کے وارث بن جاؤ۔ اور ان کو اس لیے روک نہ کہو کہ جو ان کو دے چکے ہو اس میں سے کچھ ان کو لو
(ایمان والو! کہہ دو کہ تم کو یہ کہانی کرنی (اور تو یہ جانتا کہ تمہیں اور ان کے ساتھ ابھی طلاق سے جو کچھ بھلا کر دو تم کو کسی سبب سے پہنچے نہ ہوں تو
میں سے کہ تم کو کبھی چیزیں پہنچیں ہوں اور ان میں اتنی چیزیں (اور نہ کہتے) کہ تمہیں پہنچے ہو کہ وہ اگر ایک بیوی کی جگہ دوسری بیوی پہنچا دیا اور
اس کو بہت سالوں سے چکے ہو تو تم اس میں سے کچھ بھی نہ لو۔ کیا جتان باندھ کر اور مرنے سے جا اڑا۔ اس کے اس میں سے اور (کھلا) تم اس کو
کیونکہ ابھی لے لو کہ مال کا ایک حصہ ہے۔ یہ عجب ہو کر لے چکا۔ علاوہ انہوں نے قسم سے کا قول بدتر ہو گیا ہے لیا ہے۔

ترکیب: اَنْ تَرِثُوْا تا اولیٰ مصدر ناقص لا یحِلُّ اور کو ماصدہ اور حال ہے مضارع سے اور وہ (الحکم والعدل) کا ما جاتا ہے تَرِثُوْا کا کام
مضارع ہے تَخْضِلُوْا سے اِنْ تَرِثُوْا نہ ہوں استثناء منقطع ہے۔

تفسیر: تو یہ کہ عورتوں کے کچھ حصوں کے متعلق احکام بیان فرماتا ہے۔ لیا م جائزہ میں عرب طرح طرح سے عورتوں کو تکلیف دے
تھے جس سے ان بات میں منع فرماتا ہے۔ اولاً نہ بیکر نہ کچھ حرب میں پہلے دستور تھا کہ سب کوئی شخص بیوی چھوڑ کر مرنا تھا تو اس کا بیٹا جو
دوسری بیوی سے ہوتا تھا اور وہ وارث آکر اس بیوی پر کچھ اڑا دیتا تھا اور کچھ تھا کہ جس طرح میں میت کے مال کا وارث ہوں اسی طرح
اس کی بیوی کا بھی۔ اس کے بعد یا تو بھروسہ خود نکاح کر لیتا تھا یا اور سے نکاح کر کے اس کا سر آپ لے لیتا تھا۔ یہ بات عورت پر اس کی
خود بخود ہی کے لحاظ سے نہایت شاق تھی۔ اس لیے اس کو حرام فرمایا اور یہ بھی ہوتا تھا کہ بیوی اور مرد نکاح سے الگ کر دیتے تھے۔ جب دوسری
توان کے آپ زبردستی وارث بن جاتے تھے۔ سو یہ بھی اس آیت سے حرام ہے۔

وَالَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ فَكُلُوا مِمَّا رَزَقَ اللَّهُ مِنْ قَبْلُ ۚ وَالَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ فَكُلُوا مِمَّا رَزَقَ اللَّهُ مِنْ قَبْلُ ۚ

دستور تھا کہ جب کسی عورت منکوحہ سے الگ ندرت کر جاتا تو اور اس کو ہر وہ نہ پکھنے جتنے تو اس سے نہایت بد چلتی سے پیش آتے تھے تاکہ یہ مجبور ہو کر ہر دامن دے کر خود طلاق طلب کرے۔ اس کو بھی اس آیت میں منع فرمایا کہ اس نے ان کو سخت بند کر کے لوگوں کو سمجھ کر مجبور کر دیا ہے واپس لوہار بعض طلاق دے کر بھی روک رکھتے تھے اور دے کر منع نہ کرنے دیتے تھے۔ ہر دامن لینے کے لیے سوئے بھی منع ہے۔ فرماتا ہے ایسا فعل جب مضائقہ نہیں کہ جب عورت کا تصور ہو نہ عام خانہ داری کا تصور بلکہ فاضلہ یعنی جب اس سے زنا چاہا کہ اس سے طاعت ہو جارت تب اس کو مجبور کر کے ہر دامن لینا کچھ مضائقہ نہیں بلکہ ایسے وقت میں علماء کے نزدیک ہر دامن واجب نہیں رہتا۔ اس کے بعد فرماتا ہے جو لوگوں کے ساتھ جو دھڑ سے انصاف اور بہت سے گزرا ان کیا کر دے جو اس کی صورت و فعل یا کسی بات سے نفرت تھا اس نفرت کو دل میں جگہ دے کر خانہ بدوشی نہ کر دے۔ انجام ہر طرح کا خدا کو مضمون ہے۔ شاید اس غرضی اور کردہ عورت میں تمہارے لیے کوئی عمدہ فائدہ ہو۔ خدا اس سے اولاد صالح پیدا کرے۔ یا اس کے اخلاق نہ بدھری کے بابت مہمہ ہوں اور غیر ملکی اور مغیبت میں آسانی کے باعث ہوں اتنی چلی جس کو تم پسند کر دے۔ اس میں کیا کیا خفا نہیں۔

سوم: **وَالَّذِينَ آمَنُوا** کی نصیحت کے بعد بھی اگر انسان دوسری بدی کرنے اور بدی کے چھوڑنے میں بعض دیر و ضرور یہ سے مجبور ہو تو اس کے لیے فرماتا ہے کہ جو کچھ کرنے میں دیر ہے وہاں کوئی عیب نہ ہو اس کو ہرگز واپس نہ لو اور نہ کوئی کئے سے ہو۔ تم نے ان سے غلطی ہو صحبت کر لی ہے، تم سے ہر کمال واجب ہو جاتا ہے اور علاوہ اس کے وقت نکاح تم نے ان کو دلا داری کا اقرار دیا ہے جو تم نکاح سے سمجھا جاتا ہے۔ عرب میں ایسی حالت میں عورت پر بہتان لگا دیتے تھے تاکہ وہ ہر سے بھر رہے۔ اس کو منع فرماتا ہے کہ کیا تم بہتان باندھ کر ہر دامن چاہتے ہو لیکن میرے کردہ۔

وَلَا تَنْكِحُوا مَا نَكَحَ آبَاؤُكُمْ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ۚ إِنَّهُ كَانَ
فَاجِشَةً وَمَقْتًا ۚ وَسَاءَ سَبِيلًا ۝ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ
وَأَخَوَاتُكُمْ وَعُمَّتُكُمْ وَأَخَلَتُكُمْ وَأَبْنَاتُ الْأَخِ وَبَنَاتُ الْأَخِ وَهُنَّ
أَرْضَعْنَكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ مِنَ الرِّضَاعَةِ ۚ وَأُمَّهَاتُ نِسَائِكُمْ وَزَوَّجْنَكُمْ النِّسَاءَ
فِي حُبُورِكُمْ مِّنْ نِّسَائِكُمُ الَّتِي دَخَلْتُمْ بِهِنَّ ۚ فَإِنْ لَّمْ تَكُونُوا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ
فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ ۚ وَحَلَائِلُ أَبْنَائِكُمُ الَّذِينَ مِنْ أَصْلَابِكُمْ ۚ وَأَنْ تَجْمَعُوا
بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَّحِيمًا ۝ وَالْمُحْصَنَاتُ
مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا مَلَكَتْ لَكُمْ لَكُمْ فِي كِتَابِ اللَّهِ عَلَيْكُمْ ۚ وَأَجَلَ لَكُمْ مَا وَرَاءَ
ذَلِكَ أَنْ تَبْتَغُوا بِأَمْوَالِكُمْ مُحْصِنِينَ غَيْرَ مُسْفِحِينَ ۚ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ

۱۰۰۰

کے اجتماعِ غیر خانہ داری کا کوئی سامان ہی نہیں ہو سکتا اس محبت کو اختلاف سے کہ جو ان غرضوں کو بچے پیار سے بھائی بنے پیچھے باپ سے ہے
مطلقہ محبت ہرگز بڑا فساد پھیلاتی ہے۔ اہم جب انکس پرستوں سے نکاح درست ہوتا تو حقِ زوجیت کو ملامت سے قائم نہ ہوتے اور در
صورت عدم انجام پھر بھی عی و محبت کی طرف سے کون ملامت کرنے کوڑا ہوتا؟

روحانی قیامت، روحانی قیامت سے یہ کہ ملامتوں کے لوگوں کو اس محبت سے ایک غرتِ غامی ہے جیسا کہ ہر سے دماغ انسان کو
ہے۔ پھر اس غرت کا اثر اس کی روح تک اس طرح سرایت کرتا ہے کہ جس طرح اجرامِ ملوہ آفتاب و قمر کا اثر زمین کے نباتات پر جس
کی اس کی روح ہر ایک حکمت و مرض طاری ہوتا ہے جو بعد مردن اس کے لیے خراب اہم اور نازعہ کا مژدہ دکھاتا ہے۔ رہی اور سات
اور نہیں ان میں سے دودھ کی مٹی اور ان میں تو وہی بات ہے جو حقیقی میں ہے۔ روحی سامانِ سالی بھائی کی بی بی بیاب کی مٹکوت سو اگر ان کے
پاس یہ لوگ نہ آگیا جواہر تو خانہ داری میں غرق آتا ہے اور زہری غزلِ قید کی ہو جاتی ہے اور اس صورت میں نکاح امر جائز ہو تو شیخ
پانے کا سوختہ بنا اور پھر اپنے بیٹے بیٹوں میں رکارت سے وہ فساد پیدا ہوتا کہ جو جہان سے باہر ہے اور نیز انکی حقوق تلف ہو جاتے۔ اس
بے خدائے انبیاء کی معرفت ان کو حرام کیا اور جو کرم کوئی مرکب ہو تو اس کے لیے دیا آخرت میں تمام عدوئی کی سزا مہم کی۔ اس پر بھی ٹھہرو
کا یہ کیا کہ ان اور بیوی میں کچھ فرق نہیں۔ صرف رسم و رواج مانع ہے اور صلحت کے لیے دینی و فاعل مردن سے منع کر دیا ہے ورنہ عذاب و
ثواب یکو نہیں (ختمہ بیوقوفی ہے۔ بعد اس کے صوری بیعت یہ بھی رخصت دے دیا کہ صبرِ شہرہ ہونے کے بعد باہمی رضا مندی سے اس کو کرم
زیادہ بھی کر سکتے ہیں خواہ باطل محبت سبالت کر دے تو جائز ہے۔ ان سب امور کی محبت کی طرف ملاحظہ کان ملاحظہ کیا میں اشارہ فرمادیا۔

وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا أَنْ يَنْكِحَ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ

أَيْمَانُكُمْ مِنْ قَتْلِهِنَّ أَوْ الذُّرِّ أَنْ يَحِبَّهِنَّ ۚ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِأَيْمَانِكُمْ ۖ بَعْضُكُمْ مِنْ

بَعْضٍ ۚ فَانْكِحُوهُنَّ بِإِذْنِ أَهْلِيهِنَّ وَأَتُوهُنَّ أَجُورَهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ ۚ مُحْصَنَاتٌ

غَيْرُ مُسْلِفَاتٍ وَلَا مُتَّخِذَاتِ أَخْدَانٍ ۚ فَإِذَا أَحْصَيْتُمْ فَإِنْ أَتَيْتُمْ بِفَاحِشَةٍ

فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنَاتِ مِنَ الْعَذَابِ ۚ ذَلِكَ لِمَنْ حَشِيَ الْعَنَتَ

مِنْكُمْ ۚ وَأَنْ تَصْبِرُوا خَيْرٌ لَكُمْ ۚ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿۱۹﴾

اور جس کو تم میں سے (اہلِ محبت کا) عقد روز ہو کہ وہ آزاد مسلمان غرضوں سے نکاح کر سکتا ہو مگر جہتہ سے ہند میں مسلمان لوطیوں میں (ان سے ہی
نکاح کرے گا اور انہی قرار سے ایمان سے خوب واقف ہے۔ تم انکس میں ایک ہو سنا ان سے ان کے انگلیوں کی اجازت سے نکاح کر اور ان کو ان کے
مرد و ستور کے سرائی (ان کا) بی بی یا عاتے کے لیے ہے نہ کہ شہوت الہی کے لیے اور غلی آسانی کے لیے۔ پھر جب وہ نکاح میرا جائے اور
نکاح میں آئے پیچھے پھر اگر روز نکاح میرا ہو جائے اس کی آگے سزا ان پر ہے یہ (مطلوبوں سے نکاح کی اجازت اس کے لیے ہے کہ جو تم
میں گناہ کرنے کا اندیشہ رکھتا ہو اور جو میرا روز نکاح سے لیے پھر جہاد اللہ عاتق کرنے والا مسلمان ہے۔

۱۹ لوطیوں میں سے (اہلِ محبت کا) عقد روز ہو کہ وہ آزاد مسلمان غرضوں سے نکاح کر سکتا ہو مگر جہتہ سے ہند میں مسلمان لوطیوں میں (ان سے ہی

ترکیب کوئی نہ نہ خطہ شرفین مائیکت حجاب۔ طولا فصول یکتہ انہ یکتہ مستحب ہے طواریک اور سے۔ متعینات
 مانا ہے میر جس سے۔ وڈ متعینات ان خطہ ہے مسکت پر آؤدان جمع شدن مل اعدان کسی پر شہد اکمالی۔ خاک اکر شرف
 یکتہ لحنی شرف وڈا اک مجموعہ جواب۔ ان تصور واسطہ اہلکہ خبر۔

تفسیر: آزاد و توتا سے نکاح کرنے میں سہرگی زیادہ دیا ہوتا ہے بلکہ صرف سہرگی نہ دیتے ہیں اور تجریدی ایک مسیبت ہے۔ آزاد کا
 اور آزاد کو اس لیے لوطی چھو کر جن سے نکاح کی اجازت دی۔ نکاح کوئی نہ نہ خطہ یکتہ ان کہ جس کو آزاد مسلمان جو دین
 سے نکاح کرنے کا حقدار نہ ہو کسی مسلمان لوطی سے نکاح کرنے بشرطیکہ وہ مختل ہو یا کھانا ہو۔ زانیہ اور مرد پرودا شہابی کرنے والی نہ
 ہو۔ دوم یہ نکاح اس مسلمان لوطی سے اس کے مالک کی اجازت سے کرنا کہ نہ ان کو تمہارے اعلان اور دی حالات معلوم ہیں اور اس میں
 کوئی عادی نہیں۔ کسی لیے کہ نہ اس کے مالک سے نکاح کیا گیا ہو۔ لوطی ہوتا عادی بات ہے اور جو کچھ نہ نکاح دستور اور دینی کے موافق
 ان کے میر: عارف ہوا دیتے رہو نہ کہ ان کے مصارف کا بار مالکوں ہی پر ڈال دیا اور نہ یہ ہو کہ ان سے نکاح نہ کرنا چلی آئی کی کر کے
 شہوت دہلی کر دے۔

فواکد: انہ نہ نہ خطہ یکتہ طولا۔ حول لوطی اور غرضی اور باقیم شد نص ہے یہ معنی ان میں اس وجہ اور علیہ اور سعید بن میر نور
 صدی اور اوڈی دلیجیم نے لیے ہیں اور قتادہ و لحنی اور لوطی کے نزدیک میر مراد ہے کہ ہم اس خطہ کی شرط سے بطور معلوم انہ امام شافعی
 خطہ نے یہ بات نکالی ہے کہ لوطی سے جب نکاح درست ہے بلکہ ان کو نہ سے نکاح کرنے کی قدرت نہ ہو ورنہ نکاح اور مسومات کی قید
 سے یہ بات ہوتی ہے کہ کارہ و لوطی سے فواکد اہل کتاب ہی کو نہ ہو نکاح درست نہیں۔ امام ابو حنیفہ خطہ کہتے ہیں یہ شرعاً ناجائز
 بات ہے لیے ہے نہ کہ لوطی کے لیے اور مسومات کی تبد بطور تعلیقات کے ہے لحنی افضل ہے بعد نہ جب نکاح کرنا چاہیے نہ ہو کہ ہے تو
 لوطی کا کہ ہے کیوں نہیں ہو سکتا؟ چنانچہ یکتہ یکتہ یعنی اہل اسلام کی لوطی سے نکاح کرنا نہ ہو۔ لوطی کی سے کہ کہ سن سے نکاح کی
 کی ضرورت ہے؟ (۱) لوطی کوئی نہ نہ خطہ لوطی کو میر دینا اس کے مالک کو دینا ہے کہ لوطی کی برائیک جائزہ دینی کا لوطی مالک ہے۔ میر
 ان دونوں باتوں میں تضاد ہی بات کہ کہ قرآن پر اعتراض کرنا ہوتی ہے۔ امام مالک خطہ بطور الفاظ سے استدلال کر کے میر کو خاص
 لوطی کا ہی حق قرار دیتے ہیں۔ (۲) لوطی کا نکاح میں آج اور میر نکاح کرنا کریم جو تو جو عورت کی زبان میں سزا ہے اس کی
 نصف لوطی کی ہے۔ مرد پر سہرے ہیں تو لوطی پر بیانی اور میر چہ نہ تصنیف کے قاع میں اس لیے لوطی پر میر نہیں اور میری غلام کا نکاح
 ہے اور یہ اس لیے کہ جب نہ نکاحی کے لوطی کا میرا نام نہ اس سے اخذ نہ کرنا پڑتا ہے۔ اس لیے لوطی پر نہ نسبت مرد کے عقل ہے اور
 نیز میرا ہر وقت ہوتی ہے۔ غازی کی شرط سے بعض نے یہ لکھا ہے کہ لوطی کی نکاح میں نہ آئی اور میر نکاح کر کے تو اس پر نہ نکاح مانی پڑے
 گی بالان تلویر ہوگی۔ چنانچہ طحاوی و سعید اور ابو سعید اور داؤد ظاہری کا تہا لوطی سے نکاح کرنا چاہیے جس میں (۱) جس کو لوطی پر میرا ہر وقت
 روایت کیا گیا کہ لوطی زنا کر کے تو اس پر حد نہ کرنا میرا کر کے تو میرا حد قائم کر دلا میرا مسلم میں ہے لوطی کی غلاموں پر حد قائم کر دلا میرا
 محسن ہوں یا نہ ہوں (۲) لوطی سے محسن کے معنی محسن نے مسلمان ہونے کے لیے تین ایک امور دی میں ان میں مسودہ ذکر وغیرہ

يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّيسَ الَّذِي فِيكُمْ وَيُقَدِّمَ لَكُمُ الْيُسْرَىٰ وَيُؤْتِيَ لَكُمْ مِنْ فَضْلِهِ ۗ وَاللَّهُ يَبْسُطُ الرِّيسَ وَيُغْنِي لَكُمْ عَنْهُ ۚ وَاللَّهُ يَبْسُطُ الرِّيسَ وَيُغْنِي لَكُمْ عَنْهُ ۚ وَاللَّهُ يَبْسُطُ الرِّيسَ وَيُغْنِي لَكُمْ عَنْهُ ۚ وَاللَّهُ يَبْسُطُ الرِّيسَ وَيُغْنِي لَكُمْ عَنْهُ ۚ

میں مرزا، اپنے شاہ جہاں نامیہ کا تذکرہ کرتے ہیں اس میں قاتل ہے۔ قصہ طعنہ کے قریب ہے کہ وہ اپنے آپ کو قتل کرنے کا ہی جرم سے اس کو تہنیک اس عالم میں مذہب و مہر دے گا جو اس میں غیر قاتل کرنا بھی مراد ہے کیونکہ سب کی بھی منزل کس واحد ہیں۔ سو یہ بھی ہے۔ اول تو اس شخص سے اس طعنہ سے منع فرماتا ہے کہ نہ کی تم پر سر ہوئی ہے۔ انسان عظیم مراد معانی ہے اور یہ طعنہ اس کی مثال ہے۔ اس کو اپنے پرانے بندہ پر رحمت نکال دے جس طرح کہ اس کا باپ کو بچے بل جیوں پر ہوتی ہے۔ چنانچہ کھون کا قتل کر کے چنانچہ خود سے مال کھ جائوں وہ آپ کو جس کا قصص میں ظہوریت کا نہیں کہ قدرت مطلقہ سے اور یہ بھی اشارہ ہے کہ بہت تسلی تو بدنی امور میں کی طرح قتل نہیں ضرور نہیں کی کیونکہ تم پر بھیان ہے اس کے بعد اس کی مراد سے کہ اپنے کے لیے جنم ہے۔ مکتوبات و ظلمات سے اس طرف اشارہ ہے کہ قصہ وغیرہ حقوق میں قتل سب سے ہے۔ اس گناہ کے بعد تو یہ کہ ریت داتا ہے کہ اگر تم گناہ گناہ سے بچے تو جو کے ہم قہر سے پہلے گناہ صاف کر دیں گے خواہ وہ صاف ہوں خواہ کب نہ بڑھیکہ حقوق خداوندی یا بعد از موت کر دیں گے۔ کہ تو نہیں کہ اس قتل کرنا ہی کہ تو نہ کرنا کہ اس کو آپ کی طرف مانی کرنا، وغیرہ جن کی تحریر گاہ دیت میں مہر ہے لہذا سے بچنے کی ہوں یہ کہانی کہ کہہ کر مغاڑ سب سے چنانچہ جن سالانہ عداوت ایک کا کام نہیں۔

وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللَّهُ بِهِ بَعْضُكُمْ عَلَى بَعْضٍ ۚ لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا
اَكْتَسَبُوا ۚ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا اَكْتَسَبْنَ ۚ وَسَلُّوا اللَّهَ مِنْ فَضْلِهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ
كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ۝ وَلِكُلِّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدِينَ وَالْأَقْرَبُونَ
وَالَّذِينَ عَقَدَتْ أَيْمَانُكُمْ فَآتَوْهُمْ نَصِيبَهُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَىٰ كُلِّ

شَيْءٍ شَهِيدًا ۝

اور جس چیز میں تم نے تم میں سے ایک کو اور سب پر نصیب دیا ہے اس کو جو دیا اور مراد اس مال کی کہ نصیب اور جو توں کو اپنی مال کا نصیب ہے اور اللہ سے اس کا فضل مانا کر۔ رنگہ کہ مراد یہ چیز جانا ہے اور ہم نے اس کا نصیب اور اس کے نصیب سے نصیب کے لیے وارث بنا دینے ہیں اور جن سے تم نے تمہارا عداوت کیا ہے اور (میں) ان کا نصیب سے دیا ہے۔ یہ نصیب اس کے اور ہم جج حاضر ہے۔

ترکیب: اما کسی لفظی یا کرہ موصول اور جارحہ میں ضمیر کے مضاف کے مفعول ہے فضل کا نصیب ہوتا اور جو حق پر مقدم ہوتا کہ اس نصیب سے مطلق ہے جو کہ نصیب کا مضاف الیہ صرف اس لفظ مضاف کا مفعول اول موالی جمع موالی ہے اور علی بنکلی حق جاننا اور ہر حال حدیث انعام کے بعد سلطنت جو سے متعلق کیا ہو جائے ہیں اور عرب سے مال اس کی کہ جو پرست قبول اور ان کے اس اخلاقی تہذیب اور اخلاق کے لیے نصیب دینے کے اس جو مراد کی مراد یہ کہ ان آیات میں کہ نصیب سے اللہ سے اور اللہ کا ہے اور

ع اور عداوت اور نصیب سے پاک ہے۔ یہ تہذیب اور عداوت

۱۱۱ اور اسلام میں لوگ مطلقاً کہ نصیب کا ذکر نہ کیا ہے۔ یہ حق انصاف سے علی اللہ علیہ السلام نے ہر امر میں کا حق پرست اور اللہ پر حقان اور ان میں سے ایک اور نصیب سے نصیب کا حق نصیب ہے اور اس کے علم ہر امر میں کے حق پرست کے حق نصیب سے کے حق نصیب دینے کی وجہ سے اس حق پرست کے حق نصیب دینے کا حق ہے۔

أَتَقُوا مِنْ أَمْرِ إِلَهُكُمْ، فَالضَّلِيلَةُ قَبِلَتْ حَفِظَتْ بِالْعَدَبِ بِمَا حَفِظَ اللَّهُ
وَالَّذِي تَخْتَفُونَ نُشُوزَهُمْ فَعُظُوهُمْ وَاهْجُرُوهُمْ فِي الْمَضَاجِعِ وَاصْبِرُوا
وَإِنْ أَطَعْتُمْ بَلَا تَسْبَحُوا عَلَيْهِمْ سُبْحًا، إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا كَبِيرًا ﴿٥٠﴾
وَإِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوا حَكَمًا مِنْ أَهْلِهِ وَحَكَمًا مِنْ
أَهْلِهَا، إِنْ يُرِيدَا إِصْلَاحًا يُوَفِّقِ اللَّهُ بَيْنَهُمَا، إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا خَبِيرًا ﴿٥١﴾

نہ چاہیے اور یہ ظاہر ہے کہ یہ کسی مریض کی دوا ہے اس کی رضا مندی اور اس سے بخوشی و رغبت پیش آنا فرض کر سولی کا باعث ہے اور نہ مذکورہ شخص جو جلا سے کسی گھر اس کے عورت پر جیسا کہ آئے ہیں ممکن تہہ یہ بھی رکھی جائے کہ وہ نہ ہو مگر وہ اللہ کی عزت و کرامت میں (جیسا کہ اس زمانہ میں سکولوں میں پڑھ کر جو نہیں وکلانہ ہوئی تھی جتنی حد تک ہے حیالی اور نفس اور زمانہ کاری کا تہہ یہ کہ کھانا جاتا ہے اور نہ کھانا بھی و عورت میں اس کی آواز انا آواز عورت پر برداشت کرنے کا اور اس کے دوستوں سے ملنے کا کافی تہہ یہ کہ بدولت غازی ہو جاتا ہے) اس کے بعد بھی اگر عورت کے لیے تو ایک شخص عورت کے کہہ کا اور ایک مرد کے کہہ کا جو دونوں کے حالات سے بخوشی و رغبت ہوں یا ہم یہ لفظ کر دیں مگر ایک نئی اور اعلیٰ حد تک دیکھ کر بھی نہ کہ خدا کی شان میں افسوس کہ کھانا پے ہو کر خانا آبادی ہو جائے اور جو تہہ کے لیے نہیں تو اور ایک وقت کا ہم کر لے جائیں۔ مام شافی اور مالک و رقی اور اور ان کی پیچیدگی بلکہ حضرت عائشہ و امی و امی عباسی علیہ السلام کا یہ قول ہے کہ اگر کچھ لکھنے عطا کیے اور کوئی چارہ نہ ہو تو ہر باہمی طرح ملے ہوتا نظر نہ آوے تو ان کا اختیار ہے کہ عطا کیے دے دیں اور عطا اور مسن اور سن زید اور امام ابو حنیفہ وغیرہم عطا و کچھ بھی فرماتے ہیں کہ عطا کا اختیار انہیں نہیں۔ یہ بات میں کہ عورت کے تہہ میں ہے۔ ان کی اہمیت ہوتی مصلحت تہہ نہیں۔ حکمتا من اعدا یک لطیف اشارہ اس طرف بھی ہے کہ حاکم و قاضی جو فیصلہ کرے و فریقین کے حال سے بخوشی و رغبت بلکہ اسی قدر سکا ہوتا کہ کوئی بات اس پر تھی نہ ہوا ہے۔ یہ مطلب شان کہ جن کے بے حسرت تہہ بھی انہیں ہوں اور عطا و غیرہ و اس پر یہ فیصلہ کریں۔

وَاعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تَشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَبِذِي الْقُرْبَىٰ
وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكِينِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنبِ
وَابْنِ السَّبِيلِ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ مَن كَانَ مُخْتَالًا
فِخُورًا ۝ الَّذِينَ يَخْلَوْنَ وَيَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَيَكْتُمُونَ
مَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ ۖ وَأَخَذْنَا لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا مُّهِينًا ۝ وَالَّذِينَ
يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ رِيقًا نَّارِيسَ وَلَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَلَا بِالْيَوْمِ
الْآخِرِ ۚ وَمَن يَكُنِ الشَّيْطَانُ لَهُ قَرِينًا قَسَاۗءَ قَرِينًا ۝

اور ان کی عبادت کی کہ وہ اس کے ساتھ کسی (بھی) شریک نہ کیا کہ وہ اس کا بپا اور ذات داروں اور قریبوں اور مسکینوں کے ساتھ بھی بپا اور قریب و مسابہوں میں مسابہ کے ساتھ اور پس پیچھے والے اور مسکن کے ساتھ بھی اور مسافر اور غلاموں کے ساتھ بھی (بھی) کیا کہ اسے شک اندک اور اس نے ان کے مال سے اسلئے پس لکھا ہے۔ یہ ہیں جو کسی عمل کرتے ہیں اور لوگوں کو بھی مل کر رکھتے ہیں اور جو کچھ ان کو اپنے اپنے فضل سے یا بتا ہے اس کو چھپاتے ہیں اور ہم نے ان کے لیے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے اور یہ ہیں جو ایمان بالوں کے رکھنے کو خرچ کرتے ہیں اور خدا و ایمان پر کئے ہیں اور نہ قیامت کے دن پر اور جس کا شیطان ساتھی ہو تو وہ ایسی بات بھی ہے۔

ترجیم: ارحمہم اللہ کے منصب میں چند چیزیں سواہ ائمہ بیان ہو چکی ہیں۔ الخشب یعنی عین اور ان کے بعد اور کون کون و ذل و غر سے پڑھ جاسکتا ہے جس کے معنی جھٹل کے ہیں۔ یہ وصف ہے الخیار کا کہ الخشب کی جگہ بھی تو ہے یہ ہوتا ہے۔ لَنْفِقْنَ یَخْلَوْنَ مِمَّا جَزِیْضًا

یہود کے اقبال ملک دنیا کی غرضی ہو چکی تھی۔ اس لیے ان میں انکا مال کی بات سمجھنا اور یہ بات سد اسال سے ان میں تھی، ان کے علماء دنیاوی میں سے ہر ایک قسم کی تفریق اور اولیات قاسدہ کرتے تھے۔ چنانچہ جن عقائد تورات میں اب تک حضرت مسیح علیہ السلام اور حضرت محمد ﷺ کی خبریں پائی جاتی ہیں ان کے حریب و غریب معانی کا کران دونوں رسولوں کا انکار کرتے ہیں اور ان کے کتاب میں بھی انہوں نے ایسا کیا کہ عہد متفق کے کسی نسخہ کا بھی اعتبار مستغف حراج کے نزدیک نہیں رہا۔ یہ ان کا دوا دوا و ہر دوا مخالف اور متضاد کے مصلوں ہئے اور حلقہ کے دستور ہونے اور ملک کا خدات و کتابت نے بھی عہد متفق بلکہ عہد جدید کو الٹ پلٹ کر دیا مگر کتابوں کی خود غرضیوں اور سونے بھی ہزاروں اختلافات پیدا کر دیے اور پھر صحابیوں میں بھی ایسی بات پیدا ہوئی تھی کہ کوئی مشترکہ بھی یہودی الاصل تھے۔ یہاں تک کہ آنحضرت ﷺ کے عہد میں اس موعظان سے تیزی کا کچھ لگا نہ رہا تھا۔ اس لیے ان کے علماء و بخت استدلال الہی انہوں سے کسی کو ہتھیار نہ لگتے دیتے تھے۔ کہ چہ عیسائی علماء کے بارہویں تہر تو میں مدی صوبی میں ان کے کی مرست کرنے میں بہت کچھ کو شعل کی مگر جب مقابلہ کیا تو پھر بھی ہزاروں ہی اختلافات ہائی رہ گئے۔

آج کل عیسائی مختصری الہی امام کے مقابلہ میں یہ دو امتوں کو حریف کا انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں بھلا کوئی اپنی مذہبی کتاب میں ایسا کر سکتا ہے اور نہ کسی نے کہا تو اور کس اس کی نیات کب چلنے دیتے ہیں؟ پھر انکار شاید عقائد لوگوں کو تو نہ در ہیں ان اور مگر جو باطل سے بول رہا تھا وہ ان کے دہرہ بہت دھری اس کا کال ٹیٹ ہے کہ اب بھی اس قوم میں عادت نہ بھاننا عاثر پاتی ہے۔ اس مختصر بحث میں گھٹنا نہیں کر رہا ہر ایک قسم کی حریف پر سنگسار و شہرہ پیش کر کے مگر کسی قدر اول قیل کر کے ٹوند دکھا دیوں تاکہ قرین کو تشدد یق ہو۔

شاہد اول: حتیٰ نے اپنی انجیل کے دوسرے باب میں لکھا ہے کہ "میں نے جیسا کہ میں نے شریعت میں لکھا ہے کہ جس کا نام یہود تھا جانے دیا کہ وہ جو نبیوں نے کہا تھا پورا ہو کہ وہ یہودی کہلائے گا" حالانکہ اب کسی نبی کی کسی کتاب میں نہیں کر سکتی پیدا ہو کر باسری کہلائے گا اور اس کے لیے ضرور وہ کسی کتبہ تک نے اپنے سوالات مطبوعہ سن ۱۸۴۲ء میں لکھا ہے کہ اس مقام پر کہ پر اسم اپنی نبی تفسیر میں لکھا ہے کہ یہود نے کتبہ بنایا کہ نہ صرف غفلت بلکہ بددیانتی اور عداوت سے جلا دیا اور کسی میں قبول کر دیا۔ انھی کا صاحب اس سے بڑھ کر اور کیا جوت ہوگا۔

شاہد دوم: کتاب خروج کے ایک سو بیس باب میں ہے "میں نے میری تورات کے متن میں ہے کہ جو کوئی اپنی معیتر سے نام نہاں ہو اس کو دوا نہیں کر رہی قوم کے آجھ پیچہ بلکہ قیدی لے۔ اس کے حاشیہ کے ایک نسخہ میں برطانیہ لکھا یا اور اسی طرح کتاب ہمار ۲۵ باب میں (۳۰) آیت میں ہے کہ جو کوئی شہر بناو کہ اندامانہ مگر فرارست کر کے ہر ایک شہر کے اندامانہ کے لیے مشنری کا ہوگا وہ جو مل کے سات میں چھوٹ نہ جاوے گا۔ اس کے حاشیہ میں ایک نسخہ لکھا ہے کہ جس میں اثبات ہے۔ اب دیکھئے گا اس کا اعتبار کیا جاوے گا۔ احکام میں بھی حریف پائی گئی۔

شاہد سوم: انجیل میں کے ۵ باب ۳۵ وری میں یہ فقرہ کہ مسیح کو کوئی دلی اور اس کے کیزوں پر مٹھی ڈال کر ان کو بائٹ لیا کہ نبی کا کہا پورا ہوا۔ الاتی مگر سہار نے بھی اس کا اقرار کیا ہے اور ان نے اپنی تفسیر کے صلو ۳۷ و ۳۸ جلد ثانی میں دلائل سے اس کا انکار کیا ہوتا جاننا کہ ہے مگر اب تک یہ فقرہ انجیل میں موجود ہے۔ عوام کے اول خط کے ۵ باب ۷ وری میں یہ فقرہ جو شکت ال بغیا ہے تعقین بالغیر و ہارن اور مگر سہار اور آدم کاکار اور شہر کے نزدیک قطعاً الحاقی ہے اور وہ یہ ہے کہ میں میرا جوا سنان پر ٹوٹا دیتے ہیں۔ باب اور کام اور رواج مقدس اور یہ تینوں ایک ہیں۔ اس پنجے پہلے مطبوعہ سن ۱۸۷۲ء کے حاشیہ میں لکھا ہے کہ یہ اختراع کیا کہ تم نسخہ میں نہیں پائے جاتے حالانکہ متن میں

درج میں زیادہ تفسیر منظور ہوئے تفسیر دیکھئے۔

(۱۵) یہود آنحضرت ﷺ کی مغل میں آکر زبان روزِ تسمیٰ نیت سے یہ کلمات کہہ جاتے تھے سَمِعْنَا وَطَعْنَا کہ ہم نے سنا اور نہ مارا۔ لَعْنَةُ غَيْرِ مُسْلِمٍ کہ سن ان کی بات یہی تھی تھوکر وہ بانٹیں تھی نصیب ہوں اور سنا تو پکار کر کہتے مصعب دل میں اس طرح کہنا کہ اگر غیر مسیح آجیشتہ در اعجازِ بان دیا نہ میں سے دعا ہے یہاں ہوتا تھا جو کالی ہے اور خدا فرماتے تھے کہ میں بانٹیں کہتا ہے ہیں اور وہی کہتے تو معلوم کر لیتے۔ میں یہی آنحضرت ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے خود ارادہ اور ان کے بارہوں کی حرکات و سوانح پر میرا اور برداشت کرنے کا حکم دیا اور ان کے بارہوں کو اب تکھا کر بجائے اس کے یوں کہتے تو ان کے حق میں بہتر ہو تا کہ یہ حق ذلِ عمرہ اور سعادت ہیں۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا الْكِتَابَ امْنُوا بِمَا نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا لِمَا مَعَكُمْ مِنْ قَبْلِ أَنْ نَطْغِسَ وَجُوهَهَا فَنَرُذَهَا عَلَىٰ أَذْبَارِهَا أَوْ نَلْعَنَهُمْ كَمَا لَعَنَّا أَصْحَابَ الشَّجَرِ ۚ وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ مَفْعُولًا ۝ إِنَّ اللَّهَ لَا يُغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ ۚ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ ۚ وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ افْتَرَىٰ إِثْمًا عَظِيمًا ۝

اسماطہ کتاب اس (دن) سے پہلے کہ ہم پر سے بکرا ایت لیا جان پر اصحاب جنت کی طرف ایت کہہ دیں اس (کتاب) ایمان لے کر کہ جس کو ہم نے نازل کیا ہے جو تمہارے پاس ہے۔ اس کی بھی تصدیق کر رہا ہے اور وہ کام ہو کر رہا ہے۔ بے شک اللہ اپنے ساتھ شریک کئے جانے کو نہ دیکھتا اور اس کے سوا جس کو پکارا ہے حق ہے اور جس نے اللہ کے ساتھ شریک نہیں لیا وہ ان کے لئے برا ہے اور ان کے لئے عذاب۔

ترکیب نہیں کئی متعلق ہے اَمْنُوا سے عَلٰی اَنْبَارِهَا حال ہے کُجُوهَا سے نَطْغِسُ جس سے طغیر ہے۔ مَعَكُمْ اُولٰٓئِكَ مَفْعُول ہے یَغْفِرُ کا مَفْعُول ہے مَعَكُمْ اس کے معنی سوا کے ہیں اور دُونَ یعنی کمتر کی ہو سکتا ہے اور نَلْعَنَهُمْ را نصیر کا کمالی اصحاب اور جو آنحضرت ﷺ اختیار فرمایا تھا کہ طغیر

یغفر علی القول علی اهل بیت عازاد۔

تفسیر: اہل کتاب کے قاتل یوں فرما کر ان کو سزا دے دارین کی طرف جاتا ہے کہ تم ایمان لاؤ۔ پہلے قاتل جان کرنا اور پھر اس کی اصلاح کی تہذیب و حکمت و الہام کا دستور ہے کیونکہ جب تک حبیبِ مرسلین کے مرضی ہو سکتا کو جان نہیں کہ ان اور اس کے قاتل کا دوست سے نہیں ذرا حق و برائی کی طبیعت تھوڑا دان کے چنے پر مان نہیں ہوتی۔ اس لئے ان آیات میں مرضی بنا کر طعن کیا گیا کہ اس کتاب اور شریعت پر ایمان لاؤ جو تمہارے پاس کی چیز میں اھم نہ ہو یہاں وہی ہندو تو ایت اور تورات اور دیگر کتب انہما کی تصدیق کرتی ہے جس میں یہ اشارہ ہے کہ وہین محمدی کوئی ایسی خط چیز نہیں کہ جس کے تنہا کرنے میں کسی منصف مزاج و اپنے دین و قوم کے لئے سے ہر ملکہ اور الہامی ہوا۔ اس میں آریات اور پہلے مشائخ اور بظاہر مروی کی نقلی نہ چھائی گئی ہو (کچھ زور ہو۔ اس کے اصول وہ ہیں کہ جن کو الہام کے علاوہ دینی دینی عقائد بھی یہ حد تک دل قبول کرتے ہیں۔ اس کے ساتھ اس عقائد سے اور گردانی کی صورت میں جو تھوڑے بزرگ کی نقلی آئے وہ اس سے ان کی طرف بھی اشارہ کر کے ان کو خواہ غفلت سے یہ ملکہ کر دیا اور وہ بد نیچے دے تھے۔ ایک دنیا کی، ہادی اور بد اقلی اور اہل اہل و عوارض جو آسانی سلطنت سے بدلتے کرنے والے کے سے ضرور پیش آتی ہے۔ اس کی طرف میں قسب اِن نَطْغِسَ وَجُوهَهَا فَنَرُذَهَا عَلٰی اَذْبَارِهَا کہ

النَّاسَ عَلَى مَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ، فَقَدْ أَكْبَرْنَا آلَ إِبْرَاهِيمَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَآتَيْنَاهُمْ نُلُوكًا عَظِيمًا ۝

عظیم بہ عالم کا قائل اور یحییٰ بنی موسیٰ کے اس کا پیغمبر اس کا مسلمان یہ بھی قائل ہے اور خصوصاً بعد از وفات نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وہ اللہ اور ماکرمہ مصوفی بھی ہو سکتا ہے۔ جب قائل ہے کہ وہ اللہ اور ماکرمہ مصوفی ہے تو وہ یہ بھی کہ جس لفظ میں بدنامی ہے۔
تفسیر: امانت اور انصاف کا حکم۔ جیسے کہ کتاب کی خیانت کا ذکر ہے کہ وہ تو بات و آنکھ کی بشارت کو خود نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے برحق ہونے کی بابت میں پھپھار ہے اور محرف کر کے انکار کو سود میں سے چھینا دیتا ہے۔ میں گونا گویا سلام کو بدالہاد کے لیے امانت دہری کا حکم: پلایا میں کہو کہ جب ایمان لانے والوں اور ان کے کام کرنے والوں کے لیے جنت اور جہنم دینی کا وعدہ کیا گیا تو اس ایک معاملہ صالحہ میں جو ہمہ و جی ہے اس کو بیان کرتا ہے یعنی امانت اور عدالت اس آیت کے شان نزول کی بابت یہ روایت ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اسلام نے کھینچ لیا اور کعبہ کے اندر نماز کے لیے جانا چاہا تو متون بن طرہ جنت کے کہ جس کے پاس کعبہ کی کئی کئی نقل بن کر: یاد رکھی دینے سے انکار کیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کام کو خود دیکھا کہ اس کے ساتھ کئی جہنم رکھ لیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا: چاکر نماز دہری اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے چاکر نماز دہری کی۔ امانت دہری کی۔ بعض روایات سے یہ بھی ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان رضی اللہ عنہ سے لکھا تھا کہ: اس پر مہاس جنت نے اپنے لیے درخواست کی تو یہ آیت نازل ہوئی اور آپ نے فرمایا یہ ہمیشہ میرے خاندان کے لیے ہے جو خدا کے فضل سے کوئی نہیں ملے گا۔ چرخان جنت نے اپنے بھائی شیبہ کو دی جو آج تک اس کے خاندان میں ہی آتی ہے۔

خدا تعالیٰ کا بموجب ہے اس وعدے کے کہ اس نے مسیح علیہ السلام کی معرفت نبی قیام کے ساتھ آیا تھا جیسا کہ اب تک کتاب معیا کے پالیسویں باب سے پلایا ہے۔ یہ منظور ہوا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اتالیقی سلطنت کا: پالیسی کا حکم کرنے والا بنا دے اور پھر ان کے چالیسویں کو اس شخصیت وعدہ امانت کی کسی پر مہاس اور تمام دینی مقدمات کا لہذا انہیں سے مگر سے دوا سے تو اس کے بے اولی امانت کا حکم دیا۔ امانت وعدہ دینے سے اس کا اطلاق منقول پر بھی لایا جیسا اور اس کی حقیقت یہ ہے کہ جو کسی کا حق تھا جو ہر تو اس کو خوشی خاطر ادا کر دیا کہو۔

حقوق کی جس قسم ہیں: اولی اللہ تعالیٰ کے حقوق: اس کی عبادت اور توحید اور شکر اور ان کی جو ہر بری باتوں سے باز رہنا اور جن کا اس نے حکم دیا ہے ان کو عمل میں لانا۔ دوسری یہ کہ جو کسی کا حق ہے: اس میں حق امانت کا ذکر: اس کی ذات و احوال میں خود چلنا ہے۔

ایسا جاننا عبادت کہ عطا کردہ ہر دم
دراستہ دینی ہر حکم و حکم

ایسی کی طرف بہت ہی آگوت میں اشارہ ہوا ہے۔ جملہ ان کے یہ ہے جیسا کہ خدا نے علیہ السلام کو اپنا ولی و امیر بنایا اور تمام مخلوق کے حقوق اس میں ادا کیے گئے۔ ہر بات اور دوا کو ان کے پاس ہی کی چیز و متاع رکھا گیا۔ پناہ کوئی چیز اس کے پاس نہ تھی جسے تو اس کو بہت طلب و مانگ دیتا ہے نہ ہی کو اس کے مال اور تہذیب کو محفوظ رکھا۔ وہ ہر اس کو اپنا ولی و امیر بنایا اور ان کو تمام عبادت و عطا کردہ دے دیں۔ ان کے حقوق کو اس کی تربیت میں کو کوشش کرنا وغیرہ امانت کا ذکر کرتا ہے۔ سوہنہ نہیں کے حقوق اس میں امانت یہ ہے کہ روح کو شہابی لہذا سے کھردر کرے۔ مہمانوں میں مہمان ہو کر اپنے متعلق جنم میں نہ پہنچے۔ نہ نرفش جو اس کے لیے دیا اور آخرت میں بہتر ہے خدا اور شہادت سے شہادت میں اس کے یہ خلاف نہ کرے۔ دوا امانت کا حکم اس لیے دیا کہ جب خود مصالح پذیر ہووے۔ ہر حق اس

تقلید کی بحث: اہل اسلام میں سے جمہور ملت سے ظاہر تک ان مسائل میں بھی جابر کرنا و دہب اور غیرہ کی کہتے ہیں۔ ان چند وجوہ سے ولی آیات مذکورہ و دہب اور دھنسی، والدھور اکملت لکم دینکم، جسک سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ قرآن میں خدا تعالیٰ نے خود تعیناً فرمایا اور تاکید و احوال بھی تحریر مجتہد میں قیام و تمسک ہے بیچہ حکام کو یہ فرمان کر کتاب: اور ان کو کمال کر دیا اور ای ہے آئندہ کئی اور نبی کی حاجت نہ رہے گی۔ خاتم النبیین فرمایا (۲) اور یہ بھی ثابت ہے کہ قرآن ہی سنت و احکام اصل ہے خود و مسائل کتاب و سنت سے ہم کو حاصل ہوں یا نہ ہوں۔ وجہ اصل اور بے ظہر و موقوف نہیں۔ مگر ایسا تو پھر منصوصات کر میں کہ ہم کو ایمانی کو علم نہ ہو تو بھی وجہ اصل نہ ہیں۔ اذ فرق بین ذلک و بین ہذا، روا تھی علیٰ ارباب المعقول لمصوصات و غیر منصوصات میں فرق نہ ہو کہ خود و عنارف ایک ہیے فرق نہ کے ہیں جو مگر ہیں رکھا ہوا ہر ایک سے کمال حاصل ہے اور غیر منصوصات معزز و عزائم کے ہیں جس کو کبر و ہر کے اور کوئی نہیں جانتا مگر جس کو عزائم کی ضرورت و اوقاف و ضرورتیں ہر کے کیے پر عمل کر کے اس سے مستفید ہوا ہی طرح کی قرآنی جو مستور ہے اس کے ماہر مستند و مجتہد ہیں کلامی بالی ہر ضرورت کے منصوصات تقلید سے بڑا اور یہ سب لایہ ہیں نہ کہ اصل مسئلہ جو کتاب و سنت میں منسوس ہے مجتہد اصل فرما دیتے ہر اور اس حکم کی احادیث و اقوال و صحابہ سے بخیر ہونے و اہل سے یکہ مت یمن کرنا ہے۔ پھر دوسری جگہ اس طے اس کو لے کر دہی جہ نام کر دیتا ہے، مثلاً قرآن اور نہایت صحیح میں شراب اور دھنسی و دہب ہے۔ اب مجتہد نے دیکھا کہ یوں حرام فرمادیا ہے نہ اس میں شک نہ کیا، فقہ ہونے سے کیا تکلیف اور نہ سے پھر دیکھا ہے کہ یہ اختلاف و اقوال جو وہاں میں بھی پائے جاتے ہیں۔ حالانکہ و اقوال نہیں۔ میں مضمون کر نشکی جہ سے اس کو حرام قرار دیا ہے کیونکہ حدیث میں بھی چیز وہاں کی شراب ختی ہے جیسا کہ انھوں کا شیرہ ان کو نہ لانا سے پہلے بطور علیٰ اسلام نے مہربان فرما دیا ہوا صحابہ نے کیا جہاں ان کے بعد اس کا نام شراب رکھ کر حرام فرمادیا۔ مگر مصمم ہوا کہ طے شدہ ہے اور اب پاک و حرام والین میں بھی نہ مضمون و اقوال مجتہد نے کہہ دیا کہ یہ بھی حرام ہیں اور ان کی حرمت شراب کی حرمت میں سمندر کر ہے۔ ہر اس فقہیات میں بھی وصف نہ اس کا کچھ لیتا ہے۔ ان احکامات کی وجہ سے حرمت ملک کوئی کہتے ہیں اور ان خطیبی کی خطرات کے بلے اس اصولی انداز اور ہے اور مجتہد کے اس شکیلا کوئی اس کہتے ہیں (دوم) آیا آیت ہے فقیہہ الذین یستفتونہ عن بہت میں اوئی الامر میں سے ان کی طرف رجوع کرنا ضروری استیذان کرے ہیں اور یہ خارج ہے کہ ہم کی کوئی بھی استیذان نہیں کہہ کر یا نہ استیذان جو حق ہے ہم سبھی سے بہت طریقہ نہ ہوتا و مختلف ہر اس کی طرف رجوع کرنا واجب نہ کیا جانا اور یہ لیکنا ان اوئی الامر سے نہ اور مگر ہیں اور استیذان سے ہم اس عبارت میں کہ فقیہ استیذان سے ہم کو باوجود دین ماسک و روایت سے جواب تک قسم کا ہے۔

[illegible]

(چہارم) الحمد للہ علی اللہ کیوں نے اپنی مختصر میں لکھ دے کہ تیریں کا حجت ہوئے معافی کے ساتھ یہ بھی ثابت ہوئے کہ حجتانہ کو انہی
مذہب نے یہ بھی کہ قاضی جہر کیسے تو ہم چھان کر ملے اس سے پہلے کہ کہ؟ عرض کیا کہ کتاب اللہ میں یہ نہ ملے؟ عرض کیا
سخت رسول اللہ سے فرمایا اگر وہ اس بھی نہ ملے؟ عرض کیا تو قرآنی داسے سے استفادہ کروں گا۔ اس حدیث کے دینی اور طرفی ہم نے انہی کا
مشفقانہ طور پر بیان کر دیا۔ یہ میں اپنی (نہیں لکھا)

میں نے یہ سچ سچ میں ہے ایک گروہ کا ظہور کے نام سے سوسہ ہے اس کا منکر ہے۔ وہ ان اہل کے جواب میں ادا حدیث قریش کرتے ہیں کہ جن سے کتاب دست پر مل کر کے کیا تا کی اور قیاس مخالف کتاب دست کی برائی پکی جانی ہے لیکن جمہور کو اس سے کب انکار ہے بلکہ کتب اصول فقہ میں اختلاف و شواخ کے علاوہ علمائے تصوف نے تصریح کر دی ہے کہ اول کتاب اللہ پھر سنت رسول پھر اہل با است پھر قیاس اور جو قیاس حدیث کے برخلاف ہو اس پر عمل کرنا درست نہیں نہ وہ فاسد درست ہے بلکہ امام ابوحنیفہؒ کا سنت قرعہ کے قیاس کے مقابلہ میں بھی اپنے قیاس کو مستتر نہ سمجھا ہے بلکہ حدیث و اجاز کے خلاف میں۔ اب رہا یہ اعتراض کہ یہ امام ابوحنیفہؒ مالکؒ جو شیعہ تھے نہ تھے مفسرین کرتا اور آئندہ اجتہاد کا دار و مدار نہ کرے اور انہیں کی تقلید پر اٹھنا کرنا اور نقلی شاعری کہنا بدعت مکرر ہے۔ سو یہ محض تعصب ہے و کچھ بے فکروں وحدت اور بیزار حدیث کی تا کی ہیں مگر ان میں سے جس طرح صحاح ستہ اور عقین کو کلام نے منتخب کر لیا ہے اسی طرح ان کو بھی اگر وہ بدعت نہیں تو یہ بھی نہیں اور جس طرح بخاری و مسلم جیسا محدث ہو جاتا لیکن ہے اسی طرح آخر ان کے ساتھ ہو جانا بھی امکان نقلی رکھتا ہے مگر خداوند مجاہد مستودع نے شرائط کے نہیں پایا یا جو ان پر ہوں میں اٹھنا ایک انتہائی بات ہے۔ اس پر علماء کا اتفاق ہے جیسے کہ کتب بخاری کی محدث پر تفسیر خبر کے قول کو بلا دلیل حسن ظن سے تسلیم کرتا ہے جو ایک قسم کی ضد یعنی ہے خواہ وہ کوئی اور محدث جس قول کو وہ دلیل تسلیم کرتا ہے خواہ وہ مسائل فقہ میں سے خواہ وہ اہمیت و عظمت وغیرہ امور میں سے ہو اور مسئلہ کے جس کی اس قول سے برحق ہونے کے لیے بجز حسن ظن کے اور کوئی دلیل نہیں ہوتی۔ ہاں جس کی تقلید کرتا ہے نہ کے پاس ہوتی ہے۔ اب یہ کیا تم قب کی بات ہے کہ تقلید احرار ابو عمرو صاحب کتب علیہ پر اعتراض کرنا قاضی شوکانیؒ و ابن تیم راجع وہ امام بخاری وغیرہ ان کو کوئی تقلید کر جن سے ان کو حسن ظن ہے قبول ہو۔ ان میں تفسیر کا وجوب اور اس کی حرمت مخالف کے اذہم ہے یہ میں جو کوئی تصریح کرتا ہے یا احادیث کو تو کسی کے مقدمہ میں نہیں مانتا نہ قابل تریک کرتا ہے وہ بے شک بر کر کرتا ہے۔

۱۶) آپ (ﷺ) کا تقویٰ کو دیکھیں گے تو آپ سے انکار کر دیتے ہیں پھر اس وقت کیا ہوتا ہے کہ جب ان کی بدامانی سے خود کو کہتے ہیں ان پر کوئی معصیت پڑتی ہے؟ (اس وقت) آپ کے پاس وہ نصیحتیں کھائے ہوئے آتے ہیں کہ ان کے تو صرف بھڑائی اور لاپ جام تھا یہ وہ لوگ ہیں کہ خدا ان کے گروں کی بات جاننے سے آپ (ﷺ) ان سے دور کر دیتے اور ان کی نصیحت کو دور ان کے حق میں ہی ساری ثمرات کے بدلے

ترجمہ: نبی مبعوث حال ہے الذین یؤلفونہ منہ سے۔ فقہ اور اس کا معمول جو ہم مقام ہود معصوموں کے ہیں تو خود انہیں حال ہے اولیٰ بنی مبعوث سے۔ مصلحتی ای کاملاً اعلیٰ اور اعلیٰ اعلیٰ کی ہو سکتی ہے یعنی انہیں مصلحتی ہے۔

تفسیر: کوئی ایسا نہیں تھا کہ اللہ اور رسول کی اطاعت کو غور و فکر سے ٹھیکے انکس کے پیر و زور یہاں نہ بات نہ ظاہر کیا جاتا ہے نہ ایسے ہیں جیہ باطن لوگ ہیں کہ باوجود ان کو اس بات کا اقرار ہے کہ ہم قرآن اور سب کچھ کتابوں پر ایمان رکھتے ہیں پھر اس بہتے کہ ان کے دوسروں کو ایمان لگنا صرف ظاہری ایمان ہے۔ اپنے فتنانہ پاک اور شیطانی لوگوں کے پاس فیض کے لیے۔ جام ہے ہیں۔ اس امید سے کہ وہ موت کے کوئی خاص وجہ سے ہم پر غایت کریں گے اور اللہ و رسول اور ان کے جانشینوں کے پاس یہ بات بار بار اس حواشی کے طور پر کہیں۔ انسان کی تاریکی باطن کی یہ بھی کہ وہ مصلحت ہے کہ وہ مصلحت میں فتنانہ لوگوں کے اور دوسرے زراعت مختص کیا گئے اور خدا پرست رسول کی طرف سے انکار کا خدا ترس لوگوں کی طرف یا امید و رجاء کرے۔ ایسی صورت میں ان کا ظاہری ایمان اور کلام دینی کھل کر دیکھیں۔ یہ بند میں تو کھلی کتاب اور جو قریب انصار سے ایسے لوگ بھی تھے کہ جو بظاہر کوئی ایمان کرتے تھے اور جب کوئی معاملہ آتا اور کوئی شخص قائم ہو جاتا تو اس کے لیے حسبِ بنی شرف یہودی وغیرہ وراثت خوار کو بھی دیتے اور جو کوئی ان سے کہتا تھا کہ لاہور اس کے رسول کی طرف چل رہا ہے یا فیصلہ منظر کر رہے تو رسول کے پاس جانے سے پہلے اعلیٰ نجات کے سبب انکار کرنے لگتے تھے اور جب ان پر کوئی نئی اور مصیبت پیش آ جاتی تھی جو پیشِ انساں کے افعال بد یا نتیجہ ہوتے تو اپنے مطلب کے لیے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں دھڑکاہٹ کر حاضر ہوتے اور اس حدِ باطنی کے بعد سے غدار کرتے۔ وہ نصیحتیں کھاتے کہ یا حضرت اس میں بعض مصلحتیں ہیں اور دینی اور بات دینی۔ اس لیے وہ کہہ کر کہہ رہے ہیں کہ اس کے لال کا مال ہم کو خوب معلوم ہے مگر ان کی باتوں پر گراؤ نہ کر دیکھ اپنے حق تعالیٰ کی وجہ سے دور کر دو اور ان کو نجات نہ ہو اور ان بات سے نصیحت کر دو کہ ان کی بہتوں میں اثر پیدا ہو۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ ایسا ہی کرتے تھے جس کا اثر یہ ہوا کہ بہت سے مومن بنے اور اللہ ہوئے۔ اس نیت میں اس طریق سے سے فائدہ مند اصول امت کو نصیم دیے گئے ہیں اسی ضرورت اور اس کا سامع لوگوں کی ذہنی انہیں فرمائی ہے۔

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُولٍ إِلَّا لِيُظَاهِرَ بِإِذْنِ اللَّهِ وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَّحِيمًا ۝ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ۝ وَلَوْ أَنَّا كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ أَنِ اقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ أَوِ اخْرَجُوا مِنْ دِيَارِكُمْ مَا فَعَلُوا إِلَّا قَلِيلٌ مِنْهُمْ ۝

مِنْ اللَّهِ ، وَكَفَى بِاللَّهِ عَلِيمًا ۝

ترکیب دوسرا ہے: **لَا تُدْرِكُهُ الْبَصَرُ وَلَا هِيَ تُدْرِكُ الْبَصَرَ**۔ جواب اور ممکن ہے کہ مبتدا اور خبر ہوں میں الٹیجی بیان ہے **الْبَصَرُ** لُغَةً **لَا تُدْرِكُهُ الْبَصَرُ** کا ماضی کا فاعل **لَا تُدْرِكُ الْبَصَرَ** و فاعل **تَبْرَأُكَ** مبتدا والفعل **تَبْرَأُكَ**۔

[illegible]

فائدہ یہ کہ اللہ و رسول کی اطاعت کہ جس پر انسان طوعاً کرہاً مامور کیا جاتا ہے نہ کوئی عہد بات ہے نہ کسی میں انشاء اور اس کے رسول کا کچھ فائدہ ہے کہ وہ بڑی بات اپنے بندوں سے تو کرے، خدمت لیتا ہے بلکہ اس میں بندوں کا ایک بڑا فائدہ ہے۔ وہ یہ کہ کوئی سبب قلب خوانے کی وجہ سے معاملات و عزت کے سبب خدمت پر نہیں چل سکتا۔ وہم اور خیرات و رخصت و صلح و بائعہ میں کس درست سے پہنچا دیتے ہیں۔ یہی بات کو جانچنا کر دکھا دیتے ہیں البتہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہادی اور رسول بھیجتا ہے جو اس کو سیدھی راہ کی طرف ہدایت دیتے ہیں کہ خوشیاد اور خوشروز، اُن کو عاصیہ میرے پیچھے چلے آؤ۔ عقل اور اہام و اُلٹی کی مشعل باقیہ میں لیے میرے قدم پر قدم چلو جس نے اس کا کہنا نہیں کیا اور رسول کے فرمودہ پر عمل کیا تو وہ سید صاحبزل قصور (عالم قدس) کے بھی گھبرا جائیں اور دنیا و مافیہا اور مشہد اور صالحین پہنچتے ہیں وہاں نہ کوئی کم ہے نہ رنج بلکہ سرور بادشاہی اور جہانستادہ جادوئی ہے۔ ان کے سر نہ خود ہونے سے یہ بات نہیں پائی جاتی کون کے درجہ میں کچھ عزت ہوگا جیسا کہ امیر اور بزرگ عالم اور عالمی شہر مشہور ہوتے ہیں اور ہر ایک کے درجہ اور مقامات جدا جدا ہوتے ہیں۔ تو ان لحاظ آنحضرت سے جو آپ پر عاشقی نار حے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آخرت میں درجہ پہنچ کر کیا کہ آپ ان علی مقامات میں ہوں گے جہاں ان کا رکنہ ہوگا۔ اس پر یہ امت ازل ہوئی کہ وہاں جہاں نہ ہوگی کیونکہ اس عالم میں جبکہ ادواج فائدہ کو اور ادبا صافیت سے محبت و عبادت کا تعلق کامل ہو جاتا ہے تو اس کو ملو چھوڑ کر دوسرے عالم میں جاتی ہیں تو ان تعلق کی وجہ سے ان میں انوار تجلیات اس طرح متکشف ہوں گے کہ جس طرح باہم سننے سنانے کے آئینوں کی روشنی صفائی کی وجہ سے ایک دوسرے میں چلتی ہے۔

سرطیف ہے کہ ہر جہے اپنے جہاں اصلی کی طرف سے خود بخود نکلتی ہے۔ پھر جن کا جہاں اصلی عالم قدس اور مسکن انبیاء و صدیقین و صلحاء اور
سالمین ہے وہ انفرادی اور جہی جاتے ہیں۔ یعنی ہونے کا انداز اور اس کے رسول کا کہنا اور اسے ہیں جو ان لوگوں کے ذمہ ہے کہ ہیں۔
مخلاف بد بخت جنہوں کے ٹیپ دھک کے یہ تزیب چار مرتب ہیں (۱) نبی اکرم (۲) نبی قریب نظریہ کا (جہاں اصلی) پر تو ابہ صحت آتا
ہے جس کی معیت اسرار نبوت کی تعداد یقین کرنا ہے (۳) قریب مملہ کا پر تو شہید ہے جس کا کام عالم غیب کے جہن جہن ہونے کی گواہی دینا
ہے۔ غزہ حکمت سے خود انہوں سے خود حواس سے اور اسی لئے شہید کو محتفل کی شکل اللہ ہی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جس کا بائک عالم ہر

خدا نے ہم پر بڑی مہربانی کی جو ہمہاں جنگ میں شریک نہ ہونے اور نہ ہم پر بھی مصیبت پڑتی۔ اور اپنے شریک نہ ہونے کو حالت جنگ میں انعام لکھی ہیں اور فتح نصرت کے وقت صاحب کسے اپنے آپ کو باطل انجیل سمجھ کر گویا ان میں اور اعلیٰ اسلام میں کبھی کوئی ملاقات و مصادف نہ رہے جو اس فتح میں ان کا کوئی حصہ مقرر کرے۔ یہ کہتے ہیں کہ کاش ہم ان کے ساتھ ہوتے تو اس غیبت میں شریک نہ ہو کر بڑے اہل نہیں ہوتے۔ اس سے اللہ تعالیٰ کیا یہ فرض ہے کہ اے ایماندار و مخلص گویا سب سے ان اور جلد جنت ہونا چاہیے خصوصاً ایسے کام میں کہ جس پر تمہاری سعادت و نجات مرکوز ہے۔

فَلْيُقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ يَشْرُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا بِالْآخِرَةِ. وَمَنْ يُقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَيُقتَلْ أَوْ يَهْرَبْ فَسَوْفَ نُغْنِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا ٥
وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ
وَالْوِلْدَانِ الَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْ هَذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ أَهْلُهَا،
وَاجْعَلْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ وَلِيًّا وَاجْعَلْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ نَصِيرًا ٦

میراثہ کی روایتوں کو یوں کر لیا جائے کہ جو حدیث "ابو یوسف کا خستہ کپے لیے بیچنے پر آمادہ ہو گیا" کہی جائے، اس کو لڑنے سے بھرا مارا جانے کا غالباً جائزہ لیا جائے۔ سو تمام اس کو جو درجہ عظیم ہو، اس کے جوہر نہیں کیا ہو، اگر خاندان کے لیے روٹاواں مردوں اور عورتوں کے لیے بھی لڑنے کے لئے ہو جائے (اگر ہے) یہ کس کا ہے، اور سب ان کو تمام لوگوں کے اس شریعتی نفاذ کے لیے، اپنی شرف سے کوئی حمایتی کمر کر کے اور ہر دے لیے اپنے یہاں سے کسی کو درکار بنادے۔

ترکیب: خضبہ فی سبیل اللہ اس سے عقل بھینٹیں اراۓ دل و من بھینٹیں شرط کسوف کو توجہ جو ہے۔ واما نکد استفہام
مبتدا خبر و کلمات موش حال کن ہے وائے۔ خضبہ کسوف ہے عام لفظ پراپی و لی سبیل کسوف میں الی الی۔ تقدیر میں من الرجا
ارائے کا بیان ہے۔ الذین یقولون جملہ صفت سے خضبہ کی مضموم ہے۔

[illegible]

پیشکش

یعنی متواتر پورے اٹھارہ سالوں میں ہر سال ایک بار ہر ایک کو دیکھنا جس سے پتہ چلے کہ جو کچھ ہوا ہے۔

مہربان حضرت عائشہؓ کے عہد میں آئے تو آپ کے بہت سے ضعیف لوگ بڑھے جو تمہیں دے رہا تھا۔ نہ لے سکتے تھے۔ اسے پڑھیں اور لے لے

کام نہ کرنے لگے۔

ترکیب معنی شرطی فعل، لفظ اللہ جواب، کیفیت حال ہے کہ فعل اس سے علیحدہ متعلق ہے، جلیظ سے لگا کر شرطیت جواب، لفظ خبر ہے ہندو مذہب کی ای اور طاقتوں کا معروضہ قایم دووں کے لیے ماسر کے لیے تو آنحضرت ﷺ کو خطاب ہوا کہ تم میری طاقت کی طرف بھروسہ نہ رکھنا چاہو۔

تفسیر پہلے فرمایا تھا کہ ہم نے تم کو دس ہزار بھیجا ہے کہ ہمارے احکام ہندوں کے پاس پہنچا دو اور باقی جو کوئی لوگ چوں کہ تم سے ہیں آپ کو ان سے کیا وہ خدا سے سرطقی کرتے ہیں یا ان سے بات ۳۱۶ ہے کہ جو آپ کا حکم ماننے میں وہ خدا کی فرمانبرداری کرتے ہیں کسی لیے کہ رسول تو واسطہ ہے جس سے ان کو حکام اس نے ان کو کہا کہ جس سے وہ سمجھا ہے اور جو فرمائی کرتے اور طرح طرح کی تمسک اور حیلہ کر کے آپ کے حکم سے سرطانی کرتے ہیں وہ ہماری فرمانی کر رہے ہیں۔ آپ کا حکم صرف پہنچا احکام تھا سو کر چکے۔ اپنی اکابریت پر لا آہ آپ کے ذریعہ جس کی ان کے باطن پر بھی بڑی قوت مطلقہ کر چکی تھی کرتے رہو یا ان کے دلائل کو بھرو۔ پھر ان مسلمانوں کی دیکھ دی اور سیاہ باطنی بیان فرماتا ہے کہ آپ کے مدد پر تو ان کی کمر بستہ تھی میں طاقت کو ہم نے قبول کر لیا اور شیخ و طاقت ہے (ہمساکہ وہ زبان میں ان کو رکھ کر بجا علیہ اور عظیم کہہ کر کرتے ہیں) مگر جب ان مسلمانوں کی وہی طاقت آپ کی مجلس سے باہر نکلتی ہے تو جو تمہارا آپ نے فرمایا ہے اس کے برخلاف میں منصوبہ بنا رہے ہیں۔ بہت نسبت سے مشتق ہے جس کے کئی سبب لکھ دی گئے اور رات کو کمر میں بنادو چونکہ گھر میں خصوصاً رات کو بیدار کر لکھ کر گئے اور سوچنے کا کام وہ موقع تھا ہے اس لیے بڑھ کر اور سوچ کرنے اور منصوبہ بنانے کو یہ تھیں کہیں گئے۔ فرماتا ہے خدا ان کے منصوبوں کو ان کے ہمارے سامان میں رکھ رہا ہے یعنی ان کی اس حرکت سے وہ وقت ہے ان کو سزا دے گا۔

پھر آنحضرت ﷺ کو نصیحت فرماتا ہے کہ تم ان سے دور لگا دو اور مدد اپنی کوئی کرو۔ اپنے کسی کامدار کو ان پر یا کسی اور پر موقوف نہ کھو بلکہ اللہ ہی کا مزار ہے وہ ہم تم میں اسباب پیدا کر دیتا ہے۔ وہ یہ عالم وہی ہے ہر کاروبار میں جس کی طرف نظر کرنا چاہیے۔ یہ چند حقائق کیا اسلام کا کھڑے رکھتے اور کیا اس کی مدد کر سکتے ہیں۔

أَفَلَا يَتَذَكَّرُونَ الْفُرَّانَ. وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللَّهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا ۖ وَإِذَا جَاءَهُمْ أَمْرٌ مِنَ الْأَمِينِ إِذَا غَايَبَهُ. وَلَوْ رَدُّوهُ إِلَى الرَّسُولِ وَإِلَى أُولِي الْأَمْرِ مِنْهُمْ لَعَزِمُوا الَّذِينَ يَسْتَنْبِطُونَهُ مِنْهُمْ ۖ

۱. آزمونی کئے کرتے ہیں میں اختلاف ہے کہ کون کس سے خدا کو دیکھیں گے میرے، تو کہہ دیا ہمارا ان کو کہ لو ان میں سے کئی نہیں ہے انہیں کہ حسب سے ماری کریں گے میرے یہ سبب میں ذہن نشین رکھنا چاہئے کہ ان کی کدورت میں نہ ہوگا چنانچہ پھر پھر میں نے باطل سے افتادہ نہ کرو گے جواب میں ایسا اختلاف ہے قرآن کو اس میں کیا جواب ہے کہ ان بات میں ہرگز اختلاف نہیں اس کی خبر شیخ ان کے مواقع میں سنا رہے ہیں خلاف کتاب باطل ہے۔

۲. اس جگہ سے قول کا جو اختلاف موجود ہے محبت فرمیدہ ۱۳۱۰ ہے اس مقام پر نامہ رسائی تفسیر کی میں فرماتے ہیں ان الفاظ کی کب علیہ علیہ صلواتی احکام ان لوگ کہ عالمی یہ علیہ کی تشہید اسباب ہے احکام ۱۳۱۰ میں۔ ۱۳۱۰

عَظِيمًا ⑤

اس کی چھٹا رڑ سے کی اور اس کے لئے بڑا احزاب تیار ہے۔

فَصَحْرٌ بَرَاءٌ لِّجَوَابِ

درا گیا ہے معاوضہ لینے کی کوئی وجہ نہیں، نہ کوئی خطا، نہ گمراہی ہے۔ مگر بے قاضی کو معاوضہ میں قتل، زخم، زہر، خرابی، نفاق، قمار، دیت، بیعتی خون، بہا، لالہ

ثُمَّ يَسْتَغْفِرُ اللَّهُ بِحَدِّ اللَّهِ غَفُورًا رَحِيمًا ۝ وَمَنْ يَكْسِبْ إِثْمًا فَإِنَّمَا يَكْسِبُهُ
عَلَى نَفْسِهِ ؕ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا ۝ وَمَنْ يَكْسِبْ حُلَيْنَةً أَوْ إِثْمًا ثُمَّ
يُزِرْ بِهِ بَرِيئًا فَقَدْ احْتَمَلَ بُهْتَانًا وَإِثْمًا مُبِينًا ۝

ہے شک میں نہ (اے نبی!) آپ پر کتاب برحق نازل کی ہے جس کا کہو خدا نے تم کو بتایا یہی اس کے سوا حق کوئی کے مقلد ہے جملہ کیا کر اور دونا
 باروں کی طرف داری کیا کر اور اللہ سے معافی مانگا کر کہ تم کا خدا بخشے دلاہو میں ہے اور ہر لوگ اپنے آپ نیشا نہ کر دے چہ اپنی طرف
 سے نہ۔ مگر یہی کیونکہ اللہ کو کوئی بھی دغا دہا نہ تھا، پسند نہیں۔ لوگوں سے تو حق کر سکتے ہیں (مگر) اللہ سے بھی نہیں کر سکتے کیونکہ جب دو اوتوں کو پیروہ
 قائم کیا کرتے ہیں اس وقت میں (اللہ) ان کے ساتھ ہوتا ہے اور اللہ نے ان کے عمل کا عا کر کر دیا ہے بھلا، کچھ تو ان میں تو ان کی طرف سے
 جھڑتے ہو (لیکن) قیامت میں ان کی طرف سے کوئی جھڑے گا کیونکہ ان کا وہ کسل ہے گا اور جس نے یہ کام کیا یا اپنے نفس پر غم کیا پھر ان نے اللہ
 سے معافی چاہی (تو اللہ کو) (بھی) معاف کرنے والا نہیں پائے گا اور جو کوئی نہا کرتا ہے سو اپنے ہی (فرمان کے) لیے کرتا ہے اور اللہ کو تو (سب
 کی) خبر (اور) حکمت معلوم ہے اور جو کوئی خطایا کر دے کہ اس کو کسی نے نہ کر دے مگر اللہ سے تو وہ دریا بہان اور صریح گناہ گار ہے۔

تو اُن کا مفعول اول کُ اور مفعولِ جلیا محذوف ہے اِی ادا کیو ر ہا ضمیر اِنہا کی طرف راجع ہے اور غلطیہ معجم دہم میں ہے اور بعض کہتے ہیں کہ کب سے جو کب سمجھا جائے اِں کی طرف بھرتی ہے۔

تفسیر: کجلی آجوں میں جبکہ کے اندر نماز کا محل صومبر جا رہا ہو کر تزیین چاہی ہوئی کسی سے حق ظنون پر حق و ناحق وقت بے وقت زیادتی کرنے کا خبیل عام علاج میں پیدا ہونے کا احتمال تھا کسی لیے کہ عام طریق میں یہ جملہ بات ہے کہ جب ان کو جب کسی طرف وقت وصال جاتی ہے تو اپنی طرف سے ہار بھی شدت دیتی کرنے کی خواہش کیا کرتے ہیں کیونکہ اگر خدا تعالیٰ انسان کی طبیعت میں تیز کی گئی ہے اس لیے اس کے بعد ان آقاؤں میں اس بات کی تہدیر کی گئی ہے کہ جہاں اور ذوال اپنے موقع پر ہے ہاتی بر ایک معاملہ میں مومن کو کفر کا نہ پوچھنا نہ کلاما نہیں بلکہ حق اور انصاف کو معاملات میں سوائی قانون الہی یعنی کتاب اللہ کے شروع رکھنا چاہیے۔ ان آیات کا مطلب حائف محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ان کے سنے پر متوقف ہے جو مختصر علی الصلوٰۃ والسلام کے مہد میں ان آیات کے نازل ہونے سے پہلے تھے اور جس پر یہ آیتیں نازل ہوئیں اور وہ قصہ ان آیات کا سبب نزول ہے اور وہ یہ ہے کہ حدیث میں ملکہ ^۱ بن ماجہ میں ایک شخص ظاہر مسلمان باور پر درو خراب آدمی تھا۔ اس نے خالد بن نومان کی زور جو اگر ایک یہودی ^۲ کے ہاں رکھ دی۔ اتفاق سے دو زور اس یہودی کے ہاں سے برآمد ہو گئی۔ یہودی نے کہہ پا کر میں نے جو اپنی نہیں بلکہ میرے پاس ملکہ رکھ گیا ہے۔ ملکہ سے پوچھا تو وہ صاف انکار کر گیا اور تیسریں کھانے لگا کہ میں نے ہرگز نہیں چرائی اور میں اس ملکہ کے بجائی ہزارہا کہ مسلمان اس کو مسلمان سمجھ کر رکھ رہا ہیں کہ مٹھرنے لگے اور مختصر علی الصلوٰۃ والسلام کے

۱۔ جو غلام کی دودھ کی تاغریلی کرتے ہیں اور غنیمت دے دیتے ہیں گرسے کہ اس کا مال بھرا امام کہہ کر ہی بڑے ۳۰۰ روپے
 ۲۔ ان آیت میں دیکھ کے سناظر کو کھڑے خدا کی صداقت پر حاکم ہے سناظر کو ۷۰ روپے دیاں تھے ان کی باتوں سے بعض مسلمان ان کی طرف سے کلمت
 کہا کرتے تھے کہ میرے جیسے انسان کو کس کا مال دیا جاتا ہے۔ ۱۰۰ روپے

[illegible][illegible]

دوسرے گروہ کی نسبت فرماتا ہے (الذین یستعملون) لَا تُطْعَمُوا فَاِذَا كُنْتُمْ اُولَئِكَ فَاَنْصَرُوا لِقَوْمِكُمْ هَٰذَا

۱۔ باوجودِ قہر کے بندے کو نے جسے شیطان کے ہی قلم بردار ہوں گے، ۱۲۔

[illegible]

كَسَالَىٰ ۖ يَرَاءُونَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُونَ اللَّهَ إِلَّا قَلِيلًا ۖ هَٰذَا بَيْنَ يَدَيْنِ
ذَٰلِكَ ۚ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هَٰؤُلَاءِ ۚ وَلَا إِلَٰهَ إِلَّا هَٰؤُلَاءِ ۚ وَكُن يَضِلُّ اللَّهُ فَعَلْنَ لِهُ
سَبِيلًا ۝ يَٰأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ
الْمُؤْمِنِينَ ۚ أُرِيدُونَ أَنْ تَجْعَلُوا اللَّهُ عَلَيْكُمْ مُلَظِمًا مُبِينًا ۝ إِنَّ
السُّفُوفِينَ فِي الذَّٰلِكِ الْأَسْفَلِ مِنَ الثَّٰلِثِ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيرًا ۝ إِلَّا
الَّذِينَ تَابُوا وَأَصْلَحُوا وَاعْتَصَمُوا بِاللَّهِ وَأَخْلَصُوا دِينَهُمْ لِلَّهِ فَأُولَٰئِكَ مَعَ
الْمُؤْمِنِينَ ۖ وَسَوْفَ يُؤْتِي اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ أَجْرًا عَظِيمًا ۝ مَا يَفْعَلُ اللَّهُ
بَعْدَ إِبْرَٰكِمَ ۚ إِنَّ شُكْرَهُمْ وَامْتَنَّهُمْ ۚ وَكَانَ اللَّهُ شَٰكِرًا عَلِيمًا ۝

(اے نبی!) یہ شک نہ مانتی (اپنے نزدیک) خدا کو یہ سہ ہے ہیں حالانکہ وہ انہیں اور عباد کے برابر ہے اور جبکہ خدا کے لیے کلمات دے
ہیں اور عدل سے کلمے دے ہوتے ہیں (صرف) انہیں کو کہے گا اور اللہ کو بہت حق کہہ پا کر دے ہیں اس میں (یعنی کفر و ایمان میں) امتزاج میں نہ
ان کی طرف میں مثال کی طرف اور جس کو خدا اگر کہے (اے نبی!) اس کے لیے راستہ بنا دے گا۔ ایمان اور ایمان والوں کو چھوڑ کر کافروں کو
دوست نہ بنا دیتا ہے اپنے کو یہ نہ کہ صرف انہیں کو کہہ کر لینا چاہے ہو۔ بے شک منافق آگ کے سب سے نیچے کے درجہ میں ہوں گے اور ان کا کوئی
بھی نہ بھلائے گا۔ ان میں سے جنہوں نے توبہ کر لی اور سچے اور اللہ کو مطیع ہو کر ایمان لایا وہ اللہ کے ساتھ فرما رہے ہیں اور ان کے ساتھ
ایمان والوں کے ساتھ ہیں اور صرف اللہ ایمان والوں کو اپنے عظیم سے کہے کہ تم فکر کر اور ان کے داور ایمان والوں کو خدا تعالیٰ کا کفر اب سے نہ کیا کرے گا اور اللہ
تعالیٰ فرما رہا ہے۔

ترکیب: وَكُن يَضِلُّ اللَّهُ فَعَلْنَ لِهُ سَبِيلًا ۝ یہ لفظی حال ہے قائل قائلوں سے اسی طرح کہہ کر اُن اللہ بھی حال میں مضمین
مضروب علی الذم ہے اور ممکن ہے کہ قائل یَضِلُّونَ سے مناسبت و استہزام کا جاری کر یوں کہ کافر لفظ قائل اُن تَجْعَلُوا مُلَظِمًا
مُبِينًا معقول اول جمل اللہ ثابت کے متعلق ہو کر معقول وئی اور العکس یہ جمل معقول ہے نہ تَجْعَلُونَ کو جسی لفظ حال ہے اَلَّذِينَ لَا تَجِدُ لَهُمْ
نَصِيرًا سے کہ قائل قائلوں میں اول یہ ہے یہ استہزام کے لیے ہوا اور بخل معقول واقع ہو کر کفر عیب میں ہو کہ نہ تَجِدُ لَكُمْ نَصِيرًا متعلق ہے نہ معقول
سے دوم یہ ہے: فَعَلْنَ لِهُ سَبِيلًا ۝

تفسیر: یہ آیات بھی حکمی آیت کا اثر ہیں۔ ان میں منافقین کے کوصاف باقی ماندہ ۲۵ ہے کہ ان میں انہیں اس صاف سے انتخاب کرنے کا
خیال ہے اور یہ جانے کے متعلق کسی کی ذات نہیں جس میں یہ وصف ہیں وہی منافق ہے (۱) اِنَّ الْعَٰلَمِیْنَ لَیَخْلَعُوْنَ اَرَبَ کَدُوْلًا
ایمان اور غباری طاعت کو ظلم اور امید پر اب کے لیے نہیں بلکہ مسلمانوں میں شریک ہونے کے لیے اور ان کے لیے کرتے ہیں جس سے
یہ سمجھتے ہیں کہ تم اللہ کو فریب دے رہے ہیں۔ تم ان کا یہ خیال نہ کہ ان قسم کی کارروائی اس طاعنا العیوب کے درود ہی بات کو ظاہر کرتی ہے

اور ان کا دیال چونکہ خدا کی طرف سے ان پر زیادہ رحمت میں پڑنے والا تھا اس لیے سیدنا محمدؐ فرمایا میں تجارِ حقان کا خدا کا بندہ ہوں اور امتیاز کے بولے گئے ہیں۔ (۱) **لَا تَقْلُدُوا فِي كَسَالِ خِيَمِ كَافٍ** وہاں جمع کرنا ان معنی سے جیسا کہ سنو ان کی جمع سلاخی آتی ہے چونکہ منافقوں کو غلام سے نہ آخرت میں امید وہاں بھی نہ ترک سے خوف تھا بلکہ ظاہر داری تھی۔ سو ایسے کام میں قطعاً کسبی اور کامیاب ہو کر آتی ہے اسی لیے اس کو کسبی سے ادا کر کے جے۔ نماز میں سستی کی طور سے ہوتی ہے۔ وقت پر دعا سے نہ چھٹا کر دو اوقات میں گزار دیتے مگر شرط پر امتیاز اور کورس اور قیام و قرأت میں خشوع و خضوع اور عورتوں کی غلو میں ہمارا۔ ایک شخص نے آنحضرت ﷺ کے ہمد میں اسی طرح نماز پڑھی تھی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ابھر کر پڑھ کر نے نہیں پڑھی۔ اسی طرح کی بات اس نے پڑھی اور آپ نے فرمایا۔ آخر آپ نے سمجھا کہ اس طرح سے پڑھ کر غلطی کے نزدیک نماز میں اگر سر نہ ہو حضور قلب نہ ہو نماز نہیں۔

(۲) **لَا تَقْلُدُوا فِي كَسَالِ خِيَمِ كَافٍ** یہ نماز اور یہ سب باتیں دیکھ کر اس کو کہنے کے دکھانے کو کہنے ہیں اور نہ کو گمراہ کر کے ہیں۔ کر یاد کرنے سے یہ مراد کہ نماز میں صرف گھیرات آ کر پڑھتے ہیں وہ نہ چپ چاپ کھڑے رہتے ہیں یا نماز ہی کم پڑھتے ہیں۔ جب لوگوں کے ساتھ ہو کر پڑھ لیں اور گھیریں نہ دے۔ یہ بھی مکتبی ہیں کہ نماز کے باہر رات دن بجز زیادتی باتوں کے منہ نہ ڈالنا بھی نہیں چاہیے۔ اب بھی چنگل اس لوگ نام کے مسلمان ہیں۔ اگر آپ پھر دیکھیں ان کے پاس ہیں تو بڑا دیکھ کر کہہ سکتے ہیں۔

(۳) **لَا تَقْلُدُوا فِي كَسَالِ خِيَمِ كَافٍ** یعنی وہ حیرت اور شک میں ہیں۔ جب اسلام کی روشنی دکھائی دے جاتی ہے تو اسلام کو حق جان کر اس کی طرف مائل ہو جاتے ہیں اور جب کسی جاہلیی معیت اور خرافہ کی گمراہی اور میری آ جاتی ہے تو اس کے فائدہ پر نظر نہیں کرتے۔ اس کے اندیشوں کی گرجاؤں اور لاک سے انکار کی داغ بیل ڈال دیتے ہیں۔ یقین میں کہتے ہیں۔ بلکہ جب تک اس نے ان کو کوثر یقین نہ دے تو وہ اندیشی میں پڑ کر اس طرح اور ہزار ہا گمراہیوں میں ڈول رہتا ہے۔ یہ سخت غلط ہے۔ وہ اسے یقین دیر سے دیا کہیے ہیں۔

خدا یقین پر وہ اپنے خلیفہ

نماز میں پڑھ لے جاتا

بلکہ جس کا خود کے پیروں میں پڑ کر ایسا ہی مراد ہو کہ اس کا کوئی بادی بھی تو منہ نہیں اٹھاتا **لَا تَقْلُدُوا فِي كَسَالِ خِيَمِ كَافٍ** سے مراد ہے۔ خدا اس کو اپنی پرست سے پہلو سے جیکڑ دے منافقوں کے اوصاف جان کر چکا تو اس کے بعد مسلمانوں کو ان کی عادت سے صراحتاً منع فرمایا ہے **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَوْفُوا بِالْكُفَّارِ** دوست نہ بناؤ اور نہ ان منافقوں کو نہ لکھو کیونکہ یہ امت سے محبت نہیں رکھتے۔ ان کی محبت تم کو غفلت اور دنیا کی خواہش کی طرف کھینچے گا اور ایک دل و دھڑ نہیں رہتا۔ خدا سے غافل ہو جاؤ گے اور جب یہ ہو گا تو تم پر محبت الہی میں الزام قائم ہوگا۔ **أَوْفُوا بِالْكُفَّارِ** اُنہیں غلبہ نہ لگائیں **لَا تَقْلُدُوا فِي كَسَالِ خِيَمِ كَافٍ** سے اسی طرف اشارہ ہے۔ اس کے بعد منافقوں کا انجام بتا رہا ہے۔ **إِنَّ الشَّيَاطِينَ هِيَ السُّوءُ** اللہ تعالیٰ سے بدگمانی۔ دوسرے سکوندار اور بعض کے نزدیک شیطان اور ابلیس ہے۔ یہ جہان میں کو فوج کہتے ہیں۔ اب عالم کہتے ہیں وہ کہ کی فوج اور ایک جیسا کہ ملل اور اجال اور ایک بھی جمع ہے جیسا کہ طس کی افس اور کلب دوسرے کے معنی قرار دیا جاتا ہے ہیں جیسا کہ دیا گیا ہے۔

۱۔ وہ اپنے زلم میں خدا کو گھسیٹتے ہیں خود رسول خدا ﷺ سے بھی رسول خدا کو فریب دے دیتے ہیں باوجود خدا کے ان کے کلمات کو فریب سے تعبیر کیا اور نہ اس کو اس کی عقل کی مراد سے دیکھتے ہیں۔ اس کے بعد ان کو ہوا امتیاز کے باوجود امتیاز کے بغیر کیا اللہ کے عقلی معنی پر اعتراض کرنا ہے۔

حق کہتے ہیں متصل ہے اسی صاحب ان محمد بن اسود احد من علم فلاس علیہ ان حکمرن علم فلاس کے عوانہ میں وہ کلام مختصراً من مطلق الی حق
ذکر خازن و مفسر ہے کہ دل ہوا یا دلک مہم کا فروع غیر شک۔

تفسیر: مفسرین اور مفسرین کو توبہ و استغفار کرنے اور خدا کی طرف رجوع کرنے کا اس قول پر اور عہد ہوا ہے بیان ہوا تھا کہ جس سے
طریق میلہ پر محمد اثر پڑتا ہے مگر بعض لوگ ان کے ایمان لانے اور خدا کی طرف رجوع کرنے کے بعد بھی ان کے محبوب گزشتہ جان کر کے
میں دھڑکیا کرتے تھے اس لیے طعن و تنبیہ کرنے والوں کی زبان بند کی جاتی ہے کہ لَوْ جِئْتُكَ اللَّهُ لَخَفْتُ رَأْسِي عَنْكَ كَمَا كَرِهْتُ أَنْ أَكْشِفَكَ رَأْسِي عَنْكَ
کسی کے محبوب کا ظہر کا پتہ نہ دیکھیں مگر معلوم ہو جائے کہ وہ اس کے علم و حکم کی بات کرنے کو کونکے بغیر بیان کرنے کے چاہہ بھی نہیں مگر وہ اصل
اب بھی ان میں کوئی بات نہ ہوتی ہے تو خدا خود صحت و علم ہے اور کونسا سب نہیں کماں کی صیغہ بدل کر ہے۔ اس میں اس طرف بھی اشارہ ہے
کہ خود بھی اپنے گزشتہ صیغہ کا یقین تو پورا اور اظہار کر دیا جاتا ہے کیونکہ خدا خود جانتا ہے۔ وہ بتا رہا ہے اب تو بے کے بعد یہ بات ضرور دہائی
رہی کہ اس پر کسی کے حقوق تھے یا اس نے کوئی پر علم کئے تھے۔ ان کے انتقام و صفا ہر کی بات یہاں پر ۲۱۰ ہے۔ اِنْ قِيلَ لَوْ اَخْبَرْتُكُمْ
کوئی نیک ظاہر کر کے کہ وہ بشر علیہ کیا کی تصدیق نہ ہو تو اس کے انصاف میں کوئی مضائقہ نہیں کہ وہ سب کو بھی رفعت اور باہم ان کی توبہ کرنے
والوں کی زبان صاف کر دو تو پھر ہے کسی لیے کہ خدا بھی غور ہے اور اس کے انتقام لینے پر بھی قادر ہے۔ پھر جس قدر تم کسی کو صاف نہیں
کرتے تو آخر تم بھی خدا کے گناہوں سے پاک نہیں۔ قدر کا لفظ کس لفظ کے ساتھ معانی کی رفعت والا رہا ہے جس میں تہذیب کی شان بھی
ہے۔ اس لیے بعد مجزہ صفت اور آپ کے سیاہ کاروں کی طرف دوسرے سخن لیا جاتا ہے کہ اِیُّهَا الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَ بِرَبِّهِمْ یَسْمِعُوْنَ سَوَءَ نَادِیْهِمْ۔ اِنَّ الْاِنْفِصَافَ
بِکَلْمَہِہُمْ بِاللّٰہِ اِنْ کَرِهَ لَوْ لَوْ اِذَا دَاسَ کَ سَرَلَ کَا اِذَا دَاسَ کَ سَرَلَ کَا اِذَا دَاسَ کَ سَرَلَ کَا اِذَا دَاسَ کَ سَرَلَ کَا اِذَا دَاسَ کَ سَرَلَ کَا
یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں ہم بعض رسولوں کو تو مانیں گے مگر انیہا یعنی امرائیل کو۔ کیونکہ وہ یہ ہے جس میں بعض لوگوں کے بغیر ہیں۔ خصوصاً نبی
خدا کو اس لیے کہ یہ گواہ رسول کے نام ہیں ہم کو ان کی حاجت نہیں اور یہ وہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی نہیں اسے اور ایک اور سے نہ سارے
خدا کا نہ پورا کرنا چاہتے ہیں وہ وہ سب کو اور نیکو کار نہیں بلکہ اُولَئِکَ کُلُّہُمْ اِلٰکُفُوْرٌ مِّنْ حَقِّہِ وَ اُولَئِکَ کُلُّہُمْ اِلٰکُفُوْرٌ مِّنْ حَقِّہِ وَ اُولَئِکَ کُلُّہُمْ اِلٰکُفُوْرٌ مِّنْ حَقِّہِ
تیار کر رکھا ہے اس میں یہ وہ خدا کی کار ہے جن کو مانتے ہیں۔ یہ اہل حق و مرشد اور ان کو انبیاء و سلسلہ کا کاپہ بردار سمجھ کر ان باتوں کو بہت کچھ
مانتے تھے۔ ان کے مقابلہ میں حقیقی مومن کی طرف اور ان کا نیک نتیجہ دلایا جاتا ہے کہ جو لوگ اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے اور
براہ رب کو برحق مانتے ہیں تو قرعہ نہیں کرتے وہ صرف حقیقی مومن ہی نہیں بلکہ ان کو ہم بہت جلد ان کے ایمان اور نیکو کاریوں کا نیک بدلہ دیں
گے اور ان کی فحشوں کو بھی معاف کر دیں گے کیونکہ ہم غفور رحیم ہیں جن کا یہ خیال ہے کہ خدا جرم کی سزا دینے پر مجبور ہے جیسا کہ وہ یہ اور
جیسا کہ ان کا کفارہ و نیک علیہ السلام کے مقابلہ میں اعتقاد ہے تو انہوں نے خدا کو اس صفت سے سزا کر دیا جو ایک بڑا ہی نیک ہے۔

يَسْأَلُكَ أَهْلُ الْكِتَابِ أَنْ تَنزِلَ عَلَيْهِمْ كِتَابًا مِّنَ السَّمَاءِ فَقَدْ سَأَلُوا مُوسَىٰ
أَكْبَرَ مِنْ ذَلِكَ فَقَالُوا أَرِنَا اللَّهَ جَهْرَةً فَأَخَذَتْهُمُ الضُّعْفَةُ بِظُهُرِهِمْ ۖ ثُمَّ
اتَّخَذُوا الْعِجْلَ مِن بَعْدِ مَا جَاءَتْهُمْ الْبَيِّنَاتُ فَعَفَوْنَا عَنْ ذَلِكَ ۖ وَأَنِيتْنَا
مُوسَىٰ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا

ہونے کے وقت پر حکم دیا گیا تھا کہ اس نعمت کے شریعہ میں جب شعر کے دو واژوں میں سے گزرتو چھٹے اور چارویں کرتے ہوئے چنانچہ
تکبیر کرتا نہ انہوں نے اس کے برخلاف کیا۔ (۳) بہت کی تعظیم کا اور اس میں دو کادو بارت کرنے کا حکم مؤکد دیا تھا اور اس پر ان سے
وقت عہد بھی لیا تھا مگر انہوں نے بہت کی تعظیم نہ کی۔ داؤد علیہ السلام کے عہد میں اس پر ان کو سزا ملی۔ ان واقعات کی تفصیل سورہ بقرہ کی تفسیر
میں ہو چکی ہے۔

اس کے بعد دو جہان پر اٹھائو تا مہمیں مازیل ہوئی جیسا کہ ملاحظہ ہو گا ان پر غالب آنا حکومت یکدہ کا مقصد بننا چھوٹو لوگوں
کی صورت میں مسخ ہو کر بعد کی شکل میں جانا جیسا کہ حضرت داؤد علیہ السلام کے عہد میں واقع ہوا اور پھر بہت نصرت اور دیگر بادشاہوں کے ہاتھ
سے قوم ملک اور برہنہ کا رہا اور سلطنت اور اقبال کا ماحول خیرۂ قوس کے ہاتھ میں پڑ گیا اور نظام بننا وغیرہ۔ حوادث جن کی تفصیل تاریخ
میں اسرائیل میں ہے۔ ان کا سبب بیان فرما جاوے گا اور ان چنانچہ حرکتوں کو بتا کر اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ یہ خود اپنی شر ہے۔ اسے
یہی تم سے سرخس کرتا کچھ نئی بات نہیں۔ ملاحظہ ان فائنٹی حرکات کے (۱) اِنَّمَا تَجْعَلُوہُمْ فِتْنَةً ہے۔ جو سب سے اول گناہ ظہیم ان سے
سرزد ہوا کہ انہوں نے اپنے اس عہد کو جو موسیٰ علیہ السلام کے دور ہو گیا تھا تو زنا کا۔ عہد احکام شرع کے چھاننے کا اور جو حد پر قائم رہنے کا
تو اور یہ عہد انہوں نے موسیٰ علیہ السلام کے عہد میں بھی تو راجہ پھرا یا جا اور ان کے بعد ملک شام میں آ کر خیرۂ قوس کی صحبت سے بھی مجیدہ و بہت
پرستی و عورت کرنے لگے اور قرات کو بھی پشت ڈال دیا تھا ان واقعات کی تشریح کتاب تاریخ اور کتاب سونہل میں موجود ہے۔

(۲) تَجْعَلُوہُمْ فِتْنَةً بِالْاَمْنِ آیت اللہ سے مراد یہ تو قرات کی آیات ہیں یا نبی علیہ السلام کے اجرات یا اقتصاد و دینی و دنیاوی
جو ہمیشہ اس کی تفسیر پر دلالت کرتے ہیں جیسا کہ آیت اور چار اور سورہ صافات ان کا بدلہ بجز زمین کی چیزوں کے کسی اور ملک سے پیدا ہوتی
اور نشوونما پاتی اور پھر ہوجاتی ہیں جن میں خود مقرر کرنے سے انسان کو اپنی سعادت کا راستہ ملتا ہے۔ موسیٰ اسرائیل نے اپنے اسی بہت پرستی
اور بدکاری کے زمانہ میں ان چیزوں میں کسی کو اہمیت سے اٹھا کر دیکھ لیا۔ یہ بھی ان کتابوں سے بخوبی ثابت ہے۔

(۳) وَتَجْعَلُوہُمْ فِتْنَةً بِالْاَمْنِ آیت اللہ کا معنی حق تھا اسرائیل میں جب بہت پرستی اور بدکاری نے ڈال دیا اور سیکڑوں بدکاریوں کی حالت دیکھ
کر بھی کسی نبی اور نیک بادشاہ کی صحبت اور کوشش سے راستی پر آگئے پھر چند روز بعد انہیں کوئی حق تعالیٰ کے بھروسے ہی سرکش ہو گئے۔
سینہاں میلہ کے بعد جب سلطنت بنی اسرائیل کے دورنگو سے ہو گئے اور ان میں سے ایک سلطنت جس کو اسرائیل کی سلطنت کہا جاتا تھا
کے اکثر بادشاہ تخت پر ایمان اور بہت پرست ہوا کرتے رہے ہیں۔ انہیں ایام میں بہت انبیاء و ان کے ہاتھ سے ناسخ ہوئے ہیں اور انہیں
میں حضرت ذکر یا اور بھی کچھ کو حق تعالیٰ کی یاد اور حضرت نبی علیہ السلام کی اپنے دھرم میں وارہ پر کھینچا۔

(۴) وَتَجْعَلُوہُمْ فِتْنَةً بِالْاَمْنِ آیت اللہ کا معنی ہے کہ یہ یوں ہے کہ یہودی اپنے دلوں کو کلمہ کا خلاف و جہان کیجئے جس کا مطلب یہ تھا کہ ہم کہتے
کہ علم و صحت ہے۔ اب ہم کو کسی کے دھوکے کی فکر ضرورت نہیں۔ چنانچہ حضرت نبی علیہ السلام اور نبی علیہ السلام اس بدعت قوم کو خواہ
فلانت سے بیدار کرنا چاہتے تھے لیکن جب بھی ان کے امام و کاتبین و لوگوں کو ان سے نہ مل سکتے نہ منع کیا کرتے تھے اور لیکن ہے کہ غلط کیا
مجھ ہو جس کے معنی خلاف میں لپٹا ہو کہ یہ خصوصاً یہ کہ یہودی کہتے تھے کہ یہ ہمارے دلوں پر خلاف پڑے ہوئے ہیں۔ ہم اسے
(۵) آیت اللہ کی اس نصیحت کو ہرگز دل میں جگہ نہ دیں گے۔ اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اِنَّمَا تَجْعَلُوہُمْ فِتْنَةً بِالْاَمْنِ
یَعْنِیْ فِتْنَةً اِلَّا فِتْنَةً کہ ان کے دل پر یہ خلاف و اذیت کچھ نہیں صرف ان کے فکر کی جہ بے انتہائی کے دلوں پر بھونکا دی ہے جس کی وجہ
سے ان میں ایمان نہیں جا سکتا مگر وہ قدر قبول کر کے جس کو وہ اپنے ہمارے بموجب ایمان کہتے ہیں یا یہ بکلت یا شاید بکلیت ان ایمان کے

پھر قلمِ حرمِ حجاب سے لکھ کر دیا کہ یہ ہے میری ساری دنیا۔
 اس وقت یہ بھی میں جانتی تھی کہ یہ لکھ کر دینا میری ساری دنیا ہے۔
 مگر یہ سب تو کیا ہے؟ یہ تو میری ساری دنیا ہے۔
 میں نے کہا کہ یہ تو میری ساری دنیا ہے۔

فَيُضْلِمُهُمُ مِنَ الَّذِينَ هَادُوا حَرَمْنَا عَلَيْهِمْ طَيْبَاتٍ أُحِلَّتْ لَهُمْ وَبِصَدِّهِمْ عَنْ
سَبِيلِ اللَّهِ كَثِيرٌ ۖ وَأَخْذُهُمْ الزَّلِيلَةُ وَقَدْ تَتَّبَعُوا عَنْهُ وَأَنَّهُمْ أَمْوَالُ
النَّاسِ بِالْبَاطِلِ ۖ وَاعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ مِنْهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ۖ لَكِنَّ
الرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ مِنْهُمْ وَالْمُؤْمِنُونَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ وَمِمَّا
أُنزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَالْمُقِيمِينَ الصَّلَاةَ وَالْمُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَالْمُؤْمِنُونَ
بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۚ أُولَٰئِكَ سَنُؤْتِيهِمْ أَجْرًا غَضِيًّا ۝

[illegible]

ترکیب مختلفہ چیزوں سے مشق ہے۔ مثلاً: انسان کا جسم اس سے مشق ہے کہ اس میں اس طرح کی چیزیں ہوں کہ اس سے اس کا

سیرتِ نبویہ (۱) میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مَنْ رَأَى رَجُلًا يَتَّبِعُنِي فَسَمِعَنِي فَقَالَ لَا بَأْسَ بِهِ، فَإِنِ ابْتَعَثَنِي فَلْيُقِيمَنَّ فِي الْبَيْتِ الْمَسْكُونِ الَّذِي خُتِمَ فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَإِنَّهُ أَهْلُ بَيْتٍ مُبَارَكٍ"۔ (ابن ماجہ)

وَلَمَّا مَنَّ اللَّهُ عَلَىٰ آلِهِ وَبَارَكُ فِيكُمْ ذُرِّيَّتَهُ لَقَدْ خَلَقْنَاكُمْ وَإِلَىٰ أَنْفُسِكُمْ أَنتُمْ مُّشْرِكُونَ کہ کوئی یہ نہ کہہ سکیں کہ کوئی ایسی قوم نہیں کہ جس میں کوئی کوئی خدا کی طرف سے عزت نے والا نہ ہو۔
 میں نے اپنے یہاں بھی فرد، پاک چند رسولوں کا حال تو سمجھنے سے ان کی حق سے بیان کیا اور بہت سے ایسے رسول بھی ہیں جن کا حال تم سے بیان نہیں کیا۔ اس سے متصور یہ ہے کہ اس بات پر غور کرنا چاہیے کہ آخر ان تمام نبیاء علیہم السلام کا کیا کام تھا اور کس لیے انھیں بھیجے گئے تھے۔ پھر آپ کی فرمائش ہے رُسُلًا مُّشْفِقِينَ وَ مُنذِرِينَ کہ ان کو ہم نے نجات اور علم حرمت کی طرف نشانے اور آخر میں اور شرک و بدکاری کے برے نتیجے سے ڈرانے کے لیے بھیجا تھا۔ سو اب اسے منکر و تم ایسے خلاصہ کو اس آخری نبی (محمدؐ) میں دیکھو پائی جاتی ہے کہ نہیں؟ جب یہ بات سب سے پہلے کہ پانا چاہتا ہے اور ان کی تعلیم سب میں اعلیٰ درجہ کی ہے تو پھر نبی نے ان کی وجہ سے؟ اور جن کو نبی نے دیا پھر ان کے ثبوت کی کیا وجہ؟ جو دلیل تم ان کے لیے قائم کرو گے سو وہ سب وہ کمال ان میں پائے جاتے ہیں۔ سبحان الله! آفتابیت اور نبی کی نبوت پر کیا یہ خود دلیل تو مگر کی ہے سب کے بعد اس سلسلہ نبی کے قائم کرنے کی وجہ بیان فرمائیے: لَقَدْ كُنَّا كُنُوزًا لِلنَّاسِ مَعَهُ الْجَوَارِثُ بَعْدَ نُوْحٍ کہ کیا امت کو رسولوں کے بعد یہ اس کے لیے کوئی نعمت والی نذر ہے کہ انہی تمام خلائق اور خلائق کے بعد اور غیر خدا اور نبی و رضا علیہ السلام اور رضا علیہ السلام کے بعد یہ نبی نے رسول کیوں نہیں بھیجے مطلق نبوت کے ثبوت کے لیے براہ راست تدریجوں کے ساتھ میں کیا خوب دلیل ہے۔

لَكِنَّ اللَّهَ يَشْهَدُ بِمَا أَنْزَلَ إِلَيْكَ بِعِلْمِهِ وَالْمَلَكُ لَشَهِدُونَ ۚ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا ۚ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدَّوْا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ قَدْ صَدَّوْا صَلَاحًا بَعِيدًا ۚ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وظَلَمُوا لَمْ يَكُنِ اللَّهُ يَغْفِرْ لَهُمْ وَلَا يَهْدِيهِمْ طَرِيقًا ۖ إِلَّا طَرِيقَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۚ وَكَانَ ذَرْبُكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرًا ۚ يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمْ الرُّسُولُ بِالْحَقِّ مِنْ رَبِّكُمْ فَأَمِنُوا خَيْرًا لَّكُمْ ۚ وَإِنْ تَكْفُرُوا فَإِنَّ لِلَّهِ مَا فِي السَّمُوتِ وَالْأَرْضِ ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا ۝

(پہلے نہ کوئی خدا ہی نہیں) لیکن اللہ خود اپنے علم سے اس چیز پر کہ ہر نبی انزل کی ہے اور اسے قیامت اور رشتے میں شہادت ہے: یہ ہیں اور اللہ کی تعالیٰ اس سے ہے بلکہ میں انھوں نے انکار کیا اور اللہ کی راہ سے روکا اور قرآنی حق کو اس میں مانچا ہے جس سے اللہ کے حکم کو مانچا ہے (یعنی انہا ان کو جو اللہ نے اپنے گواہان اور شہداء کے طور پر بھیج دیا کہ جس میں وہ پیشہ رہا کریں گے) (نہ تو ان کا یہ بات) (اللہ بہت) (سال سے کوئی تھا) سے اس تہاد سے کہ اس کی طرف سے رسول برحق آچکا ہے جو تم کو ایمان دے گا اور اپنی بہتری پر جو اور تم کو ایمان دے گا (تو کیا وہ ہے) (اللہ ہی) کہ جسے جو چاہے گا انھوں اور زمین میں ہے اور اللہ قادر و حکمت والا ہے۔

ترکیب: اللہ عہدہ شہد خیر سے مطلقاً وَلَئِنْ كُنْتُمْ لَشَهِدُونَ ۚ بعد کا عطف اول جملہ ہے کہی بِاللَّهِ شَهِدُونَ ۚ پھر نہ بَعِيدًا ۚ حال ہے فعل مضارع سے ای حالہ اعلیٰ إِلَّا طَرِيقَ جَهَنَّمَ اسماء متصل ہے عَلِيمًا حَكِيمًا حال مضارع ہے فعل مضارع کا

[illegible][illegible]

ایکی ہے تو نصف لے گی۔

(۲) اگر اسی طرح لاولد بمن مرے اور اس کے باپ بھی نہ ہوں تو بھائی بھن بھائی کا وارث ہوگا۔

(۳) اور اگر اسی قسم کے میت کے دو بھئی ہوں تو وہ بھائی مالکات کا بانی اور وارثوں کا۔

(۴) اگر کوئی بہن بھائی یا ایک بہن ایک بھائی کا دلہنے بھوڑے سے تو قلیلہ کچھ عقیقہ اولا نکھین دو ہر حصہ بھائی کا اور اکبر کا

بھن کا قراد یا دے گا اور یا ہم اس حساب سے تقسیم ہو دے گی۔ اس بیکر بمن بھائی سے بھئی یا علاقہ سروا ہیں جیسا کہ حضرت ابو بکر صدیق

چوڑے فرمایا کہ بھائی بمن بھائی کا حق چھنا حصہ ہے جو پہلے آچکا اس کے بعد تمام شرائط بیان کرنے کی حکمت بیان فرماتا ہے کہ اگر کو

نہ ہو جاؤ اس لیے ہمہ احکام بیان کرتے ہیں اور ان سے ہر اور بھی ہم جانتے ہیں کیونکہ انا لہم بھائی ہی ہر بھائی کو ہر جے جانتا ہے جو کچھ وہ

فرماتا ہے لیکر فرماتا ہے۔

